عمران سیریز

ساکال

ظہیر احمد

93A
عمران سیریز نمبر

ساکال

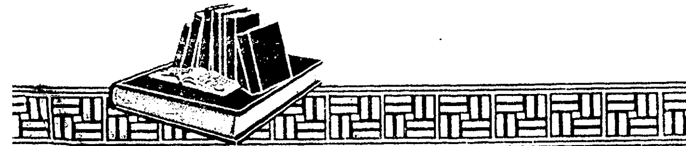
ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ یاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں، بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-



Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میرا نیا ناول ''ساکال'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ منفرد اور جدید انداز کا یہ ناول اپنی مثال آپ ہے جسے پڑھ کر آپ یقیناً محظوظ ہوں گے۔ یہ ناول عام ناولوں کی ڈگر سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے انتہائی منفرد انداز کے اس کارنامے کو آپ یقیناً سراہیں گے۔ میرے سابقہ لکھے ہوئے ناولوں کو جس طرح آپ پسند کرتے ہیں اور انہیں پذیرائی بخشتے ہیں اس کے لئے میں آپ سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

لاہور گوالمنڈی سے نفیس السلام لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول پڑھے ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک اور انتہائی شاندار ہیں۔ جس کے لئے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ کے لکھے ہوئے ماورائی ناول انتہائی متاثر کن ہوتے ہیں جن میں نئی معلومات کا ذخیرہ بھی ہوتا ہے اور ان ناولوں کو پڑھ کر ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ خیر اور شر کی لڑائی میں جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے جس کے لئے جدوجہد کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ماورائی سلسلے میں آپ زیادہ سے زیادہ ناول لکھیں تاکہ ہمیں آپ کے مزید انوکھے اور حیرت انگیز

واقعات سے بھرپور ناول پڑھنے کو مل سکیں۔

محترم جناب نفیس السلام صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ میرے ناول جس ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور میری کاوشوں کو سراہتے ہیں اس سے مجھے بے حد خوشی ملتی ہے کہ میں جو بھی محنت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ رائیگاں نہیں جاتی۔ آپ کی طرح بے شمار دوستوں کی بھی یہی فرمائش ہے کہ میں ماورائی سلسلے کے زیادہ سے زیادہ ناول لکھا کروں۔ تو اس کے لئے عرض ہے کہ یہ ایک انتہائی حساس موضوع ہوتا ہے۔ ہر لفظ پھونک پھونک کر لکھنا پڑتا ہے تا کہ لکھتے ہوئے کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جائے جو قابل گرفت ہو۔ بہرحال اس کے باوجود میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ جس قدر ممکن ہو سکے آپ کے لئے اور آپ جیسے دوستوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ماورائی ناول لکھ سکوں۔ بہت جلد اس سلسلے کا ایک خصوصی ناول آپ کی خدمت میں پیش کرنے جا رہا ہوں۔ جو نہ صرف ''کارمارا'' بلکہ پہلے لکھے گئے تمام ماورائی ناولوں سے ہٹ کر منفرد اور انتہائی خوبصورت انداز کا حامل ہو گا جسے پڑھنے کے بعد آپ یقیناً مجھے داد تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس ناول کا نام ''مثالی طاقت'' تجویز کیا ہے اور اپنے نام کی طرح یہ ناول واقعی مثالی ہو گا۔ اس کے علاوہ میری توجہ سنچری نمبر کی طرف ہے جو پہلے تمام ناولوں سے ہٹ کر انتہائی منفرد اور دلچسپ ناول ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اسلام آباد سے احمد شہریار لکھتے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا ہر ناول اپنی مثال آپ ہوتا ہے جس سے اس بات بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ہر موضوع پر لکھنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ناولوں کی مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس لئے آپ کے ہر آنے والے نئے ناول کا شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ ناول لکھیں تا کہ ہمیں ہر ماہ کم از کم آپ کے لکھے ہوئے دو ناول مل سکیں۔ اس کے علاوہ ماورائی ناول بھی زیادہ سے زیادہ لکھیں کیونکہ ہمیں آپ کے ماورائی ناول بے حد پسند ہیں۔

محترم احمد شہریار صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ عمران سیریز میں لکھنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس کی وجہ سے جاسوسی ادب کا فقدان ہو رہا ہے اور میری کوشش ہے کہ میں جاسوسی ادب کو کسی بھی صورت میں مٹنے نہ دوں۔ ایک زمانہ تھا جب ہر دوسرے روز نئے رائٹر کی عمران سیریز مارکیٹ میں آ رہی تھی اور عمران سیریز کے شیدائی ہر مصنف کے ناول کا مطالعہ کرتے تھے انہیں رائٹروں کے ناموں سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا۔ ان کا ہیرو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تھے جنہیں وہ ہر روپ میں دیکھنا چاہتے تھے اور ان کے کارناموں پر سر دھنتے تھے لیکن آہستہ آہستہ جاسوسی ادب کم ہوتا چلا گیا۔

رائٹروں نے لکھنا چھوڑ دیا اور پبلشرز حضرات نے ناولوں کو خسارے کا مواد کہہ کر چھاپنا چھوڑ دیا۔ ان سخت اور نامساعد حالات کے باوجود عمران سیرز کی مقبولیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارسلان پبلی کیشنز کے روح رواں جناب محمد اشرف قریشی صاحب نے بیڑہ اٹھایا کہ وہ جاسوسی ادب کے شاہکار ناولوں کے کرداروں کو مٹنے اور ختم ہونے نہ دیں گے۔ اس لئے پانچ دہائیوں سے زیادہ عرصہ سے وہ نہ صرف عمران سیریز چھاپ رہے ہیں بلکہ میرے ناولوں کو بلندیوں تک لے جانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں۔ عمران سیریز کو زندہ رکھنا اور جاسوسی ادب کو عروج دینے والے یہی محترم محمد اشرف قریشی صاحب ہیں جو کسی بھی نقصان کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام خوش اسلوبی سے جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ میری ہر قاری سے دست بدست درخواست ہے کہ وہ جناب محمد اشرف قریشی صاحب کی اس کاوش کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نہ صرف ان کے حق میں دعا کرتے رہا کریں بلکہ انہیں عزت اور وقار کا وہ مقام دیں جو ان کا حق ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے راوی نے عمران کے لئے چین ہی چین لکھا ہوا تھا۔ فراغت کے دنوں میں عمران کا زیادہ وقت فلیٹ میں ہی گزرتا تھا پھر وہ ہوتا تھا اور کتابیں ہوتی تھیں اور سلیمان کے مطابق وہ سچ مچ کتابی کیڑا بن کر رہ جاتا تھا اور ساتھ ہی بے چارے سلیمان کی شامت لگی رہتی تھی۔ اسے عمران کے لئے دن میں کئی بار چائے بنانی پڑتی تھی جن میں سے عمران چند کپ ہی پیتا تھا باقی وہاں پڑی پڑی ہی ٹھنڈی ہو جاتی تھی جس پر سلیمان جھلانے اور منہ بنانے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں اس کی عمران سے خاصی نوک جھونک بھی ہوتی تھی لیکن وہ بھلا عمران سے کہاں جیت سکتا تھا اس لئے اس نے معمول بنا لیا تھا کہ عمران اس سے جتنی بار بھی چائے مانگتا تھا وہ اس کے لئے خاموشی سے چائے بنا لاتا تھا اور پہلے سے ٹھنڈی پڑی چائے کا کپ اٹھا کر لے جاتا تھا۔ اس نے یہ مان لیا تھا کہ عمران

کتابیں اور چائے چھوڑنا چاہتا ہے لیکن کمبل کی طرح چائے اور کتابیں اسے نہیں چھوڑتی تھیں اس کی اس تبدیلی پر عمران سے کئی بار بات بھی ہوئی تھی۔ عمران نے حیرانی کا اظہار کیا تھا کہ اس کی کایا کیسے پلٹ گئی ہے لیکن سلیمان اسے کوئی جواب نہ دیتا تھا۔ وہ اسے یہی کہہ کر چل پڑتا تھا کہ وہ چائے پینے سے مطلب رکھے۔ چائے کے کپ نہ گنا کرے۔ عمران بھی اس کے خوبصورت جواب پر مسکرا کر خاموش ہو جاتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے سلیمان کی اس مثال کی تصیح کرنے کی کوشش کی تو جس طرح گاؤں کے لوگ کسی غلطی پر کسی آدمی کا حقہ پانی بند کر دیتے ہیں اسی طرح اس کی چائے ہی بند ہو جاتی ہے۔

عمران اس وقت بھی سٹنگ روم میں صوفے میں دھنسا ایک سائنسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے میز پر پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس کے سامنے فون پڑے ہونے کا مطلب تھا کہ سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ وہ باہر جاتے ہوئے فون لا کر اس کے سامنے رکھ دیتا تھا تاکہ عمران کو فون سننے کے لئے دوسرے کمرے میں جانے کی زحمت گوارا نہ کرنا پڑے۔ فون کی گھنٹی سن کر عمران نے منہ بنایا اور کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود اور بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''السلام علیکم عمران بیٹے۔ ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی جیسے کوئی آدمی ناک سے بول رہا ہو۔

''ارے ڈاکٹر غنغنا صاحب۔ وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں آپ''۔ عمران نے ڈاکٹر عبدالغنی کی آواز پہچان کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ چونکہ ڈاکٹر عبدالغنی ایسے بولتے تھے جیسے ناک سے بول رہے ہوں اس لئے عمران انہیں ڈاکٹر غنغنا کہتا تھا جس کا مطلب ناک سے بولنے والا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالغنی کا تعلق اماں بی کے آبائی گاؤں سے تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی اپنے زمانے کے بہترین سائنس دان رہ چکے تھے اور وہ سردار کے بھی معتمد خاص رہے تھے اس لئے سردار ان کی بے حد عزت و تکریم کرتے تھے۔ چونکہ ڈاکٹر عبدالغنی اماں بی کے گاؤں کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اماں بی کو اپنی بہن بنایا ہوا تھا اس لئے عمران بھی ان کی بے حد عزت کرتا تھا۔

ڈاکٹر عبدالغنی کا ان کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔ بوڑھے ہونے کے باوجود وہ جب بھی دارالحکومت آتے تو ان کی رہائش اماں بی کی کوٹھی میں ہی ہوتی تھی اور ان سے مل کر اماں بی بھی خوش ہو جاتی تھیں اور پھر دونوں بہن بھائی گاؤں کے بارے میں پرانی یادیں تازہ کرنے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ عمران ایک دو بار کوٹھی گیا تو ان دنوں اتفاق سے ڈاکٹر عبدالغنی آئے ہوئے تھے اس لئے عمران کی ان سے بھی ملاقات ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر عبدالغنی چونکہ

بے حد شگفتہ مزاج اور ملنسار آدمی تھے اس لئے عمران ان کی بے حد عزت کرتا تھا اور کچھ وقت ان کے ساتھ ضرور گزارتا تھا۔ عمران انہیں صرف ناک سے بولنے کی عادت کی وجہ سے ڈاکٹر غنغنا کہتا تھا ورنہ وہ ان سے ہمیشہ عزت اور تکریم سے ہی بات کرتا تھا اور ڈاکٹر عبدالغنی بھی عمران سے بے حد متاثر تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران نے سائنس میں ڈی ایس سی ہے لیکن اس کے باوجود وہ کسی سراغ رساں ایجنسی کے لئے کام کرتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے کئی بار عمران سے کہا تھا کہ اس کے پاس ڈی ایس سی کی ڈگری ہے اور اس کی جو قابلیت ہے اس کی بناپر وہ کسی بھی سائنسی لیبارٹری کا چارج لے کر ملک وقوم کے لئے نت نئی ایجادات کر سکتا ہے۔ عمران ان کی ہاں میں ہاں ملا کر خاموش ہو جاتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی سے اس کی آخری ملاقات ایک ہفتہ قبل کوٹھی میں ہی ہوئی تھی اور اب ان کا فون آیا تھا۔ ڈاکٹر غنغنا کہنے پر ڈاکٹر عبدالغنی ہنس پڑے تھے۔

''تم مجھے ہمیشہ ڈاکٹر غنغنا کہتے ہو لیکن مجھے اس کا برا نہیں لگتا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم بڑوں کی عزت اور قدر کرنا جانتے ہو۔ یہ صرف تم مذاق میں ہی کہتے ہو''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اور جہاں آپ جیسی شخصیت ہو وہاں قدر اور عزت میرے لئے اور بڑھ جاتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

ڈاکٹر عبدالغنی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''میں نے تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا ہے عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ڈسٹرب وہ ہوتا ہے جو کسی کام میں مصروف ہو۔ مجھ جیسے فارغ البال انسان کے پاس کوئی کام ہی نہیں ہے۔ کام تو کیا میرے پاس پہننے کے لئے زیادہ لباس بھی نہیں ہیں ورنہ میں اس مثال پر ہی عمل کرنا شروع کر دیتا کہ بے کار مباش کچھ کیا کر۔ کپڑے ادھیڑ کر سیا کر''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر عبدالغنی بوڑھا ہونے کے باوجود بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''تم جیسا انسان اور بے کار۔ میں یہ بات مان ہی نہیں سکتا ہوں۔ سر داور نے مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا رکھا ہے۔ وہ تم ہی ہو جس نے اس ملک وقوم کی سلامتی کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ ان کا تو یہ بھی کہنا ہے کہ تم جیسے پاکیشیا کو دو چار اور سپوت مل جائیں تو پاکیشیا دنیا کا محفوظ ترین ملک بن سکتا ہے جس کی طرف دشمن کبھی میلی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے''۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''یہ تو سر داور کی عظمت اور بڑا پن ہے جو میرے گن گاتے ہیں ورنہ میں تو کسی گنتی میں نہیں آتا۔ نہ تین میں اور نہ تیرہ اور چودہ میں''...... عمران نے کہا تو عبدالغنی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''تم جیسے انسان تین تیرہ میں نہیں بلکہ ٹاپ پوائنٹ پر ہوتے

ہیں۔ اچھا خیر چھوڑو ان باتوں کو میں نے تمہیں ایک ضروری کام کے لئے فون کیا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''فرمائیں۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی''...... عمران نے انکساری سے کہا۔

''میرے ایک دوست ہیں۔ ان کا نام آفاق زبیری ہے۔ میں ان کے بارے میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آفاق۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ ان کے بارے میں''۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''انہیں تمہارے محکمہ سراغ رسانی کے کسی جاسوس کی ضرورت ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے۔ کسی بھی ایجنٹ کی۔ میری نہیں''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا کسی سے بھی کام چل جائے گا۔ تمہیں زحمت دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہاں۔ ایسا کوئی موقع آیا تو پھر وہ تم سے بھی درخواست کر سکتے ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے قدرے ہنس کر کہا۔

''انہوں نے تو محکمہ سراغ رسانی سے درخواست بھی نہیں کی۔ صرف آپ سے بات کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ میرے دوست ہیں۔ نہ تم انہیں جانتے ہو اور نہ وہ تمہارے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ اگر تمہارا ان سے تعارف ہوتا تو پھر وہ یقیناً تم سے براہ راست بات کرتے۔ کیا یہ تمہیں برا لگا ہے عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے جناب۔ میں تو یونہی کہہ رہا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں عمران بیٹا۔ تم ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آپ نے ٹھیک کہا ہے جناب۔ آپ مجھے اپنے دوست آفاق زبیری کا پتہ دے دیں۔ میں اپنے محکمے کے اعلیٰ افسر سے بات کر کے کسی کو وہاں بھیج دیتا ہوں اور اگر آپ کو معلوم ہے کہ انہیں محکمہ سراغ رسانی کے جاسوس کی کیوں ضرورت ہے تو آپ مجھے بتا دیں تاکہ میں چیف کو گائیڈ کر سکوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے بس یہی کہا ہے کہ میں انہیں کسی محکمہ سراغ رسانی کے آدمی سے ملا دوں۔ ان کے پاس اسے بتانے کے لئے کچھ ہے۔ رہی بات ایڈریس بتانے کی تو تم مجھے بتا دو کہ وہ ایجنٹ کون ہو گا۔ اس کا نام کیا ہے اور اس کا پتہ کیا ہے۔ آفاق زبیری اس کے لئے اپنی ذاتی کار بھیج دیں گے۔ ایجنٹ کو خود جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس طرح اسے مشکل پیش آ سکتی ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"کیا فرمایا مشکل پیش آ سکتی ہے۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ایجنٹ کو آفاق زبیری صاحب تک پہنچنے میں مشکل پیش آئے گی"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"کیوں۔ کیا وہ کوہ قاف میں رہتے ہیں یا پرستان کے کسی چاہ غب غب میں جو ان تک پہنچا نہیں جا سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ آفاق زبیری جہاں موجود ہیں وہاں انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے انتہائی عجیب وغریب انتظامات کر رکھے ہیں۔ ایسے انتظامات جن سے گزر کر بھی کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا ہے چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"انہیں ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی"...... عمران نے پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بس یہ سمجھ لو کہ انہوں نے کچھ دشمن پال رکھے ہیں اور وہ ان سے بچنے کے لئے اپنی حفاظت خود کرتے ہیں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا۔

"میں سمجھا نہیں۔ میں نے سنا تھا کہ لوگ جانور اور پرندے پالتے ہیں لیکن یہ آفاق زبیری صاحب دشمن پالتے ہیں۔ حیرت

ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"آفاق زبیری صاحب کرتے کیا ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہیں۔ ویسے وہ بہت بڑے لینڈ لارڈ ہیں۔ ان کے پاس آبائی جائیداد کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ملازمت تو انہوں نے شوق کی وجہ سے کی تھی"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا۔

"اس کا مطلب ہے کہ خاصی وسیع وعریض زمینیں ہیں ان کے پاس اس لئے وہ لارڈ بھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان زمینوں کے ہوتے ہوئے انہیں ملازمت کی ضرورت نہیں تھی لیکن انہیں چونکہ فوج کی ملازمت کا بے حد شوق تھا۔ اس لئے انہوں نے فوج جوائن کی تھی ابھی وہ کیپٹن ہی تھے کہ انہوں نے نہ جانے کیوں استعفیٰ دے کر سول بیورو کریسی جوائن کر لی اور اپنی محنت اور کارکردگی سے موسٹ سینئر بیورو کریٹ کے عہدے تک پہنچے تھے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ یہ بتائیں کہ انہیں کس کی طرف سے خطرہ ہے۔ ان دشمنوں سے جو انہوں نے پال رکھے ہیں یا ان کی زمین جائیداد کا کوئی مسئلہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ زمین جائیداد کا انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ کسی پریشانی میں ہیں اور میں نے بتایا تو ہے کہ انہوں نے مجھے پوری

بات نہیں بتائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ کسی مصیبت میں ہیں اور وہ چاہتے تو کسی بھی حکومتی نمائندے سے بات کر کے اپنے دشمنوں سے نجات حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ میرے لاکھ سمجھانے پر بھی وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ وہ اپنے دشمنوں سے وہ خود ہی نکر لیں گے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"اگر وہ دشمنوں سے خود نکر لیں گے تو یہ تو قانون کو ہاتھ میں لینے والی بات ہو جائے گی"...... عمران نے حیران ہو کر کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر عبدالغنی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم غلط سمجھے ہو عمران بیٹے۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ آفاق زبیری میری طرح بے حد ملنسار اور نیک انسان ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کو اخلاق سے مار کر ان کے اندر سے دشمنی کے جذبات کو ختم کرتے ہیں انہیں نہیں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے ہنس کر کہا۔

"تب تو یہ آفاق زبیری صاحب خاصے دلچسپ انسان معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وہ اپنے دشمنوں سے نپٹنا جانتے ہیں تو پھر انہیں محکمہ سراغ رسانی کے کسی ایجنٹ کی ضرورت کیوں پیش آ گئی جس کے لئے انہوں نے آپ سے سفارش کرنے کا کہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان کے کہنے کے مطابق ان دنوں ان کے دشمن ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سرگرم ہو گئے ہیں۔ انہیں ہر وقت خطرہ محسوس ہونے

لگا ہے اور دشمنوں کو وہ پولیس کے ذریعے گرفتار کروانا بھی پسند نہ کرتے۔ ان کا کہنا ہے وہ ان سے خود بات کریں گے۔ انہیں راست پر لائیں گے۔ دشمنی ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے یہ نہیں وہ اپنے دشمنوں کو ختم کر دیں پھر دشمنوں کی اولاد ان کے پیچھے جائے اور وہ مارے جائیں۔ پھر ان کی اولاد ان کے دشمنوں اولاد سے انتقام لے۔ ان کا کہنا ہے اس طرح دشمنی کبھی ختم نہ ہوتی"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"ان کے خیالات بہت خوبصورت ہیں۔ خوشی ہوئی سن کر بہرحال میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی تو وہ ان سے بات بھی کر لیں گے۔ آپ مجھے ان کا فون نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر عبدالغنی نے اسے ایک فون نمبر دیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو آفاق زبیری صاحب دشمنوں کو اخلاق کی مار مارتے ہیں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون سیٹ اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس کر کے اس نے سیٹ میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا اور پھر وہ تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ فرمائیں۔ کیسے یاد کیا"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے عمران کی آواز پہچان کر اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"پچھلے کئی روز سے تمہارا نام یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نام یاد آیا تو تمہارا فون نمبر یاد کرنے بیٹھ گیا۔ آج جا کر پورا فون نمبر یاد آیا تو سوچا کہ فون کر کے پوچھ ہی لوں کہ بھائی بلیک زیرو تم کیسے ہو۔ کیا حال چال ہیں اور کہاں ہوتے ہو آج کل"...... عمران کی زبان چل پڑی تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے کیسے یاد کیا ہے۔ یہ پوچھا ہے کہ اتنے دنوں بعد میری یاد کیسے آ گئی"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو ابھی تک یاد نہیں آیا ہے کہ اتنے دنوں بعد مجھے تمہاری کیوں یاد آئی ہے۔ اب یہ یاد کرنے کے لئے مجھے پھر سے کچھ روز سر کھپانا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو ٹھیک ہے۔ پھر آپ یاد کریں جب یاد آ جائے تو مجھے بتا دیجئے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ یاد کر کے میں پھر تمہارا نام اور فون نمبر بھول گیا تو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو میں خود آپ کو یاد دلانے کے لئے فون کر دوں گا کہ آپ نے یاد کیا ہے کہ نہیں کہ مجھے کس لئے فون کیا تھا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"اچھا سنو۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے عبدالغنی صاحب کا فون آیا تھا"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"عبدالغنی۔ کون صاحب ہیں یہ"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سائنس دان ہیں۔ خاصے بوڑھے ہیں اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اماں بی کے جاننے والے ہیں اور خاصے نیک اور ملنسار انسان ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو کس لئے فون کیا تھا انہوں نے"...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے ڈاکٹر عبدالغنی سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

"اگر وہ کسی مشکل میں ہیں تو پھر انہیں پولیس سے پروٹیکشن لینی چاہئے یا پھر وزارت داخلہ سے اپنی حفاظت کا بندوبست کرانے کے لئے کہنا چاہئے تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے یہی سوچا تھا کہ پہلے ان سے بات کر لوں پھر سر سلطان سے کہہ کر ان کی حفاظت کا بندوبست کرا دوں گا لیکن ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس بھی کوئی کیس نہیں ہے۔ مفت کی تنخواہیں لینے سے بہتر ہے کہ انہیں ہی کسی کام پر لگا دیا

جائے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ آفاق زبیری کی مدد کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھیجنا چاہتے ہیں“...... بلیک زیرو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ وہ کہتے ہیں نا کہ بے کار مباش کچھ کیا کر۔ کپڑے ادھیڑ کر سیا کر۔ اب یہ کام میرے بس کا تو ہے نہیں کہ بلاوجہ کپڑے ادھیڑوں اور پھر انہیں سیتا پھروں تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ یہ کام کسی خاتون سے لیا جائے۔ آخر جولیا نے کسی نہ کسی گھر کی زینت تو بننا ہی ہے۔ اسے آج سے ہی کام پر لگا دیا جائے تاکہ شادی ہونے تک وہ شوہر کے کپڑے ادھیڑنا بھی سیکھ لے اور سینا بھی کیونکہ اب تک وہ صرف لوگوں کو ہی گولیوں سے ادھیڑتی آئی ہے۔ اس بار کچھ الگ ہی سہی۔ کیا خیال ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جولیا دشمنوں کے سینے ادھیڑتی ہے ان کے لباس نہیں۔ بہرحال جیسا آپ کا حکم۔ میں جولیا کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آفاق زبیری سے فون پر بات کر لے اور پھر وہاں چلی جائے۔ اگر آپ کہیں تو تنویر اور صفدر کو بھی اس کے ساتھ بھیج دوں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ بھیج دو۔ اچھا ہے وہ میرے خلاف کچھ سوچنے کی بجائے کسی کام پر لگے رہیں گے اور جولیا کا بھی لیڈر بننے کا خواب پورا

ہو جائے گا ورنہ وہ بلکہ سب ہی اس بات کا گلہ کرتے ہیں کہ میں لیڈر بن کر ان پر رعب ہی جھاڑتا رہتا ہوں اور انہیں کوئی کام نہیں کرنے دیتا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”یہ بات تو سچ ہے۔ سارے کام آپ ہی کر لیتے ہیں تو ان بے چاروں کا یہ گلہ تو بنتا ہی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”زیادہ گلے شکوے بھی اچھے نہیں ہوتے۔ اب انہوں نے گلہ کیا تو میں ان کا گلا ہی دبا دوں گا اور کوئی ہاتھ آئے نہ آئے تنویر کو تو نہیں بخشوں گا۔ اس کے بعد ہی میرا راستہ صاف ہو سکتا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گیا۔

”اچھا سنو۔ جولیا سے کہہ دینا کہ اس معاملے میں جو بھی بات ہو وہ مجھے رپورٹ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ عام اور سادہ سا معاملہ ہو اس لئے چیف کو ان کاموں میں الجھانے کی ضرورت نہیں ہے“۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ سوچ کر اس نے فون اٹھا کر اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے عام فون لائن پر ایڈجسٹ کیا اور پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”یس باس۔ حکم“...... عمران کی آواز سن کر ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ایک فون نمبر نوٹ کرو اور اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرو۔ یہ نمبر آفاق زبیری کے نام پر ہے۔ اس نمبر کی لوکیشن پتہ کرو اور پھر مجھے بتاؤ“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر عبدالغنی کا آفاق زبیری کا بتایا ہوا نمبر بتا دیا۔

”اوکے باس“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کتنی دیر میں کام ہو جائے گا“...... عمران نے پوچھا۔

”ایک گھنٹہ لگے گا باس۔ ایک گھنٹے بعد آپ کے پاس ساری معلومات پہنچ جائیں گی“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ میں ایک گھنٹے کے بعد کال کروں گا“...... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران نے ابھی رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے پھر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

”استاد طوطی بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”استاد طوطی۔ کیا مطلب۔ طوطی تو مؤنث ہوتی ہے۔ تمہیں کہنا چاہئے تھا استانی طوطی بول رہی ہوں لیکن مردانہ آواز میں“۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فضول باتیں نہ کرو اور میری بات دھیان سے سنو“۔ دو[illegible] طرف سے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”دھیان تو میرا ہر وقت کسی اور کی طرف ہوتا ہے اس [illegible] تمہاری طرف دھیان لگانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم کیوں فون کیا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”تمہارے لئے ایک مشورہ ہے۔ تم اسے دوستانہ مشورہ سمجھ [illegible] ہو“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مشورہ دوستانہ ہے یہ اچھی بات ہے لیکن میرے پاس تمہ[illegible] دینے کے لئے رقم نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”رقم۔ کیا مطلب“...... دوسری طرف سے استاد طوطی [illegible] چونکتے ہوئے کہا۔

”سنا ہے مشورہ صرف رقم لے کر دیا جاتا ہے۔ اگر مشورہ مف[illegible] دینا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کسی اور کے فون کی گھنٹی بجاؤ“۔ عمرا[illegible] نے کہا۔

”مفت مشورہ ہے تمہارے لئے“...... استاد طوطی نے کہا۔

”تو بتاؤ“...... عمران نے کہا۔

”خود کو اور اپنے ساتھیوں کو آفاق زبیری سے دور رکھو یہ[illegible] تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے بہتر ہوگا“...... دوسر[illegible] طرف سے کہا گیا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا لیکن دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ عمران نے رسیور کان سے ہٹایا۔ ایک لمحے کے رسیور کی طرف دیکھا جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ دوسری طرف سے دھمکی دے کر اس طرح اچانک فون کیوں بند کر دیا گیا ہے۔ اس نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے ایک بار پھر ٹائیگر کے نمبر پریس کرنا شروع کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی فوراً ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے متعلقہ آفس میں بات کر لی ہے۔ جیسے ہی نمبر کے بارے میں معلومات ملتی ہیں میں آپ کو کال کروں گا''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ میں جانتا ہوں۔ میں نے تمہیں کسی اور کام کے لئے فون کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... ٹائیگر نے کہا۔

''استاد طوطی کو جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''استاد طوطی۔ اوہ۔ آپ نے اس کا نام کہاں سے سن لیا''۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جو پوچھا ہے اس کا جواب دو''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''یس باس۔ میں جانتا ہوں استاد طوطی کو۔ اس کا اصل نام کچھ

اور ہے لیکن بچپن سے سب اسے طوطی بولتے تھے اس لئے اس کا نام ہی استاد طوطی پڑ گیا ہے۔ یہ نہایت ظالم، بے رحم اور انتہائی سفاک انسان ہے۔ اس کا ایک کلب ہے جس کا نام جھینگا کلب ہے اور یہ وہاں ہر قسم کے غیر قانونی دھندے چلاتا ہے لیکن اس کے دھندے اونچے لیول کے نہیں ہوتے اس لئے میں نے اسے چھوٹی مچھلی سمجھ کر نظرانداز کر دیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر سنو۔ تمہاری اس چھوٹی مچھلی نے بڑا ہونا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے اب تمہیں اس کا شکار کرنا ہی پڑے گا۔ جب تک وہ فون نمبر ٹریس نہیں ہو جاتا۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ اس نے مجھے فون کر کے یہ کیوں کہا ہے کہ میں آفاق زبیری سے دور رہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں ابھی جا کر اس کے ہوش ٹھکانے لاتا ہوں۔ میرے سامنے اسے سچ اگلنے میں زیادہ دیر نہ لگے گی''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جو آفس کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی اور خوبصورت دفتری میز رکھی ہوئی تھی جس کے عقب میں ایک بھاری بھرکم وجود کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا اور اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کا چشمہ تھا۔ وہ آدمی ایک فائل پر جھکا ہوا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان لمبا تڑنگا تھا اور اس کے چہرے پر چیچک کے پرانے داغ تھے۔

"باس"...... اس آدمی نے ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو ادھیڑ عمر آدمی نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہولٹس تم"...... ادھیڑ عمر آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ایک اہم خبر لایا ہوں"...... آنے والے نوجوان نے کہا۔

"بیٹھو"...... باس نے کہا تو نوجوان آگے بڑھا اور میز کی دوسری

طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خاصے پریشان دکھائی دے رہے ہو"...... باس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور اسے اٹھا کر میز کی سائیڈ پر پڑی ہوئی باسکٹ میں ڈال دیا۔

"یس باس۔ اس آفاق زبیری نے بری طرح سے الجھایا ہوا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس تک کیسے پہنچا جائے"...... ہولٹس نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا ہوا"...... باس نے پوچھا۔

"ہم نے بڑی مشکلوں سے اس کی رہائش گاہ کا پتہ چلایا تھا اور رہائش گاہ تک پہنچے لیکن ہم اپنی ہر ممکن کوشش کر چکے ہیں کہ کسی طرح سے رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں لیکن اس نے وہاں نجانے کون سے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں جو ہر بار ہمارے راستے کی دیوار بن جاتے ہیں اور ہم اندر پہنچ ہی نہیں پاتے اس لئے آفاق زبیری ہر بار ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلتا ہے"...... ہولٹس نے کہا۔

"کیسے انتظامات ہیں۔ مجھے ان کی تفصیل بتاؤ"...... باس نے کہا تو ہولٹس اسے آفاق زبیری کی رہائش گاہ کے گرد حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتانے لگا۔

"اس کی رہائش گاہ دیکھنے میں بظاہر عام رہائش گاہ ہے باس۔

لیکن یہ اصل میں ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ ایک بار ہم نے اس
کی رہائش گاہ کی ایک دیوار توڑنے کے لئے میزائل اور چند میگا بم
استعمال کئے تھے لیکن میزائلوں اور بموں نے اس دیوار پر خراش
تک نہ ڈالی تھی''...... ہوٹس نے جواب دیا تو باس غصے اور پریشانی
کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹنا شروع ہو گیا۔

''ہمارا آفاق زبیری تک پہنچنا بہت ضروری ہے ہوٹس۔ اس
کے پاس وہ چیز ہے جو ہماری تنظیم کی ضرورت ہے اور بگ باس کا
حکم ہے کہ ہر صورت میں آفاق زبیری کو اغوا کر کے ان کے پاس
پہنچایا جائے۔ تم نے مجھ سے ایک ہفتے کا وقت مانگا تھا اور تم نے
یہ بھی کہا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر آفاق زبیری کو اغوا کر کے
میرے سامنے لے آؤ گے لیکن اب دس دن گزر چکے ہیں اور تم
ابھی تک وہیں کے وہیں کھڑے ہو''...... باس نے اس بار غصیلے
لہجے میں کہا۔

''میں نے بہت کوشش کی ہے باس لیکن ان حفاظتی انتظامات کی
وجہ سے ہم ہر بار اپنی کوشش میں ناکام رہے ہیں۔ اگر آفاق زبیری
کو زندہ نہ لانا ہوتا تو میں ریڈ بلاکس کی عمارت پر پاور میزائلوں
سے حملہ کر کے اس عمارت کو مکمل طور پر ملیامیٹ کر دیتا''...... ہوٹس
نے کہا۔

''یہ بتاؤ تم اس عمارت تک پہنچ بھی سکے ہو یا سائنسی حفاظتی
انتظامات کی وجہ سے تم عمارت کے نزدیک بھی نہیں پہنچ پائے''۔

باس نے کہا۔

''اس نے شہر سے الگ تھلگ غیر آباد علاقے میں عمارت بنا
رکھی ہے باس۔ وہاں چھوٹا سا جنگل ہے اور جنگل کے وسط میں ہے
وہ عمارت۔ عمارت کے اردگرد کا علاقہ صاف ستھرا ہے۔ اس نے
سائنسی حفاظتی انتظامات عمارت کے گرد ایک ہزار میٹر کے دائرے
میں کر رکھے ہیں۔ اس ایک ہزار میٹر کے دائرے کے باہر کسی کے
لئے بھی جانا مشکل نہیں لیکن آگے بڑھتے ہی ہمیں خاردار تاروں کا
سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں انتہائی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا ہوتا ہے۔
وہاں عمارت اور ایک ہزار میٹر کے دائرے میں ہر طرف نظر رکھنے
کے لئے کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ جنگل کے عقب میں جگہ جگہ ریڈ
ٹریپ لگے ہوئے ہیں۔ ان ریڈ ٹریپ کے تحت درختوں پر جگہ جگہ
آٹو میٹک اور انتہائی طاقتور مشین گنیں چھپائی گئی ہیں جن کا ریموٹ
کنٹرول آفاق زبیری کے پاس ہے اور جیسے ہی کوئی جنگل میں آتا
ہے وہ دوست دشمن کی پہچان کرتا ہے اور پھر اسے جیسے ہی شک
پڑتا ہے مختلف درختوں میں چھپی ہوئی مشین گنیں دائیں بائیں موو
کرتی ہوئیں فائرنگ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ آفاق زبیری فائرنگ
کر کے وہاں آنے والوں کو ڈرا دھمکا کر بھگا دیتا ہے۔ اس کے
علاوہ ایک ہزار میٹر کے دائرے میں خاردار تاروں سے آگے اس
نے جگہ جگہ زمین میں مائنز لگا رکھی ہیں جن پر پیر پڑتے ہی زور
دار دھماکہ ہوتا ہے۔ یہی نہیں۔ آفاق زبیری نے عمارت کی

دیواروں میں بھی مشین گنیں اور میزائل گنیں لگا رکھی ہیں۔ دیواروں میں اچانک ہی خانے سے کھلتے ہیں اور مشین گنوں اور میزائل گنوں کی نالیں باہر آ جاتی ہیں۔ عمارت کا سب سے بڑا حفاظتی انتظام چھت پر نصب کیا گیا ہے۔ چھت پر چاروں طرف چار چار میزائل لانچر موجود ہیں جن سے جنگل میں آنے والی بکتر بند گاڑیوں کو بھی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے اور آسمان سے آنے والے جنگی جہازوں کو بھی مار گرایا جا سکتا ہے۔ میزائل گنوں کے ساتھ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی ہیں۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے اس عمارت کو مکمل طور پر جنگی قلعہ بنایا ہوا ہے“...... ہوٹس نے کہا۔

”میں نے پوچھا تھا کہ تم اس عمارت تک پہنچ بھی سکے ہو یا نہیں اور تم نے پھر سے مجھے ان حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتانا شروع کر دیا ہے جس کی تفصیل تم پہلے ہی بتا چکے ہو“...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری باس۔ ہم کوشش کے باوجود ابھی تک اس ایک ہزار میٹر کے دائرے کو بھی پار نہیں کر سکے ہیں۔ عمارت تک پہنچنا تو دور کی بات ہے“...... ہوٹس نے کہا تو باس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”ہونہہ۔ تو اب میں بگ باس کو کیا کہوں۔ وہ بار بار مجھے کال کر کے رپورٹ مانگ رہا ہے اور میں ہر بار اسے کسی نہ کسی بہانے ٹال دیتا ہوں لیکن وہ زیادہ دیر میری ٹال مٹول برداشت نہیں کرے

گا۔ اگر اس نے مجھے کوئی سخت آرڈر دے دیا تو مجھے ہر حال میں اس کے حکم پر عمل کرنا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ بگ باس کا سخت ترین آرڈر کیا ہو سکتا ہے۔ وہ کسی بھی وقت کسی دوسرے گروپ کو بھیج کر ہمارے گروپ کا خاتمہ کرا سکتا ہے“...... باس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تو بتائیں میں کیا کروں باس۔ میں تو اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں“...... ہوٹس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا ورنہ ہم اسی طرح بیٹھے کے بیٹھے رہ جائیں گے اور ساکال تنظیم کے موت کے فرشتے ہماری موت کا پروانہ لئے ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے اور ہمیں دوسرا سانس لینے کا بھی موقع نہ دیں گے“...... باس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یہ ایم ون آخر ہے کیا باس جسے حاصل کرنے کے لئے ساکال تنظیم اس قدر بے تاب ہے اور جس کی حفاظت کے لئے آفاق زبیری نے اپنی حفاظت کے اس قدر خوفناک بندوبست کر رکھے ہیں“...... ہوٹس نے کہا۔

”ایم ون کے بارے میں بگ باس نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ بگ باس کے کہنے کے مطابق آفاق زبیری کے جسم میں ایک چھوٹی سی ایک ڈیوائس ہے۔ جس کا نام ایم ون ہے اور ہمیں ہر حال میں آفاق زبیری سے یہ ایم ون حاصل کرنی ہے اور بگ باس تک

پہنچانی ہے اور بس“...... باس نے کہا تو ہوٹس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پھر اب کیا کرنا ہے چیف۔ اگر ایم ون کو حاصل کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو ہم کسی بھی حفاظتی انتظامات کی پرواہ کئے بغیر آفاق زبیری کو اس کی رہائش گاہ سمیت جلا کر بھسم کر دیتے لیکن ایم ون حاصل کرنے کے لئے ہمارا اس کی عمارت میں گھسنا اور اس تک پہنچنا بھی ضروری ہے جو ہمارے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے“۔ ہوٹس نے کہا۔

”تم اپنے ساتھ کتنے افراد لے جاتے ہو“...... باس نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

”میگراتھ نے مجھے دس افراد کا مسلح گروپ دیا ہوا ہے۔ وہی ہوتا ہے میرے ساتھ“...... ہوٹس نے کہا۔

”جنگل میں جا کر تم لوگوں نے اب تک کیا کارروائیاں کی ہیں“...... باس نے پوچھا تو ہوٹس اسے اپنی کارروائیوں کی تفصیل بتانے لگا۔

”تمہارے کہنے کے مطابق تم سب ہر بار میک اپ بدل کر جنگل میں جاتے ہو اور تمہیں دیکھتے ہی آفاق زبیری آٹو میٹک گنوں سے فائرنگ کر کے تم سب کو وہاں سے دوڑانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیا اس فائرنگ میں تمہارا کوئی آدمی ہلاک یا زخمی بھی ہے“...... باس نے پوچھا۔

”نو باس۔ آفاق زبیری نے ہم پر کبھی ڈائریکٹ فائرنگ نہیں کی۔ اس کی طرف سے ہونے والی فائرنگ وارننگ فائرنگ ہوتی ہے لیکن جس انداز میں وہ فائرنگ کرتا ہے اسے دیکھ کر ہمیں صاف پتہ چل جاتا ہے کہ وہ چاہے تو واقعی ہمیں نشانہ بنا سکتا ہے“۔ ہوٹس نے کہا۔

”کیا تم اس بات کا پتہ چلا سکے ہو کہ وہ عمارت واقعی آفاق زبیری کی ہی ہے اور وہ وہیں پر رہتا ہے“...... باس نے پوچھا۔

”یس باس۔ میں نے کنفرم کیا ہے۔ وہ آفاق زبیری کی ہی رہائش گاہ ہے۔ میں نے اسے عمارت سے باہر آتے جاتا دیکھا ہے“۔ ہوٹس نے جواب دیا۔

”کیا وہ عمارت سے باہر نکلتا ہے“...... باس نے چونک کر کہا۔

”یس باس“...... ہوٹس نے جواب دیا۔

”اگر وہ باہر نکلتا ہے تو تب تم اس پر کیوں حملہ نہیں کرتے۔ وہ عمارت سے نہیں پکڑا جا سکتا تو باہر تو پکڑا جا سکتا ہے نا“...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نو باس۔ وہ عمارت سے ایسے ہی باہر نہیں آ جاتا۔ عمارت میں آنے جانے کے لئے وہ ہمیشہ بلٹ پروف کار استعمال کرتا ہے۔ اس کی کار کے ٹائر تک بلٹ پروف ہیں جن پر ہم فائرنگ کریں یا بم برسائیں ان کا کار پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اور پھر اس کی کار کا تعاقب کرنا بھی ہمارے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کی

آٹھ سلنڈرز کی کار ہے جسے وہ طوفانی رفتار سے اُڑاتا ہے اور ہم کوشش کے باوجود اس کے پیچھے نہیں جا سکتے''...... ہوٹس نے کہا تو باس ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کچھ بھی ہو ہوٹس۔ ساکال کے لئے یہ آدمی بے حد ضروری ہے۔ ہمیں اسے ہر حال میں پکڑنا ہے اور اس سے ایم ون حاصل کرنی ہے۔ بگ باس نے مجھے ایک ماہ کی مہلت دے رکھی ہے۔ اس کے باوجود وہ مجھے روز کال کر کے رپورٹ مانگتا ہے اور میں ہر بار اسے تسلی دے کر چپ کرا دیتا ہوں۔ اس کی دی ہوئی ایک ماہ کی مہلت میں سے پندرہ دن ضائع ہو چکے ہیں اور اب ہمارے پاس صرف پندرہ دن ہی باقی رہ گئے ہیں۔ تم ٹارگٹ تک پہنچ چکے ہو لیکن اس کے باوجود اب تک اسے پکڑ نہیں سکے۔ یہ ہماری ساکال تنظیم کے لئے بہت بڑی ناکامی ہے۔ ہمارا گروپ پاکیشیا کا سب سے بڑا اور طاقتور گروپ ہے جو پاکیشیا میں ساکال کے لئے کام کرتا ہے۔ اگر بگ باس کو ہماری کارکردگی کا علم ہو گیا تو اسے ہمارا گروپ ختم کرانے میں ایک منٹ کی بھی دیر نہیں لگے گی۔ اس ملک میں ساکال کے اور بھی گروپس کام کر رہے ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ ہمیں ہر حال میں بگ باس کی توقعات پر پورا اترنا ہی پڑے گا اور آفاق زبیری کو پکڑ کر اس سے ایم ون حاصل کرنا ہوگا۔ ہر صورت میں ہر حال میں۔ سنا تم نے۔ میں نے کہا ہے ہر صورت میں اور ہر حال میں''...... باس نے تیز تیز بولتے

ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں کوشش کر رہا ہوں''...... ہوٹس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''اپنی کوششوں کو تیز کر دو۔ اگر آفاق زبیری نے اپنی اور اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں تو تم ان سائنسی حفاظتی انتظامات کو کسی طرح بریک کر دو۔ سائنسی آلات کو بریک کرنے کے لئے بھی سائنسی آلات کا استعمال کرو اور اس عمارت تک پہنچ کر اس میں نقب لگاؤ یا زمین کھود کر اس رہائش گاہ کے اندر پہنچو۔ مجھے ہر حال میں کامیابی چاہئے اور بس''...... باس نے اسی طرح تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو ہوٹس چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ یہ واقعی بہترین آئیڈیا ہے باس''...... ہوٹس نے کہا۔

''کون سا آئیڈیا''...... باس نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ ہم اگر اوپر سے کسی طرح اس عمارت تک نہیں پہنچ سکتے تو ہمیں اس عمارت تک پہنچنے کے لئے زمین کے نیچے سرنگ کھودنی چاہئے۔ اس کام میں وقت تو لگ جائے گا لیکن ہمارے پاس ڈرلنگ مشین ہے جس کی مدد سے ہم زمین کے نیچے طویل سرنگ بنا سکتے ہیں۔ آفاق زبیری نے اپنی اور عمارت کی حفاظت کے لئے سارے انتظامات اوپر ہی کر رکھے ہیں۔ زمین کے نیچے نہیں۔ ہم گراف لے کر اور مخصوص جگہ سے عمارت تک کا فاصلہ ناپ لیں تو ایک سرنگ بنا کر عمارت تک پہنچ سکتے ہیں۔ ایک بار ہم

عمارت میں داخل ہو جائیں تو پھر آفاق زبیری کسی بھی صورت میں ہمارے ہاتھوں سے نہ بچ سکے گا''...... ہوٹس نے کہا۔

''اگر ایسا ممکن ہے تو ایسا ہی کرو۔ زمین کے نیچے سرنگ بنا کر اس عمارت تک پہنچ جاؤ۔ اس کے لئے تمہیں جس بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے بتا دو۔ میں تمہیں ہر چیز مہیا کر دوں گا''...... باس نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آج سے ہی میں یہ کام شروع کر دیتا ہوں۔ اس جنگل کا تفصیلی نقشہ میرے پاس موجود ہے۔ میں اپنے ایک ایکسپرٹ ساتھی سے مشورہ کرتا ہوں اور پھر ہم کسی ایسے مقام کو ٹریس کرتے ہیں جو آفاق زبیری کی نگاہوں سے اوجھل ہو۔ میرا مطلب ہے کہ وہ ہمیں اس مقام پر کسی کیمرے سے نہ دیکھ سکتا ہو۔ وہاں سے ہم سرنگ بنانے کا کام شروع کر دیں گے اور پھر اس سرنگ کو ہم عمارت تک لے جائیں گے۔ اس کے بعد کا کام ہمارے لئے آسان ہو جائے گا''...... ہوٹس نے کہا۔

''گڈ شو۔ اب مجھے بھی آفاق زبیری تک پہنچنے کی راہ دکھائی دینے لگی ہے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ سے مشورہ لینے کے لئے ہی آیا تھا اور باتوں باتوں میں واقعی ایک نیا طریقہ دریافت ہو گیا ہے جو ہمیں آفاق زبیری تک پہنچا سکتا ہے اور ہم اس طریقے کا بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ اب جلد ہی آفاق زبیری ہمارے قبضے میں ہو گا۔

بہت جلد''...... ہوٹس نے کہا۔

''تو جاؤ۔ ابھی جا کر اپنا کام شروع کر دو۔ اس بار میرے پاس آ کر مجھے ناکامی کی رپورٹ نہ دینا ورنہ میں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے شوٹ کر دوں گا''...... باس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ اس بار کامیابی ہی ہمارا مقدر بنے گی۔ اب آفاق زبیری کا بچنا ناممکن ہے''...... ہوٹس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہوٹس اٹھا اور اسے مخصوص انداز میں سلام کرتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"۔ سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پریشان نہیں تھوڑا الجھا ہوا ہوں"...... عمران نے اپنی مخصوص نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن الجھن کس بات کی ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں استاد طوطی کے بارے میں بتایا تھا نا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کو کسی استاد طوطی کا فون آیا تھا جس نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو آفاق زبیری سے دور رہنے کا کہا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کے بارے میں ٹائیگر سے بات کی تھی اور اس کے ذمہ لگایا تھا کہ وہ جا کر استاد طوطی سے ملے اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ وہ میرے کہنے پر استاد طوطی سے جا کر ملا تھا لیکن استاد طوطی کا کہنا ہے کہ اس نے کسی کو کوئی فون نہیں کیا ہے۔ ٹائیگر اس سے بے حد سختی سے پیش آیا تھا۔ اس نے فون پر میری استاد طوطی سے بات بھی کرائی تھی لیکن وہ آواز اس استاد طوطی کی نہیں تھی جس نے مجھے کال کی تھی۔ میرے فون کے سی ایل آئی پر وہ نمبر موجود تھا جس سے استاد طوطی نے مجھے کال کی تھی۔ میں نے ٹائیگر کو وہ نمبر دیا تو استاد طوطی نے بتایا کہ یہ نمبر اس کا نہیں ہے۔ جس پر ٹائیگر نے اس نمبر کی انکوائری کرائی تو وہ نمبر واقعی اس کا نہ تھا۔ وہ فیک نمبر تھا جو غیر رجسٹرڈ تھا اور اسے مجھے ہی کال کرنے کے لئے استعمال کیا گیا تھا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا استاد طوطی کے نام سے آپ کو کسی اور نے کال کیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر سی بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کال کرنے والے کو آپ کا نمبر کہاں سے ملا اور اس نے عین اس وقت ہی آپ کو کال کیوں کیا جب آپ کو ڈاکٹر عبدالغنی نے کال کر کے آفاق زبیری کے بارے میں بتایا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا سیدھا جواب' یہ ہے کہ کال کرنے والے نے آفاق زبیری اور اس کے جاننے والوں کے فون نمبروں کو ٹریک سسٹم پر ڈال رکھا ہے۔ آفاق زبیری کی ڈاکٹر عبدالغنی سے بات ہوئی ہو گی تو ان کا نمبر کال کرنے والے کو پتہ چل گیا ہو گا اور جب ڈاکٹر عبدالغنی نے مجھے کال کیا تو میرا نمبر بھی اس تک پہنچ گیا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس نے ہماری کالز ٹیپ کی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"پھر تو کال کرنے والا خاصا تیز آدمی لگتا ہے اور اس کی کال سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آفاق زبیری کسی بڑی مصیبت میں ہیں یا پھنسنے والے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے جولیا کے ساتھ تنویر اور صفدر کو بھیج دیا ہے اور ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ وہاں پہنچ کر آپ کو رپورٹ کریں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تک تو جولیا نے مجھے کال نہیں کی"...... عمران نے کہا۔

"شاید وہ ابھی وہاں نہ پہنچے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یا پھر آفاق زبیری نے جس پوائنٹ پر کار بھیجنے کا کہا تھا وہاں انہیں لینے کے لئے ابھی کار ہی نہ آئی ہو۔ تم نے جولیا کو بتا دیا تھا کہ انہیں کس پوائنٹ پر جا کر کون سی کار میں سوار ہونا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ نے جب مجھے تفصیلات بتائی تھیں تو میں نے جولیا کو کال کر کے بتا دیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر مجھے کال بھی کیا تھا کہ وہ کار کا انتظار کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تک تو انہیں آفاق زبیری کے پاس پہنچ جانا چاہئے تھا"۔ عمران نے کہا۔

"یہ آفاق زبیری اس قدر پراسرار کیوں بن رہا ہے اور آپ بتا رہے تھے کہ اس نے اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ آخر اسے خطرہ کس سے ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا جواب یا تو آفاق زبیری دے سکتا ہے یا پھر جولیا اور اس کے ساتھی جب وہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لیں گے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا آپ کو اس معاملے میں دلچسپی نہیں ہے جو آپ نے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بات دلچسپی کی نہیں ہے۔ آفاق زبیری، ڈاکٹر عبدالغنی کی طرح کافی بوڑھے ہیں۔ وہ دوسروں کی کم سنتے ہیں اور اپنی زیادہ سناتے ہیں اور ان کے بارے میں، میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق وہ شکی قسم کے انسان ہیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو سنجیدگی سے لے لیتے ہیں اور اپنے طور پر بہادر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے دشمنوں کی واقعی کمی نہیں ہے لیکن انہوں نے

جتنے بھی دشمن بنائے ہیں اپنے سخت اور غیر مناسب رویئے سے بنائے ہیں۔ ان سب کے باوجود وہ عورتوں کی خاصی عزت کرتے ہیں اس لئے میں نے جولیا کو وہاں بھیجا ہے۔ جولیا کی موجودگی میں آفاق زبیری صاحب کا رویہ مناسب ہی رہے گا، ورنہ تنویر اور صفدر کو بے بھاؤ کی سننا پڑتیں اور میں نے بھی اسی لئے ان کے پاس جانے سے اجتناب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا کوئی چھوٹا سا معاملہ ہو گا جسے جولیا یقیناً حل کر دے گی۔ لیکن اب جو صورتحال سامنے آئی ہے وہ خاصی پیچیدہ ہے کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو آفاق زبیری سے دور رہنے کے لئے کہا گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"میں ڈاکٹر عبدالغنی اور ان کے دوست آفاق زبیری کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ گہرے دوست ہیں۔ سکول کے زمانے کے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ بات تو خیر مجھے بھی ابھی معلوم ہوئی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کون سی بات"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی سکول والی بات"...... عمران نے کہا۔

"ویسے آفاق زبیری دشمنوں سے پریشان ہوں یہ میرے لئے عجیب بات ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اس میں کیا عجیب بات ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ آفاق زبیری پریشان ہے۔ جس قدر میں ان کو جانتا ہوں انہوں نے پریشان ہونا نہیں سیکھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہوسکتا ہے یہی بات ہو اور صرف ڈاکٹر عبدالغنی ان کے لئے پریشان ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس بات کا امکان زیادہ ہے۔ یہ مشورہ شاید ڈاکٹر عبدالغنی نے انہیں دیا ہو گا کہ وہ محکمہ سراغ رسانی کے کسی افسر کو جانتے ہیں۔ دوست کی حیثیت سے آفاق زبیری نے مجبوراً یہ بات مان لی ہو گی۔ ورنہ وہ خود اس کی ضرورت ہرگز محسوس نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ وہ واقعی بہادر ہیں۔ دشمنوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ وہ اگر اپنے دشمنوں کو ختم کرنا چاہتے تو آسانی سے ایسا کر گزرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنی خاطر کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ان کے بارے میں اتنا کیسے جانتے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کبھی کبھار ذاتی کار میں ایک ہوٹل میں کھانا کھانے چلا جاتا ہوں۔ میں جس ہوٹل میں جاتا ہوں وہاں آفاق زبیری صاحب بھی آتے رہتے ہیں۔ چونکہ ہماری میزیں قریب ہوتی ہیں اس لئے سلام و دعا بھی ہو جاتی ہے۔ اسی سلام و دعا سے میری ان سے کافی علیک سلیک ہوگئی تھی اور پھر ہم کبھی کبھار ایک ہی میز پر

بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ ایک بار وہاں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب بھی آئے تھے۔ آفاق زبیری نے میری بھی ان سے سلام و دعا کرا دی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تب وہ بہت اچھے آدمی ہیں اور ڈاکٹر عبدالغنی کا مشورہ ان کے لئے بہترین مشورہ ہے۔ اپنی اس بات میں وہ حق بجانب ہیں۔ اس لئے کہ آخر آفاق زبیری صاحب کے دوست ہیں اور دوست ہی دوست کے کام آیا کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے ان کا نام سن کر میں چونک پڑا تھا۔ اور آپ نے اب جو تفصیل بتائی ہے اس سے مجھے تو یہ معاملے خاصا سنجیدہ لگتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ایک بار آپ جا کر خود بھی ان سے مل لیں۔ ہوسکتا ہے کوئی حساس معاملہ سامنے آ جائے۔ وہ بیورو کریسی کے عالی عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ ان کا مسئلہ معمولی نہیں ہوسکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں آفاق زبیری صاحب نے شاید مروت میں ڈاکٹر عبدالغنی کا مشورہ مانا ہے۔ میں اگر ٹانگ اڑاؤں گا تو انہیں بہت ناگوار گزرے گا''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری آخری بار آفاق زبیری سے کب ملاقات ہوئی تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''دو ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ مصروفیت کی وجہ سے میں باہر

کھانا کھانے نہیں جا سکا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کبھی انہوں نے تم سے اپنی کسی پریشانی کا ذکر نہیں کیا یا کوئی ایسی بات جو تم نے ان میں خاص طور پر محسوس کی ہو جو ان کے مزاج کے خلاف ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا کچھ نہیں تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر جولیا، صفدر اور تنویر خود ہی سنبھال لیں گے انہیں''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن۔ اس بات کی بھی کیوں نہ تصدیق کر لی جائے کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو بلانے کے وہ خود خواہش مند ہیں یا یہ صرف ڈاکٹر عبدالغنی کی خواہش پر ہو رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کچھ سوچ کر کہا۔

''ہاں۔ یہ بات میں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب سے پوچھ لیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

''عبدالغنی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران بیٹے تم۔ کہو کیسے فون کیا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ضرور پوچھو۔ ارے ہاں۔ تم نے ایجنٹوں کو ان کے پاس بھیجا ہے یا نہیں"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"جی ہاں میں نے چیف سے بات کی تھی۔ چیف نے ایک لیڈی ایجنٹ اور دو میل ایجنٹوں کو ان کے پاس بھیج دیا ہے۔ اب تک تو وہ ان کے پاس پہنچ بھی چکے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کہو فون کیسے کیا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"میرا خیال ہے سیکرٹ ایجنٹوں کو وہاں بھیجنے کا مشورہ آپ کا اپنا ہے آفاق زبیری صاحب نے ایسا کرنے کے لئے خود نہیں کہا۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں عمران بیٹا۔ تم واقعی ذہین ہو جو یہ بات بھی بھانپ گئے ہو۔ حالانکہ میرا خیال تھا تم اس بات کو قطعاً محسوس نہیں کر سکو گے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس اندازہ ہے جو غلط بھی ہو جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ اندازہ سو فیصد درست ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میں آفاق زبیری سے ملنے گیا تھا۔ وہاں کچھ پریشان کن باتیں سننے میں آئیں کہ وہ ہر وقت خطرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ سو میں نے ان سے کہا کہ عمران یا اس کے محکمہ سراغ رسانی کے کسی

افسر کو بلوا لیں۔ وہ نہ مانے اور یہی کہتے رہے کہ وہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتے اور یہ کہ وہ اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے یہ بات کہی کہ اس وقت تک اگر ان کے دشمن دندنا رہے ہیں تو یہ صرف ان کی نرمی کی وجہ سے ہے ورنہ وہ چاہیں تو انہیں تگنی کا ناچ نچا کر رکھ سکتے ہیں۔ پھر جب میں نے زور دیا تو وہ خاموش ہو گئے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تب پھر میرے ساتھیوں کا استقبال تو وہاں خوش دلی سے نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی بھی بات نہیں۔ انہیں تم نے میرے کہنے پر بھیجا ہے۔ آفاق زبیری میری عزت کرتے ہیں اور میری وجہ سے وہ ان سے بہت اچھا سلوک کریں گے۔ میں نے اس بات کے لئے انہیں تاکید بھی کی تھی"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں تو صرف اپنے خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا اور وہ ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا اور اللہ حافظ کہہ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے اپنے پاس پڑے ہوئے سپیشل فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے تنویر کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا۔

''کیا ہوا۔ تم اس قدر بوکھلائے ہوئے کیوں ہو''...... ایکسٹو نے چونک کر کہا۔

''آفاق زبیری نے ہمارے لئے جو کار بھیجی تھی اس پر حملہ کیا گیا ہے چیف۔ اس کار کو بم سے اُڑا دیا گیا ہے چونکہ ہم کار کے قریب تھے اس لئے جب کار بلاسٹ ہوئی تو ہم بھی اس کی زد میں آ گئے اور زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ ہمیں لوگوں نے مقامی ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے''۔ دوسری طرف سے تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اور عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''کیا تم تینوں شدید زخمی ہو''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نو چیف۔ کار پر ہینڈ گرنیڈ پھینکا گیا تھا جو کار کی دوسری طرف پھٹا تھا۔ کار اچھل کر ہم سے ٹکرائی تھی جس کے نتیجے میں ہم زخمی ہوئے تھے۔ اس ہینڈ گرنیڈ میں شاید بے ہوشی کی بھی گیس تھی اس لئے ہم بے ہوش ہو گئے تھے۔ ہم تینوں معمولی زخمی ہوئے ہیں اور ہسپتال سے مرہم پٹی کرا کر فارغ ہو گئے ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔

''جولیا اور صفدر تمہارے ساتھ ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''لیس چیف۔ یہ مس جولیا سے بات کریں''...... تنویر نے کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف

سے جولیا کی نقاہت زدہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ تم ٹھیک ہو''...... بلیک زیرو نے اس کی آواز میں نقاہت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ میں ٹھیک ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''کیا ہوا تھا۔ مجھے تفصیل بتاؤ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ نے جس پوائنٹ کے بارے میں بتایا تھا میں تنویر اور صفدر کے ساتھ وہاں پہنچ گئی تھی چیف۔ ہم آفاق زبیری کی کار کا انتظار کر رہے تھے جس کے بارے میں آپ نے تفصیل بتائی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں مطلوبہ رنگ اور ماڈل کی کار آتی دکھائی دی تو ہم سڑک پر آ گئے۔ کار ہمارے قریب آ کر رکی۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ اس لئے ہم یہ نہ دیکھ سکے کہ کار میں کون موجود ہے۔ کار ہمارے قریب رکی تو کار کے دروازے خود ہی کھل گئے۔ اس سے پہلے کہ ہم کار میں سوار ہوتے اسی لمحے ایک اور کار سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی اور پھر اس کار کے قریب سے گزرتے ہوئے اچانک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ خاصا شدید تھا جس سے کار اچھل کر ہم سے ٹکرائی تھی اور ہم کوشش کے باوجود خود کو نہ سنبھال سکے تھے۔ بلاسٹ کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں پھیل گیا تھا اور اس دھویں نے یکلخت ہمارے دماغ جکڑ لئے۔ جب ہوش آیا تو ہم ہسپتال میں تھے۔ پولیس ہم سے انکوائری کرنا چاہتی تھی لیکن ہم خاموشی سے وہاں سے نکل آئے''...... جولیا نے کہا۔

''اب کہاں ہوتم''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہم ہسپتال سے کافی دور آ گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب اپنے فلیٹوں میں واپس جاؤ۔ تھوڑی دیر تک میں تمہیں کال کرتا ہوں''......بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ کیا ہو گیا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی تشویش ہو رہی تھی کہ جولیااور اس کے ساتھی اب تک آفاق زبیری کے پاس پہنچے کیوں نہیں اور پہنچے ہیں تو انہوں نے تمہیں یا پھر مجھے اطلاع کیوں نہیں دی''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا۔ سیل فون پر ڈاکٹر عبدالغنی کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''عمران بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''عبدالغنی بول رہا ہوں عمران بیٹا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''جی فرمائیں''......عمران نے کہا۔

''مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آفاق زبیری نے تمہارے تین ساتھیوں کو لینے جو کار بھیجی تھی۔ اس کار کو بم مار کر تباہ کر دیا

گیا ہے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی ہے''......عمران نے کہا۔

''کیا تمہارے تینوں ساتھی ٹھیک ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم ہو گیا ہے۔ وہ ابھی کار میں سوار نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے وہ معمولی سے زخمی ہوئے ہیں لیکن بہرحال ٹھیک ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''یہ ہو کیا رہا ہے عمران بیٹا۔ آفاق زبیری سے میری بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کار بلٹ پروف تھی لیکن کار کے دروازے چونکہ کھلے ہوئے تھے اور بم کار کے اندر پھینکا گیا تھا اس لئے کار اندر سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے اور ڈرائیور بھی ہلاک ہو گیا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''میں خود بھی حیران ہوں کہ آخر اس کار پر حملہ کیوں کیا گیا جس میں میرے ساتھی آفاق زبیری کے پاس جا رہے تھے۔ شاید آفاق زبیری کے دشمن نہیں چاہتے ہیں کہ ان کی مدد کے لئے کوئی ان کے پاس پہنچے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی یہی لگ رہا ہے اور اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آفاق زبیری واقعی خطرے میں ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں۔ حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں لیکن آپ فکر

نہ کریں۔ مجھ سے ان کی حفاظت کے لئے جو کچھ بن پڑے گا میں ضرور کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے آفاق زبیری سے کہا ہے کہ وہ ایک بار تم سے بات کر لے اور مجھے معاف کرنا میں نے تم سے پوچھے بغیر اسے تمہارا نمبر بھی دے دیا ہے۔ اگر ان کا فون آ جائے تو ایک بار ان سے بات ضرور کر لینا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں وہ سب بتا دے جو مجھے نہیں بتانا چاہتا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین لہجے میں کہا۔ وہ واقعی اپنے دوست کے بے حد خیر خواہ معلوم ہو رہے تھے جو اس کے لئے اس قدر پریشان ہو رہے تھے۔

''کیا نہیں بتانا چاہتے وہ آپ کو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ معلوم ہوتا تو مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت ہی کیا تھا۔ مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے کہ وہ کسی بڑی پریشانی میں مبتلا ہے لیکن مجھے پریشانی سے بچانے کے لئے وہ مجھے کچھ نہیں بتا رہا تھا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''میں ان سے بات کر کے پوچھ لوں گا کہ انہیں مسئلہ کیا ہے۔ امید ہے وہ مجھے کچھ نہ کچھ ضرور بتا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ کچھ بتائے تو مجھے بھی بتا دینا۔ مجھے اس کے لئے اب بہت فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے یہ مسئلہ میرے سپرد کیا ہے تو اسے اب میں خود ہی سنبھال لوں گا''۔ عمران

نے انہیں تسلی دینے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ ابھی رابطہ ختم ہوا ہی تھا کہ عمران کے سیل فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی اور یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ اس بار آفاق زبیری کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا جو ڈاکٹر عبدالغنی نے اسے نوٹ کرایا تھا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے بٹن پریس کر کے مخصوص انداز میں کہا۔

''آفاق زبیری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے قدرے بھاری آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ میں آپ کو ہی فون کرنے والا تھا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر ملی ہے کہ آپ کے ساتھیوں کو میرے دشمنوں نے زخمی کر دیا ہے۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ اب میرے دشمن کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ اب میں انہیں معاف نہیں کروں گا۔ آپ بھی اب جلد از جلد یہاں آنے کی کوشش کریں۔ اب ہم مل کر ان کا سامنا کریں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''شکریہ آفاق زبیری صاحب۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلد ہی آپ سے ملنے پہنچ جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں منتظر رہوں گا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''شکریہ جناب''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ سوچنے لگا کہ اسے واقعی آفاق زبیری کے پاس جانا چاہئے یا کہ نہیں۔ کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر اس نے ٹائیگر کو کال کرنے کے لئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

چوہان اپنی کار میں سوار ایک نجی کام کے سلسلے میں مضافات کی طرف جا رہا تھا۔ وہ کار نہایت آہستہ رفتار سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ شہر سے باہر آنے والے راستے پر ٹریفک زیادہ نہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ تیز رفتاری سے ڈرائیونگ نہ کر رہا تھا۔

ابھی وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف مڑا ہی تھا کہ اسے سڑک کے کنارے سیاہ رنگ کی ایک کار کھڑی دکھائی دی۔ کار نئی اور جدید ماڈل کی تھی۔ اس کار کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور کار کی طرف تین افراد بڑھ رہے تھے۔ کار چونکہ دور تھی اس لئے چوہان کو ان تین افراد کے چہرے دکھائی نہ دیئے لیکن اس نے یہ ضرور دیکھ لیا تھا کہ ان میں ایک نوجوان لڑکی اور دو مرد تھے۔ ان کے قد کاٹھ دیکھ کر چوہان کو گمان ہوا جیسے وہ انہیں جانتا ہو۔ ابھی وہ کار کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک زائیں کی تیز آواز کے ساتھ اس کی کار کے قریب سے ایک اور سیاہ رنگ کی کار گزری اور

پھر چوہان نے اس کار کو سڑک کے کنارے کھڑی کار کے قریب رکتے دیکھا۔ اسی لمحے کار کی کھڑکی سے ایک ہاتھ باہر آیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز سڑک کے کنارے پر کھڑی کار کے کھلے دروازے سے اندر پھینک دی اور اس کے ساتھ ہی اس کار نے رفتار پکڑی اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اسی لمحے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار کے اندر زور دار دھماکہ ہوا اور چوہان نے اس کار کو اچھل کر ان تین افراد سے ٹکراتے دیکھا جو کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ماحول یکلخت تیز اور زور دار چیخوں سے گونج اٹھا اور دوسرے لمحے چوہان نے سڑک کی اطراف سے کئی افراد کو تباہ ہونے والی کار کی طرف دوڑتے دیکھا جس کے اندر آگ لگ گئی تھی اور دھواں اٹھ رہا تھا اور پھر یہ دیکھ کر چوہان چونک پڑا کہ جو لوگ کار کے قریب آئے تھے وہ لہراتے ہوئے گر رہے تھے۔ کار سے نکلنے والا دھواں بے حد گاڑھا تھا اور اس میں ہلکی سی نیلاہٹ بھی موجود تھی۔ اسی لمحے چوہان اس کار کے قریب پہنچ گیا۔ اسے یکلخت ناگوار سی بو کا احساس ہوا تو اس نے فوراً سانس روک لیا۔

"کی فاسٹ گیس۔ اس بم میں تو کی فاسٹ گیس کو بھی شامل ہے"...... چوہان نے دل میں کہا اور پھر اس نے رکے بغیر تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔ اس وقت تک سیاہ کار کافی آگے جا چکی تھی۔ وہاں لوگ موجود تھے۔ دھماکے میں جو افراد زخمی ہوئے تھے انہیں وہاں سے اٹھانے اور کسی نزدیکی ہسپتال میں لے جانے

والوں کی کمی نہ تھی اس لئے چوہان نے کار روکنے کی بجائے اس سیاہ کار کا تعاقب کرنے کا سوچا جس میں سے سیاہ کار میں بم پھینکا گیا تھا۔ آگے سڑک کھلی اور خالی تھی اس لئے چوہان کی کار آندھی اور طوفان کی طرح اس سیاہ کار کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ اور انہوں نے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار کو نشانہ کیوں بنایا ہے اور وہ تین افراد۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا تھا جیسے میں انہیں جانتا ہوں"...... چوہان کے ذہن میں یہ سوال مسلسل گردش کر رہے تھے لیکن ان سوالوں کا اس کے پاس فی الحال کوئی جواب نہ تھا۔

سیاہ کار کا ڈرائیور خاصا مشاق معلوم ہو رہا تھا وہ کار نہایت تیز رفتاری سے دوڑا رہا تھا اور پھر شاید اس نے اپنے تعاقب میں آنے والی کار چیک کر لی تھی اس لئے اس نے کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی تھی لیکن چوہان بھی اناڑی ڈرائیور نہ تھا۔ کار کی رفتار بڑھتے دیکھ کر اس نے بھی کار کی رفتار بڑھا دی۔ سیاہ کار کا ڈرائیور شاید ہر صورت میں فرار ہونے کی کوشش میں تھا۔ اب دونوں کاریں خطرناک رفتار کی حد کو پہنچ چکی تھیں۔ ایک بار چوہان کو خیال آیا کہ کیوں نہ وہ سیاہ کار کے پچھلے ٹائر پر فائر کر دے لیکن اس قدر رفتار سے دوڑتی ہوئی کار کا اگر ٹائر پھٹتا تو کار الٹنے سے ہرگز نہ بچتی۔ چنانچہ اس نے فی الحال تعاقب جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اچانک چوہان نے محسوس کیا اگلی کار کی رفتار کم ہو رہی ہے۔ کار کی رفتار کم

ہوتے دیکھ کر چوہان نے اپنی کار کی رفتار مزید بڑھائی اور پھر تیزی سے سیاہ کار سے آگے نکلتا چلا گیا۔ کچھ آگے جا کر اس نے رفتار کم کرتے ہوئے کار ترچھی کر کے سڑک کے درمیان روک دی۔ اچانک کار آگے آتے دیکھ کر سیاہ کار کے ڈرائیور نے بریک لگائے۔ ٹائروں کی آواز دور تک گونجی اور پھر کار سڑک پر سیاہ نشان بناتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔سڑک کے دونوں طرف گھنے درخت تھے اور دور دور تک کوئی اور انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ چوہان نے فوراً ڈیش بورڈ کھول کر اس میں موجود اپنا مشین پسٹل نکالا اور دروازہ کھول کر کار سے باہر آ گیا۔ اس نے سیاہ کار کی طرف دیکھا۔ کار کی صرف ڈرائیونگ سیٹ پر ہی ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں چوہان پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ چوہان مشین پسٹل لئے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ ڈرائیور کے چہرے پر کوئی تردد نہ تھا۔

"کار سے باہر نکلو"...... چوہان نے اس کے قریب پہنچ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مسئلہ ہے جناب۔ پہلے آپ مجھ سے ریس لگاتے رہے۔ اب راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ میں مشین پسٹل بھی ہے۔ کیا مجھے لوٹنے کا ارادہ ہے لیکن میرے پاس کوئی خاص بڑی رقم نہیں ہے صرف چند ہزار ہوں گے اور وہ چند ہزار میں آپ کی

خدمت میں ویسے ہی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے لئے آپ کو مشین پسٹل نکالنے کی ضرورت نہیں تھی"...... اس آدمی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایک نوجوان آدمی تھا اور شکل وصورت سے پڑھا لکھا بھی دکھائی دے رہا تھا۔

"بس۔ بول چکے"...... چوہان نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب"...... وہ چونکا۔

"کار سے نیچے اترو۔ جلدی ورنہ......" چوہان نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی کمال کا اداکار تھا۔ اگر چوہان نے اپنی آنکھوں سے اسے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار پر بم پھینکتے نہ دیکھا ہوتا تو وہ اس آدمی کی شاندار اداکاری پر یقیناً مخمصے کا شکار ہو جاتا کہ شاید کار پر بم پھینکنے والا یہ نوجوان نہیں ہے۔

"مجھے تمہاری اور تمہاری کار کی تلاشی لینی ہے"...... چوہان نے کہا۔

"وہ کس لئے"...... نوجوان نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں سڑک کے کنارے پر کھڑی سیاہ کار میں بم پھینکتے دیکھا تھا"...... چوہان نے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھ پر اتنا بڑا الزام۔ آپ کون ہیں اور میں بھلا کیوں کسی پر بم سے حملہ کرتا۔

آپ مجھے کیا سمجھ رہے ہیں''...... نوجوان نے چونک کر کہا۔
''یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں۔ تم نے کار پر بم مار کر حملہ کیوں کیا''...... چوہان نے کہا۔
''میں نے حملہ نہیں کیا اور آپ اس طرح پولیس والوں کی طرح مجھ سے جرح کیوں کر رہے ہیں۔ کون ہیں آپ''...... نوجوان نے اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔
''یہ میرا کارڈ ہے۔ پہلے اس کو دیکھ لو۔ پھر نہایت شرافت سے تلاشی دے دو''...... چوہان نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے بغیر دیکھے کارڈ جیب سے نکالا تھا۔ ایسے بے شمار کارڈ اس کے ساتھ ساتھ تمام ممبران کی جیبوں میں موجود رہتے تھے جو ضرورت کے وقت ان کے لئے کارآمد ثابت ہوتے تھے۔ نوجوان نے کارڈ لے کر اس پر نظر ڈالی اور زور سے اچھلا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ لیکن چوہان نے بھانپ لیا کہ اس کا خوف مصنوعی تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی کار سے نکلے گا اور چوہان پر حملہ کر دے گا اس لئے چوہان خاصا محتاط تھا اور کار کے دروازے سے کافی پیچھے کھڑا ہوا تھا۔
''تو آپ کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے اور آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں۔ سوپر فیاض''...... نوجوان نے کارڈ دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... چوہان نے جواب دیا۔
''آپ ضرور میرے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں سر۔ میں نے کسی کار پر کوئی بم نہیں پھینکا ہے''...... نوجوان نے کہا۔
''ہونہہ۔ تم نے بم پھینکا تھا اور پھر کار لے اُڑے تھے۔ میں اسی وقت سے تمہارا تعاقب کر رہا تھا''...... چوہان نے کہا۔
''ہونہہ۔ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈرائیونگ میرا مشغلہ ہے۔ بہت سے مقابلے جیت چکا ہوں اور ہر وقت اس خوش فہمی میں رہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ ماہر ڈرائیور کوئی نہیں ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ بار بار مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں تو مجھ پر اپنی ریس لگانے کا بھوت سوار ہو گیا۔ بس میں نے رفتار تیز کر دی۔ پھر اور تیز کر دی پھر تیز کرتا چلا گیا''...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''اگر تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اصولی طور پر تمہیں تلاشی دینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے''...... چوہان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ آپ تلاشی لے لیں''...... نوجوان نے کہا۔
''اوکے۔ کار سے باہر آ جاؤ''...... چوہان نے کہا تو وہ نوجوان نیچے اتر آیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔
''اپنے ہاتھ سر سے اوپر کر لو''...... چوہان نے کہا۔
''کیا مطلب۔ میں کوئی مجرم نہیں ہوں جو ہنڈز اپ کروں''۔

نوجوان نے جھلا کر کہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... چوہان نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پہلے آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں"......نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب پھر تم کیا کرو گے"...... چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"پھر میری باری ہوگی"......نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے ہاتھ اوپر کرو"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ چوہان نے اس کی اچھی طرح تلاشی لی۔ لیکن اس کے پاس سے کچھ نہ نکلا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... چوہان نے پوچھا۔

"مجھے اپنا نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے"......نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

"اپنا نام بتاؤ ورنہ......" چوہان نے سرد لہجے میں کہا تو اس کا سرد لہجہ سن کر وہ اچھل پڑا۔

"آصف ۔ میرا نام آصف مقبول ہے"......نوجوان نے کہا۔

"اوکے۔ مسٹر آصف مقبول اب تم کار سے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ"...... چوہان نے کہا۔

"کیوں۔ اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں"......آصف نے چونک کر پوچھا۔

"کار کی تلاشی لوں گا"...... چوہان نے کہا۔

"اچھی بات ہے"......آصف نے بھنا کر کہا۔ اب چوہان نے کار کی تلاشی لی لیکن کچھ نہ ملا۔ اب تو چوہان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ جس طرح اس نوجوان نے سیاہ کار پر بم پھینکا تھا اسے اس کی کار سے کچھ نہ کچھ ملنا چاہئے تھا اور کچھ نہیں تو اس کے پاس سیلف ڈیفنس کے لئے ریوالور تو موجود ہونا چاہئے تھا لیکن اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

"شکریہ مسٹر آصف مقبول۔ آپ اپنا شناختی کارڈ دکھا دیں"۔ چوہان نے کہا۔

"سوری۔ میں اپنا آئی ڈی کارڈ گھر بھول آیا ہوں"......آصف مقبول نے کہا۔

"اپنا پتا اور فون نمبر لکھوائیں"...... چوہان نے کہا۔

"آخر اس کی اب کیا ضرورت ہے"......آصف مقبول نے جھلا کر کہا۔

"ضرورت ہے۔ تم پتا اور فون نمبر لکھواؤ۔ یہ بھی بتاؤ کہ تم کیا کرتے ہیں"......عمران نے کہا۔

"چوہدری مقبول کا بیٹا ہوں اگر تم نے ان کا نام سنا ہے تو پھر ان کا پتہ تمہیں معلوم ہی ہوگا"......آصف مقبول نے کہا۔

"کیا کہا چوہدری مقبول۔ وہ پارلیمانی لیڈر"...... چوہان نے چونک کر کہا۔

"ہاں ہوگئی ناسٹی گم"...... آصف مقبول نے ہنس کر کہا۔

"نہیں۔ سٹی گم نہیں ہوئی"...... چوہان نے کہا۔ پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اس سے اس کے گھر کا فون نمبر معلوم کیا اور وہ نمبر پریس کرنے لگے۔

"اب تم کیا کرنے لگے"...... آصف مقبول نے پوچھا وہ آپ سے اب تم پر اتر آیا تھا۔

"تمہارے بیان کی تصدیق کرنا ضروری ہے"...... چوہان نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھا کرو جو کرنا ہے"...... آصف مقبول نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں۔ اس کے بعد تمہاری باری ہے۔ یہی نا"...... چوہان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا"...... اس بار آصف مقبول نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت دوسری طرف رابطہ ہوگیا۔

"چوہدری مقبول بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سینئر آفیسر بول رہا ہوں"...... چوہان نے کہا۔

"آفیسر۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کا آصف مقبول نام کا بھی کوئی بیٹا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں کیوں۔ کیا اس نے کوئی غیر قانونی حرکت کی ہے۔ او سمجھ گیا۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی ہو گی۔ میں اس کی عادت سے تنگ آ گیا ہوں۔ کر دیں چالان کم بخت کا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ٹریفک کانسٹیبل کرے گا"...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ اوہ سمجھ گیا۔ آپ اس وقت کہاں ہیں میرا آدمی وہیں آجائے گا آپ کے پاس۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو خوش کر کے لوٹے گا"...... چوہدری مقبول نے کہا۔

"سوری۔ آپ کو معلوم نہیں میں اور رشوت دو مختلف چیزیں ہیں جن کا کبھی میل نہیں ہوسکتا"...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے مجھے کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تصدیق کرنی تھی کہ آصف مقبول آپ کا بیٹا ہے یا نہیں"۔ چوہان نے کہا۔

"تو ہو گئی تصدیق"...... دوسری طرف سے جیسے منہ بنا کر کہا گیا۔

"جی ہاں۔ شکریہ"...... ان الفاظ کے ساتھ ہی چوہان نے منہ بناتے ہوئے فون بند کر دیا۔ چوہدری مقبول ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔

"تمہیں میرے ساتھ متعلقہ تھانے چلنا ہو گا۔ تمہارے والد ذرا

ٹیڑھے مزاج کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا دماغ بھی سیدھا کرنا ہوگا“...... چوہان نے کہا۔

”اس چکر میں تم خود کو سیدھا کروا لو گے اور کچھ نہیں ہو گا“...... آصف مقبول نے کہا۔

”کوئی بات نہیں“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”یہ۔ یہ کیا۔ تم مجھے کیوں پکڑ رہے ہو۔ آخر میرا جرم کیا ہے۔ کیا تلاشی دینے پر کوئی چیز ملی ہے تمہیں“...... آصف مقبول نے بھنائے ہوئے انداز میں کہا۔

”نہیں ملی اسی لئے تو ساتھ لے جا رہا ہوں۔ اگر کوئی چیز مل گئی ہوتی تو پھر یہاں سے تمہیں کوئی اور ساتھ لے کر جاتا“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری ایک بات بھی اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی“۔ آصف مقبول نے کہا۔

”آ جائے گی ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں ایک بات تمہیں بتا دیتا ہوں“...... چوہان نے کہا۔

”تمہاری مہربانی ہے کہ تم کم از کم ایک بات تو بتا رہے ہو۔ بتاؤ کیا بتانا ہے“...... آصف مقبول نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

”سیاہ کار پر حملہ تم نے ہی کیا تھا“...... چوہان نے کہا۔

”غلط۔ بالکل غلط“...... آصف مقبول نے چلاتے ہوئے کہا۔

عین اس وقت اس کی جیب میں رکھے سیل فون کی گھنٹی بجی۔

”یہ تمہارے ڈیڈی کا فون ہو گا۔ انہیں بتا دو کہ میں تمہیں اپنے ساتھ تھانے لے جا رہا ہوں۔ اب تم سے وہیں دو دو باتیں کروں گا“...... چوہان نے کہا۔ آصف مقبول نے چوہان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور فون سیٹ جیب سے نکال کر بات کرنے لگا۔ اس نے اپنے باپ کو صورتحال بتائی اور فون بند کر دیا۔

”تم میری کار میں چلو گے میرے ساتھ۔ تمہاری کار کو یہاں سے تمہارے گھر بھجوا دیا جائے گا۔ پہلے اسے سڑک سے نیچے اتار کر بند کر دو۔ اور ہاں اگر کار میں بیٹھتے ہی تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو میں گولی مار کر ٹائر بلاسٹ دوں گا۔ پھر نہ کہنا میں نے بتایا نہیں تھا“...... چوہان نے کہا تو آصف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار سڑک سے اتار کر بند کر دی۔ پھر وہ اس کی کار میں آ بیٹھا۔ اب وہ چوہان کی باتوں پر خاموشی سے عمل کر رہا تھا۔ چوہان نے سیل فون جیب سے نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”صدیقی بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”میری بات دھیان سے سنو۔ ایک آدمی نے میرے سامنے ایک کار میں ہینڈ گرینیڈ پھینکا تھا۔ جس سے کار تباہ ہو گئی تھی اور کار کے ارد گرد لوگوں کو نقصان پہنچا تھا۔ وہ زخمی ہوئے ہیں یا ہلاک ہو گئے ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہے لیکن جس آدمی نے اپنی کار سے

سیاہ کار میں بم پھینکا تھا اس کا میں نے تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا ہے اور اب میں اسے لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہوں۔ تم فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔ اس آدمی کا تعلق ایک سیاسی لیڈر سے ہے اس لئے یہ آسانی سے منہ نہیں کھول رہا۔ میں اس سے باقاعدہ پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں اس لئے تمہارے پاس لا رہا ہوں''...... چوہان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر میں ہی ہوں۔ تم لے آؤ۔ دیکھتے ہیں وہ کیسے منہ نہیں کھولتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''شکریہ''...... چوہان نے کہا اور فون آف کر دیا اور آصف مقبول کو لے کر فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گیا۔ آصف مقبول خاموش تھا اس نے چوہان کی کسی بات پر کوئی اختلاف نہیں کیا تھا۔ تقریباً پون گھنٹے کے سفر کے بعد چوہان آصف مقبول کو لئے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے عمارت کے گیٹ کے پاس پہنچ کر مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اسی لمحے گیٹ آٹو میٹک طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ صدیقی شاید کنٹرول روم میں تھا اس نے اسکرین پر چوہان کی کار دیکھ لی تھی اور اس کے لئے گیٹ خودکار طریقے سے کھول دیا تھا۔ چوہان نے کار پورچ میں روکی اور پھر کار سے اتر آیا۔ اس کے اشارے پر آصف مقبول بھی خاموشی سے کار سے نیچے آ گیا۔ چوہان اسے لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔

''بیٹھو''...... چوہان نے کہا۔

''آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو''...... آصف مقبول نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر بے حد بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا''...... چوہان نے کہا۔ پھر صدیقی اندر داخل ہوا۔ نوجوان کو دیکھتے ہی وہ چونک اٹھا۔

''ارے یہ تو شاید آصف مقبول ہے۔ چوہدری مقبول کا بیٹا''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو تم اسے جانتے ہو''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے بارے میں اخبارات اور ٹی نیوز میں اکثر خبریں آتی رہتی ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اس کے بارے میں اور کیا جانتے ہو''...... چوہان نے کہا۔

''یہ نہایت کھلنڈرا، تیز ترین ڈرائیونگ کرنے والا۔ روز چالان پر چالان کروانے والا۔ پولیس کی نظروں میں انتہائی ناپسندیدہ نوجوان ہے۔ اس کی حرکتوں سے پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ تنگ ہے۔ جرائم کی دنیا میں بھی اس کا نام ہے۔ اسے اگر کرائم ماسٹر کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ کئی بار یہ جرم کرتا ہوا پکڑا گیا لیکن چونکہ اس کا باپ ایک سیاسی شخصیت ہے اس لئے وہ اپنے اثر و رسوخ سے اسے ہر بار چھڑا لیتا ہے''...... صدیقی نے بتایا۔

''اس بار اس نے جو جرم کیا ہے وہ یقیناً اس کے گلے کا پھندہ بن جائے گا میں نے اپنی آنکھوں سے اسے ایک کار میں ہینڈ گرنیڈ

چھینکتے دیکھا تھا۔ اس کار میں کتنے لوگ تھے اور ان کا کیا ہوا ہے اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا لیکن بہرحال اس نے جو کیا ہے اس کی سزا تو اسے بھگتنا ہی پڑے گی''...... چوہان نے کہا۔

''غلط۔ بالکل غلط۔ میں نے کسی کار میں کوئی بم نہیں پھینکا اور نہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق ہے۔ تم خواہ مخواہ مجھ سے الجھ رہے ہو اور یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ اگر تمہارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے تو پھر تم مجھے اس ویران علاقے اور اس ویران کوٹھی میں کیوں لائے ہو''...... آصف مقبول نے چیخ کر کہا۔

''یہ خاص لوگوں کے لئے خاص جگہ ہے۔ جہاں ہم سکون سے بات کرتے ہیں اور اگر کوئی ہمیں احمق بنانے کی کوشش کرے تو پھر ہم اس کی ساری عقلمندی اس کی ناک کے راستے باہر نکال دیتے ہیں''...... صدیقی نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے تحمل بھرے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں غلط کر رہے ہو۔ بہت غلط''...... آصف مقبول نے دھمکی دینے والے لہجے میں کہا۔

''اور تم نے جو کیا ہے۔ کیا وہ صحیح تھا''...... چوہان نے غرا کر کہا۔

''میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے۔ تم بلا وجہ رائی کا پہاڑ بنا رہے ہو''...... آصف مقبول نے غرا کر کہا۔

''رائی کا پہاڑ کیسے بنایا جاتا ہے یہ تمہیں آج پتہ چل جائے

گا''...... چوہان نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ میں نے کسی کار پر بم سے حملہ کیا تھا''...... آصف مقبول نے غرا کر کہا۔

''کسی خوش فہمی میں نہ رہو مسٹر۔ میں تمہیں ایسے ہی یہاں نہیں لایا ہوں۔ تم نے اپنے جرم کا ایک ثبوت چھوڑا تھا۔ بہت بڑا ثبوت''...... چوہان نے کہا تو آصف مقبول بری طرح سے اچھل پڑا۔

''بہت بڑا ثبوت۔ کیا مطلب''...... آصف مقبول نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا جسے دیکھ کر چوہان اور صدیقی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

جولیا ہسپتال سے فارغ ہو کر اپنے فلیٹ آ گئی تھی۔ صفدر اور تنویر بھی اس کے ساتھ اس کے فلیٹ میں آ گئے تھے۔ ان تینوں کے ہاتھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ جولیا اور تنویر کے سروں پر بھی بینڈ ایج تھے۔ جولیا ان کے لئے کافی بنا لائی تھی اور وہ تینوں کافی پینے میں مصروف تھے اور اسی بات پر ڈسکس کر رہے تھے کہ آخر وہ حملہ آور کون تھے۔ کیا انہوں نے ان پر حملہ کیا تھا یا ان کا نشانہ آفاق زبیری کی کار تھا۔ کیا دشمن یہ سمجھ رہے تھے کہ آفاق زبیری خود انہیں لینے کے لئے آئے تھے اور انہوں نے موقع کا فائدہ اٹھا کر آفاق زبیری کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔

"مجھے تو یقین ہے کہ حملہ آور کا نشانہ ہم نہیں بلکہ آفاق زبیری ہی تھا۔ کار بلٹ پروف تھی۔ سائیڈ سے گزرنے والی کار سے اس وقت بم پھینکا گیا جب کار کے دروازے ہمارے لئے کھولے گئے تھے۔ بم کار کے اندر گرا تھا جس نے کار کو تباہ کر دیا۔ اگر ہم کار

کے اندر ہوتے تو ہمارا بچنا ناممکن تھا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ہم پر اللہ کا بہت کرم ہوا ہے۔ ورنہ اس اچانک ہونے والے حملے میں ہمارا بچنا ناممکن تھا"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن چیف نے ہمیں واپس کیوں بھیج دیا ہے۔ اس حملے سے تو صاف پتہ چل رہا ہے کہ آفاق زبیری واقعی کسی بڑی مصیبت میں ہے اور ہم اس تک نہ پہنچ سکیں اس لئے اس کار کو ہی تباہ کر دیا گیا جو ہمیں لینے بھیجی گئی تھی"...... صفدر نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید جولیا اور تنویر کی باتیں نہ سنی تھیں کیونکہ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

"تو کیا تمہیں یقین ہے کہ اس کار کو اس لئے تباہ کیا گیا ہے کہ ہم آفاق زبیری تک نہ پہنچ سکیں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے"...... صفدر نے کہا اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے سامنے میز پر رکھے ہوئے جولیا کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے میز سے سیل فون اٹھایا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگی۔ اسکرین کے ڈسپلے پر آفاق زبیری کا نام تھا۔ یہ نمبر چیف نے ہی اسے دیا تھا جسے جولیا نے اپنے سیل فون میں فیڈ کر لیا تھا۔

"آفاق زبیری کی کال ہے"...... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یس"...... جولیا نے فون رسیو کر کے اس کا لاؤڈر آن کرتے

ہوئے کہا تاکہ صفدر اور تنویر بھی کال سن سکیں۔

"آفاق زبیری بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے آفاق زبیری کی آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیں آفاق زبیری صاحب"...... جولیا نے کہا۔

"آپ تینوں کا کیا حال ہے۔ میں آپ لوگوں کے لئے بہت پریشان ہوں آپ لوگ تو بلاوجہ الجھ گئے اس معاملے میں"۔ آفاق زبیری نے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب یہ سب تو ہماری زندگی کا حصہ ہے۔ ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"بہتر ہے کہ آپ لوگ اب میری طرف نہ آئیں۔ اپنے دشمنوں سے میں خود نپٹ لوں گا۔ انہوں نے میرے صبر کا جتنا امتحان لینا تھا لے لیا ہے۔ اب میری باری ہے اور اب میں نے انہیں ناکوں چنے چبوانے کا فیصلہ کر لیا ہے"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے جناب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا کیسے ہوسکتا ہے"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"یہ کہ ہم نہ آئیں۔ اب تو ہمیں آنا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"آپ بلاوجہ خود کو خطرات میں ڈالیں گے"...... آفاق زبیری نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم ڈرنے والے نہیں

ہیں۔ چیف نے ہمیں روکا ہوا ہے ورنہ اب تک ہم آپ کے پاس پہنچ گئے ہوتے لیکن بہرحال جلد ہی ہم وہاں آ کر مجرموں کا خواب خاک میں ملا دیں گے"...... جولیا نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا کہا آپ نے۔ مجرموں کا خواب"...... آفاق زبیری نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہ مجرموں کا خواب ہی ہے کہ وہ ہمیں آپ کے پاس آنے سے روکنا چاہتے ہیں اور ہم ان کا یہ خواب کبھی پورا نہ ہونے دیں گے۔ ہم ان کے مذموم عزائم مٹی میں ملا دیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"اس کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ یہاں آ کر آپ لوگ میری الجھن میں اضافہ کریں گے۔ جیسا کہ اب بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ بات میرے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے کہ میری وجہ سے آپ زخمی ہوئے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"اب ہم ان مجرموں کو معاف نہیں کر سکتے جناب۔ اب تو ان سے ہمارا مقابلہ ہو کر رہے گا۔ چیف سے اجازت ملتے ہی ہم آپ کے پاس پہنچ جائیں گے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں آپ کو کس طرح سمجھاؤں۔ مجھے آپ لوگوں کی ضرورت نہیں ہے"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"حیرت ہے جناب خیر ہم ڈاکٹر عبدالغنی کو بتا دیتے ہیں کہ آپ ہماری مدد نہیں لینا چاہتے"...... اس بار جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ جس سے مرضی بات کریں۔ بس میری طرف نہ آئیں۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میری اور میرے دشمنوں کی لڑائی ہے۔ میں کمزور یا بزدل نہیں ہوں۔ مجھ تک پہنچنا ان کے لئے ناممکن ہے اور اگر وہ مجھ تک پہنچ بھی گئے تو زندہ نہیں بچ سکیں گے“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”آپ کی ان سے دشمنی کیا ہے یا آپ سے انہیں دشمنی کیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ وہ بلا وجہ میرے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ نجانے وہ کیا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کب کا انہیں گرفتار کرا چکا ہوتا کیونکہ اس صورت میں میں سمجھ جاتا وہ کون لوگ ہیں اور کیوں مجھ تک پہنچنا چاہتے ہیں“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”تب تو آپ کو ہماری مدد کی اشد ضرورت ہے جناب۔ آپ ہمیں اپنے پاس آنے سے نہ روکیں“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

”وہ کیسے“...... آفاق زبیری نے چونک کر کہا۔

”ہمارا تعلق ایک سراغ رساں ایجنسی سے ہے اور اگر آپ ہمیں موقع دیں تو ہم اس بات کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور کس وجہ سے آپ کے دشمن بن گئے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس پہلو پر میں نے دھیان نہیں دیا تھا“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”تو پھر اب اس پہلو پر سوچ لیں اور پھر ہمیں فون کر کے بتا دیں کہ ہماری ضرورت آپ نے محسوس کی یا نہیں“...... جولیا نے کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ میں سوچ کر تمہیں بتاتا ہوں“...... دوسری طرف سے آفاق زبیری نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔

”اب کیا کہتے ہو“...... جولیا نے سیل فون میز پر رکھ کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم فی الحال کوئی خیال قائم نہیں کر سکتے۔ آفاق زبیری خوش دلی سے ہماری مدد لینے کے لئے رضامند نہیں ہیں۔ دراصل یہ فیصلہ صرف ڈاکٹر عبدالغنی کا تھا۔ جبکہ آفاق زبیری چاہتے ہیں کہ ہم ان کے معاملے میں ٹانگ نہ اڑائیں۔ البتہ آپ کی یہ بات سن کر وہ ہمیں بلانے پر نیم رضامند ہوئے ہیں کہ ہم ان کے دشمنوں کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ جبکہ وہ یہ کام نہیں کر سکتے“...... صفدر نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے۔ ہم وہاں جا رہے ہیں“...... تنویر نے کہا۔

”ہاں شاید“...... جولیا نے کہا۔

”چیف نے ہمیں واپس بھیج دیا تھا۔ جب تک وہ کال نہیں کرتے ہم آفاق زبیری کی طرف نہیں جا سکتے“...... صفدر نے کہا۔

”تو پھر ہمیں انتظار کر لینا چاہئے“...... تنویر نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فون دوسرے کمرے میں تھا جولیا اٹھی اور فون سننے

چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

''کیا ہوا۔ اسے مسکراتے دیکھ کر صفدر اور تنویر نے ایک ساتھ کہا۔

''چیف کی کال تھی۔ انہوں نے ہمیں آفاق زبیری کا پتہ بتایا ہے اور ہمیں فوری طور پر ان کے پاس پہنچنے کا کہا ہے۔ آفاق زبیری کی عمران سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے عمران سے کہا ہے کہ وہ ہمیں بھیج دیں''...... جولیا نے کہا۔

''بہت خوب۔ تو پھر چلیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ چلو''...... جولیا نے کہا۔ وہ تینوں اٹھے اور فلیٹ سے نکل کر باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جولیا انہیں لئے چیف کے بتائے ہوئے پتے کی جانب اُڑی جا رہی تھی۔ جنگل میں پہنچ کر وہ آفاق زبیری کی الگ تھلگ اور جنگی قلعے جیسی رہائش گاہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے واقعی اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا تھا۔ ایک ہزار میٹر کے دائرے میں جگہ جگہ انہیں مسلح افراد بھی دکھائی دے رہے تھے جو جنگل کے ہر حصے پر نظریں رکھے ہوئے تھے۔ مسلح افراد کو شاید ان کی آمد کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ ان سے پوچھ گچھ کے بعد انہیں رہائش گاہ کے گیٹ تک پہنچنے دیا گیا۔ ان کے رہائش گاہ تک پہنچنے کی لئے آفاق زبیری نے کئی حفاظتی انتظامات کو آف کر دیا تھا تاکہ انہیں گیٹ تک پہنچنے میں دقت کا

سامنا نہ کرنا پڑے۔ جب وہ گیٹ کے پاس پہنچے تو گیٹ آٹومیٹک طریقے سے کھل گیا۔ جولیا کار اندر لے گئی اور پورچ میں لے جا کر روک دی۔ رہائش گاہ کے اندر بھی مسلح افراد موجود تھے۔ چھت پر بھی چار آدمی موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں۔

'' آفاق زبیری نے تو اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا ہے۔ اس قدر حفاظتی انتظام تو حاضر سروس بیوروکریٹ کے بھی نہیں ہوتے''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان انتظامات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ معاملہ واقعی انتہائی گمبھیر ہے''۔ تنویر نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ کار سے نکل کر باہر آئے ہی تھے کہ اسی لمحے دو مسلح افراد تیز تیز چلتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔

''کیا آپ محکمہ سراغ رسانی سے آئے ہیں''...... ان میں سے ایک آدمی نے ان تینوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے افسوس ہے''...... اس آدمی نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

''کس بات کا افسوس''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ اندر نہیں جا سکتے۔ صاحب کا حکم ہے کہ آپ کو یہیں

سے واپس بھجوا دیا جائے''...... اس نوجوان نے کہا تو وہ تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''واپس بھجوا دیا جائے۔ کیا مطلب۔ آفاق زبیری نے تو ہمیں خود یہاں آنے کی اجازت دی تھی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ان کا ہی حکم ہے کہ آپ کو اندر نہ آنے دیا جائے اور یہیں سے واپس بھیج دیا جائے''...... اس آدمی نے کہا تو وہ تینوں حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنا شروع ہو گئے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... چند لمحے تک انہیں گھورتے رہنے کے بعد صفدر نے کہا۔

''کیوں جناب۔ ہو کیوں نہیں سکتا''...... نوجوان نے پوچھا۔

''مطلب یہ کہ ہمارے ادارے کے چیف نے ہمیں بھیجا ہے اور اس سلسلے میں آفاق زبیری صاحب سے بھی بات ہوئی۔ آفاق زبیری صاحب نے ہمیں یہاں آنے کی اجازت دی۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے ہدایات دی ہیں کہ ہمیں اندر نہ آنے دیا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ہمیں یہی ہدایات ملی ہیں البتہ انہوں نے کہا تھا آپ سے فون پر بات کرا دی جائے''...... نوجوان نے کہا۔

''یہ سب کیا کھیل ہے۔ کبھی کچھ کہا جا رہا ہے اور کبھی کچھ۔ آخر آفاق زبیری صاحب ہم سے چاہتے کیا ہیں''...... تنویر نے

جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں جناب۔ ہم ان کے حکم کے پابند ہیں اور بس''...... نوجوان نے جواب دیا تو ان تینوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا آپ ہمیں ایک بار آفاق زبیری سے ملوا سکتے ہیں''۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ وہ مصروف ہیں۔ البتہ آپ چاہیں تو میں فون پر ان سے آپ کی بات کرا سکتا ہوں''...... نوجوان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرائیں بات''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو نوجوان نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''وہ پہنچ چکے ہیں سر۔ میں نے انہیں آپ کا پیغام دے دیا ہے لیکن وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... نوجوان نے کہا پھر آفاق زبیری نے اس سے کچھ کہا تو اس نے لیس سر کہہ کر کان سے سیل فون ہٹایا اور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''ہم آپ کی رہائش گاہ میں پہنچ چکے ہیں جناب لیکن یہاں ہم نے نیا حکم سنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے۔ لیکن اب صورتحال بہت عجیب ہو گئی ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''میرے نامعلوم دشمن کی جانب سے مجھے کال آئی تھی۔ اس نے مجھے واضح دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے آپ لوگوں کو اپنی رہائش گاہ کے اندر قدم رکھنے دیا تو وہ ہر طرف آگ لگا دینے والے فائر میزائل فائر کر دیں گے۔ اس سے میری رہائش گاہ کو کوئی نقصان پہنچے یا نہ پہنچے لیکن میری حفاظت پر مامور میرا کوئی بھی ساتھی زندہ نہیں بچے گا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ ان سے ڈر گئے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ میں اتنے لوگوں کا خون اپنے سر پر نہیں لے سکتا ہوں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوکے۔ آپ کی یہی مرضی ہے تو ایسا ہی سہی۔ آپ ایک بار عمران سے بات کر لیں اور پھر عمران سے کہیں کہ وہ مجھے کال کرے۔ اگر اس نے ہمیں واپس آنے کا کہا تو ہم خاموشی سے یہاں سے چلے جائیں گے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں اس وقت کسی اور کو فون نہیں کر سکتا۔ آپ لوگوں کو اپنی جان پیاری ہے تو جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کریں اور یہاں سے واپس چلے جائیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوکے۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں لیکن آپ کم از کم ہمارے ایک سوال کا جواب تو دے دیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ وہ کیا''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''آپ سے ان لوگوں کی دشمنی کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کاش میں جانتا۔ تو فوراً آپ کو بتا دیتا رونا تو یہی ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''تب تو ہم آپ کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ بہت بہت۔ آپ کو زحمت ہوئی لیکن آپ خود سوچیں۔ آپ کی وجہ سے میں اتنے لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ کیسے مول لوں۔ اس لئے پلیز میرا نہیں تو میرے ان ساتھیوں کی زندگیوں کا سوچیں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میری حفاظت کر رہے ہیں''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ انہوں نے حملہ کر دیا ہے۔ وہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں''...... فون سے آفاق زبیری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فون آف ہو گیا۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی رہائش گاہ کے اندر موجود مسلح افراد تیزی سے ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے اور انہوں نے فوراً اپنی پوزیشن سنبھالنی شروع کر دی۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً جیبوں سے مشین پسٹل نکال لئے۔ اسی لمحے ایک کمرے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔ اس کا

چہرہ اور اس کا قد کاٹھ دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ آفاق زبیری ہو سکتے ہیں۔

"میں آفاق زبیری ہوں۔ آپ سب فوراً اندرونی کمروں میں چلے جائیں۔ دشمنوں کی تعداد کافی زیادہ ہے اور انہوں نے جنگل کے چاروں طرف پوزیشن سنبھال رکھی ہے۔ وہ ہر طرف سے دور مار اسلحے سے فائرنگ کر رہے ہیں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہم ان کا مقابلہ کریں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے آدمی انہیں سنبھال لیں گے"...... آفاق زبیری نے کہا۔ اسی لمحے انہیں زائیں زائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں اور پھر انہوں نے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے میزائل رہائش گاہ کی طرف آتے دیکھے۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ میزائل چاروں طرف سے فائر کئے جا رہے تھے جو رہائش گاہ کی چھت، لان اور صحن میں آ کر گر رہے تھے۔ ان میزائلوں سے عمارت کے کسی حصے کو نقصان نہ پہنچ رہا تھا۔ شاید آفاق زبیری نے پوری عمارت ریڈ بلاکس کی بنوائی ہوئی تھی لیکن میزائل پھٹے تو ان کے پھٹنے سے زبردست رزشس ہو رہی تھی اور آگ کے شعلے اور دھواں پھیل رہا تھا۔ آفاق زبیری کے مسلح گارڈز ان میزائلوں سے بچنے کے لئے تیزی سے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھی تیزی سے

صحن کی طرف دوڑے اور انہوں نے فوراً صحن میں موجود پلرز کی آڑ لے لی۔ آفاق زبیری بھی دوڑتا ہوا ایک پلر کی آڑ میں آ گیا۔

دشمنوں نے پوری قوت سے حملہ کیا تھا۔ میزائلوں کے ساتھ ساتھ اب ہر طرف سے گولیاں بھی برستی ہوئی آ رہی تھیں۔ رہائش گاہ کے اندر فائرنگ کرنے کے لئے شاید مجرموں نے درختوں کا سہارا لیا تھا اور اونچے درختوں پر چڑھ کر ہیوی گنوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ گولیاں زمین، چھت اور دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹ رہی تھیں لیکن ان کی شدت میں کوئی کمی نہ آ رہی تھی۔

"کیا آپ کی یہ رہائش گاہ بلٹ پروف ہے"...... صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ ساری عمارت مکمل طور پر ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت پر ایٹم بم کا بھی اثر نہیں ہو سکتا لیکن یہاں جس انداز میں فائرنگ کی جا رہی ہے اور آگ لگانے والے میزائل برسائے جا رہے ہیں وہ یہاں موجود محافظوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ لوگ بلندی سے عمارت کے اندر فائرنگ کر رہے ہیں اور میزائل برسا رہے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"عمارت کے اندر موجود محافظ تو ادھر ادھر چھپ کر اپنی جانیں بچا لیں گے لیکن عمارت کے باہر جو محافظ موجود ہیں ان کا کیا ہو گا۔ وہ تو شاید ہی اس قدر شدید فائرنگ اور میزائلوں سے بچ سکیں"۔ صفدر نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے عمارت میں داخل ہونے کے لئے باہر چند خفیہ راستے بنائے ہوئے ہیں۔ اس قدر شدید فائرنگ سے بچنے کے لئے میرے آدمی یقیناً ان راستوں سے اندر داخل ہو کر عمارت کے تہہ خانے میں پہنچ چکے ہوں گے“...... آفاق زبیری نے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے“...... جولیا نے کہا۔ دوسری طرف سے ہونے والی فائرنگ میں کافی شدت آ گئی تھی۔ وہ تینوں جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھے اور پھر وہ دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ تنویر نے احتیاط سے سر اٹھا کر دوسری طرف دیکھا تو کئی گولیاں ٹھیک اس کے سر سے گزرتی چلی گئیں۔ اس نے فوراً سر نیچے کر لیا۔

”وہ شاید ٹیلی نائٹ اسکوپ سے دیکھ کر تاک تاک کر فائرنگ کر رہے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”وہ ہماری فائرنگ رینج سے باہر ہیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی دور مار رائفل موجود ہے“...... صفدر نے آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر کہا جو جھکے جھکے انداز میں ہی دوڑتے ہوئے ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اس دیوار کے پاس ایک شیڈ سا بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف سے ہونے والی گولیاں اس شیڈ پر برس رہی تھیں اور چھت پر جیسے گولیوں کے ڈھیر لگتے جا رہے تھے۔

”نہیں۔ دور مار رائفل تو نہیں ہے لیکن میرے پاس منی میزائل گن ضرور موجود ہے۔ کہیں تو نیچے جا کر لے آؤں“...... آفاق

زبیری نے کہا۔

”ہاں۔ اس کی ہمیں ضرورت پڑے گی۔ جائیں جلدی جا کر منی میزائل گن لے آئیں“...... تنویر نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر برستی گولیوں میں جھکے جھکے اور زگ زیگ انداز میں زینوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ تنویر اور صفدر بار بار پلروں کی اوٹ سے سر نکال کر دشمنوں کی پوزیشن دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کام میں انہیں نہایت تیزی سے کام لینا پڑ رہا تھا کیونکہ جیسے ہی وہ سر نکالتے اسی لمحے بے شمار گولیاں آتی اور ان کے سروں کے اوپر سے گزر جاتیں یا دیوار پر پڑتی تھیں۔

”اب کیا کریں“...... صفدر نے کہا۔

”صاحب اگر منی میزائل گن لے آئیں تو ہم ان کی فائرنگ روک سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے آفاق زبیری تیزی سے اوپر آئے اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں منی میزائل گن تھی۔ آفاق زبیری نے منی میزائل گن صفدر کو دے دی۔ ساتھ ہی انہوں نے جیبوں سے منی میزائلوں کے کئی میگزین نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ صفدر نے گن کا لاک ہٹایا اور پھر اس نے ہاتھ اوپر کیا اور پھر وہ لگاتار گن کا بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ منی میزائل گن سے منی میزائل نکلے اور تیزی سے سامنے کی جانب اُڑتے چلے گئے۔ ابھی

چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ جنگل کی طرف سے انہیں یکے بعد دیگرے بے شمار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور اس طرف سے ہونے والی فائرنگ رک گئی۔

"شاید ان میزائلوں نے کام کر دکھایا ہے۔ اس طرف مزید میزائل فائر کرو"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے منی میزائل گن میں میگزین بدلا اور پھر اس نے دوسری طرف میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ دھماکوں کی آوازوں کے ساتھ اس طرف سے ہونے والی فائرنگ بھی رک گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک ہر طرف سے فائرنگ رک گئی۔

"کیا ہوا۔ کیا یہ لوگ میزائلوں سے ڈر گئے ہیں"...... فائرنگ رکتے دیکھ کر آفاق زبیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا"...... صفدر نے کہا۔ اسی لمحے انہیں دور سے پولیس موبائلز کے سائرن کی آوازیں سنائی دیں۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ نے پولیس کو کال کر کے بلایا ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ میں نے تو کوئی کال نہیں کیا۔ شاید یہاں ہونے والی فائرنگ اور دھماکوں نے کسی قریبی علاقے کی پولیس کو اس طرف متوجہ کیا ہے"...... آفاق زبیری نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کیا آپ پولیس والوں کو یہاں آنے دیں گے"...... صفدر نے

پوچھا۔

"ہاں۔ میں قانون پر پوری طرح سے عملدرآمد کرنے کا قائل ہوں۔ پولیس یہاں آ کر پوچھ گچھ کرے گی اور میں انہیں تسلی بخش جواب دے دوں گا"...... آفاق زبیری نے کہا۔ اس وقت تک پولیس کی کئی موبائلز جنگل کے گرد گھومتی ہوئیں سامنے والے راستے سے اس طرف آتی دکھائی دیں۔ شاید مجرم بھی پولیس موبائلز کے سائرنوں کی آوازیں سن کر خاموش ہو گئے تھے یا پھر وہاں سے نکل گئے تھے کیونکہ ان کے سر اٹھا لینے کے باوجود اب ان پر کوئی فائرنگ نہ کی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے دو پولیس وینیں اس طرف آتے دیکھیں۔

"میں خود باہر جا کر ان سے بات کرتا ہوں"...... آفاق زبیری نے کہا اور تیزی سے مڑ کر زینوں کی طرف بھاگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت سے نکل کر پولیس وین کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ وینوں سے مسلح پولیس نکل کر باہر آ گئی تھی۔ ان کے ساتھ ایک انسپکٹر بھی دکھائی دے رہا تھا۔ آفاق زبیری کو دیکھ کر انسپکٹر تیزی سے ان کی طرف لپکا اور پھر وہ دونوں آپس میں باتیں کرنا شروع ہو گئے۔ پولیس انسپکٹر کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا ہینڈ بیگ تھا جو اس نے بغل میں دبا رکھا تھا۔

انسپکٹر نجانے آفاق زبیری سے کیا بات کر رہا تھا۔ پھر انہوں نے اس انسپکٹر کو آفاق زبیری کے ساتھ گیٹ کی طرف آتے

دیکھا۔ اس کے ساتھ آنے والے سپاہی وہیں رک گئے۔

"آؤ نیچے چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں یہ انسپکٹر صاحب کیا کہتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو جولیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تیز تیز چلتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ پولیس انسپکٹر اور آفاق زبیری اندر آ گئے تھے اور انسپکٹر بڑے غور سے عمارت کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا یہ لوگ بھی آپ کے مسلح محافظ ہیں"...... انہیں دیکھ کر انسپکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔ انہوں نے دیکھا اس کی وردی پر اس کے نام کا بیج لگا ہوا تھا جس پر اس کا نام شیراز قادری تحریر تھا۔

"جی نہیں۔ ان کا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے اور یہ یہاں میری حفاظت کے لئے آئے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آپ کس ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے ان تینوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فور سٹارز سے"...... صفدر نے جواب دیا تو انسپکٹر شیراز چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ تو خاصی معروف ایجنسی ہے لیکن اس بات کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ کا تعلق واقعی فور سٹارز سے ہے۔ کیا آپ مجھے اپنے شناخت نامے دکھا سکتے ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

"ہم یہاں آفاق زبیری صاحب کے کہنے پر آئے ہیں۔ ان

کی ہمارے چیف سے بات ہوئی تھی اور چیف نے انہیں ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ اسی لئے آپ کو ہم ان کی رہائش گاہ میں اور ان کے ساتھ دکھائی دے رہے ہیں۔ اگر آپ ہمیں مشکوک سمجھ رہے ہیں تو اس بات کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیں"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن شناخت نامے دکھانے میں کیا حرج ہے"۔ انسپکٹر شیراز نے کہا۔

"آپ فور سٹارز کے بارے میں جانتے ہیں تو آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایجنسی انتہائی باوسائل ہے۔ جو سوائے پرائم منسٹر کے اور کسی کو جواب دہ نہیں ہے"...... تنویر نے غرا کر کہا تو انسپکٹر شیراز خاموش ہو گیا۔

"کیا آپ ان سے مطمئن ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے اس بار آفاق زبیری سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں مطمئن ہوں۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... آفاق زبیری نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو یہی سہی"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔ وہ صحن میں چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھ رہا تھا پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا۔

"ایک منٹ رکو انسپکٹر"...... اچانک جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو انسپکٹر شیراز رک گیا اور ان کی طرف مڑا۔

"اب کیا ہوا"...... انسپکٹر شیراز نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"آپ اپنا ہینڈ بیگ بھولے جا رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

انسپکٹر شیراز چونک کر مڑا اور ایک پلر کے پاس پڑا ہوا اپنا ہینڈ بیگ دیکھ کر چونک پڑا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"حد ہو گئی۔ میری یادداشت کس قدر کمزور ہو گئی ہے"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔ وہ واپس لوٹا۔ بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف چلا۔

"آؤ۔ ہم جنگل کی طرف چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں کسی کی لاش مل جائے۔ شاید آفاق زبیری صاحب انہیں پہچانتے ہوں"...... جولیا نے کہا اور باہر کی طرف چل پڑی۔

"میں بھی چلتا ہوں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آئیں"...... صفدر نے کہا۔ وہ باہر نکل آئے۔ جولیا نے دیکھا انسپکٹر شیراز اپنی جیپ میں بیٹھ رہا تھا۔ وہ دوڑ کر اس کی طرف آئی۔

"انسپکٹر صاحب۔ آپ کا ہینڈ بیگ کہاں ہے"...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے وہ میرا ہینڈ بیگ"...... اس نے جیپ میں بیٹھے سپاہیوں کی طرف مڑ کر دیکھا۔

"سر۔ جب آپ اندر سے باہر آئے تھے تو ہینڈ بیگ آپ کے ہاتھ میں نہیں تھا"...... سپاہی نے کہا۔

"حد ہو گئی۔ اس کا مطلب ہے۔ میں بیگ پھر کہیں اندر ہی

بھول گیا۔ ایک منٹ"...... اس نے کہا اور اندر کی طرف لپکا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے لپکی۔ اندرونی دروازے کے پاس ہی بیگ فرش پر اسے نظر آیا۔ انسپکٹر شیراز اس کو اٹھا رہا تھا کہ جولیا بول اٹھی۔

"ایک منٹ انسپکٹر شیراز"...... جولیا نے کہا۔

"اب کیا ہے"...... انسپکٹر شیراز نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"بیگ تو آپ کے ہاتھ میں تھا پھر آپ نے یہ فرش پر کیوں رکھ دیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں نے یہاں پتلون کی بیلٹ ٹائٹ کی تھی۔ اس لئے ہینڈ بیگ رکھنا پڑا"...... اس نے فوراً کہا۔

"ہونہہ۔ آپ زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لیں فوراً"...... جولیا نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا تو آفاق زبیری، صفدر اور تنویر جو اس کے ساتھ ہی اندر آ گئے تھے چونک پڑے۔ جولیا کے مشین پسٹل کا رخ اپنی جانب دیکھ کر انسپکٹر شیراز کا رنگ اڑ گیا۔

ہوٹس اندر داخل ہوا تو باس چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ہوٹس کے چہرے پر اب بھی ناکامی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"کیا ہوا۔ تمہارے چہرے پر اب بھی ناکامی کے تاثرات دکھائی دے رہے ہیں"...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... ہوٹس نے کہا تو باس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"بیٹھو"...... باس نے کہا تو ہوٹس سر ہلا کر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب کیا مسئلہ ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ اب تم آفاق زبیری تک پہنچ جاؤ گے اور اس سے ایم ون حاصل کر لاؤ گے"...... باس نے کہا۔

"آفاق زبیری ضرورت سے زیادہ ہی چالاک ہے باس۔ ہم

اس جگہ کا سروے کر رہے تھے جہاں سے ہمیں سرنگ بنانی تھی۔ اس کے لئے ہم نے ایک خاص جگہ کا انتخاب بھی کر لیا تھا لیکن پھر اچانک وہاں پر بے شمار گاڑیاں آ کر رکیں۔ ان گاڑیوں میں تقریباً سو سے زائد افراد تھے۔ وہ سب کے سب مسلح تھے اور انہوں نے گاڑیوں سے نکلتے ہی آفاق زبیری کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ ان میں کئی افراد رہائش گاہ کے اندر گئے تھے لیکن زیادہ افراد رہائش گاہ کے باہر تھے اور ایک کمانڈر انہیں پورے جنگل میں پھیلنے کا کہہ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں مسلح افراد نے جنگل میں پہنچ کر ہر طرف پوزیشنیں سنبھال لیں۔ مسلح افراد کی موجودگی میں ہم وہاں سرنگ نہیں بنا سکتے تھے اس لئے ہمیں خاموشی سے وہاں سے نکلنا پڑا۔ اس کے بعد ہم نے کئی بار اس علاقے کا جائزہ لیا لیکن مسلح افراد پورے جنگل میں پھیل گئے تھے اور انہوں نے آفاق زبیری کی رہائش گاہ کا مکمل کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ ہم کوشش کے باوجود وہاں سرنگ نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ اگر ہم دور جا کر بھی وہاں زمین کھودنا شروع کر دیتے تو وہاں ہونے والی دھمک ان مسلح افراد کو چونکنے پر مجبور کر سکتی تھی۔ اس لئے میں نے رسک نہیں لیا تھا"...... ہوٹس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس میں رسک والی کون سی بات ہے۔ اگر وہاں مسلح محافظ موجود ہیں تو ان پر اٹیک کر کے ان سب کو ختم کر دو۔ ان سب کو ہلاک کرنے کے بعد تو وہاں سرنگ بنائی جا سکتی ہے"۔ باس

نے منہ بنا کر کہا۔

"مسلح افراد کا تعلق رینجرز سے ہے باس جو شاید آفاق زبیری نے خاص طور پر کال کر کے بلائے ہیں۔ آنے والوں کی تعداد سو سے زائد ہے۔ اگر ہم انہیں ختم کر دیں گے تو ان کی جگہ وہاں اور مسلح افراد پہنچ جائیں گے۔ ابھی تک تو انہوں نے محض عمارت اور جنگل کے اندر کا چارج لیا ہے۔ ان سب کی ہلاکت سے ان سے بڑی تعداد پورے جنگل کو اپنے حصار میں لے لے گی۔ پھر ہم عمارت تک تو کیا شاید جنگل کے قریب بھی نہ پھٹک سکیں"۔ ہوٹس نے کہا تو باس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ شخص تو ہمارے لئے مسلسل سر درد بنتا چلا جا رہا ہے۔ اس تک آخر کیسے پہنچا جائے"...... باس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہ سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں باس۔ میں آفاق زبیری کو جس قدر سافٹ ٹارگٹ سمجھ رہا تھا یہ اتنا ہی ہارڈ ٹارگٹ بن گیا ہے"...... ہوٹس نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"ٹارگ بول رہا ہوں"...... باس نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

"سپیشل کال ہے۔ ٹی ون آن کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹی ون کا سن کر باس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا ہوا باس"...... ہوٹس نے باس کی یہ حالت دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بگ باس کی کال آ رہی ہے"...... باس نے کہا اور اس نے رسیور رکھا اور فون سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے چند نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ٹارگ بول رہا ہوں"...... باس نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بگ باس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو ٹارگ کے چہرے پر موجود خوف کے تاثرات مزید گہرے ہو گئے۔

"یس بگ باس۔ حکم"...... باس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب تم کیا کراتے پھر رہے ہو ٹارگ۔ پندرہ سے زیادہ

دن ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک تم آفاق زبیری تک نہیں پہنچ سکے اور نہ اس سے ایم ون حاصل کر سکے ہو۔ کیا یہ ہے تمہاری کارکردگی“...... دوسری طرف سے بگ باس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو باس کی حالت غیر ہوگئی۔

”مم مم۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں چیف لیکن آفاق زبیری نے اپنی حفاظت کا ناقابل تسخیر بندوبست کر رکھا ہے۔ وہ اپنے بل سے باہر نکلتا ہی نہیں ہے اور اس کے بل میں گھسنا ہمارے لئے مشکل ثابت ہو رہا ہے“...... باس نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ اس کام کے لئے تم نے ہوٹس اور اس کے گروپ کو آگے کر رکھا ہے اور خود اپنے آفس میں بیٹھے رہتے ہو۔ ہوٹس نے سوائے جنگل میں جا کر چیکنگ کرنے کے اور کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ آفاق زبیری نے جو سائنسی انتظامات کر رکھے تھے ان سے وہ آسانی سے نپٹ سکتا تھا لیکن اس نے ایسی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اتنی بڑی، فعال اور طاقتور ساکال تنظیم کا چیف یہاں آنکھیں بند کر کے بیٹھا ہوا ہوں۔ تم نے اور ہوٹس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اس کا ایک فیصد بھی رزلٹ نہیں نکلا ہے اور ہوٹس ایک بار پھر ناکامی سے منہ لٹکا کر تمہارے سامنے آ بیٹھا ہے“...... دوسری طرف سے بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کی باتیں سن کر باس کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات پھیلتے چلے گئے اور وہ پریشانی کے عالم میں اپنے دفتر میں سر گھما گھما کر دیکھنے لگا جیسے یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ بگ باس اسے کہاں سے اور کیسے دیکھ رہا ہے۔ چونکہ وہ فون پر بات کر رہا تھا اور اس نے فون کا لاؤڈر آن نہ کیا تھا اس لئے ہوٹس ان کی باتیں نہ سن سکتا تھا البتہ وہ باس ٹارگ کے اس طرح اپنے دفتر کے چاروں طرف دیکھنے پر حیران ضرور ہو رہا تھا کہ باس آخر اپنے دفتر میں کیا ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے۔

”ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو نانسنس۔ میری بات دھیان سے سنو“...... دوسری طرف سے بگ باس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو باس یکلخت بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ بگ باس کے اس انداز میں بات کرنے کا مطلب واضح تھا کہ وہ اسے ڈائریکٹ دیکھ رہا تھا۔

”یس۔ یس بگ باس“...... ٹارگ نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”تم سے اور تمہارے ساتھی ہوٹس سے کچھ نہیں ہو رہا ہے اس لئے اب تمہیں اور ہوٹس کو آفاق زبیری کے معاملے میں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کام پر میں نے پاکیشیا میں ساکال کے دوسرے گروپ کو لگا دیا ہے۔ اس معاملے کو اب وہ ہینڈل کرے گا اور اب وہی گروپ آفاق زبیری تک پہنچے گا اور اس سے ایم ون حاصل کرے گا“...... دوسری طرف سے بگ باس نے اسی طرح

غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس بگ باس۔ جیسا آپ کا حکم۔ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا"...... ٹارگ نے فوراً کہا۔ یہ سن کر اس کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا تھا کہ بگ باس نے اسے آفاق زبیری کے معاملے سے پیچھے ہٹنے کا کہہ دیا تھا جو واقعی اس کے لئے سر درد بنا ہوا تھا۔

"تمہارا گروپ فوری طور پر ختم کیا جا رہا ہے۔ تم، ہوٹس اور اس کے ساتھ جتنے بھی افراد ہیں کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں۔ ان چوبیس گھنٹوں کے بعد نہ تمہیں نظر آنے چاہئے اور نہ ہوٹس اور اس کے ساتھی۔ چوبیس گھنٹوں کے بعد اگر تم میں سے کوئی بھی اس شہر میں دکھائی دیا تو ساکال کے موت کے فرشتے اسے ختم کر دیں گے۔ سمجھ گئے تم"...... دوسری طرف سے چیف نے غراتے ہوئے کہا اور باس ٹارگ بری طرح سے کانپ کر رہ گیا۔

"یس۔ یس چیف"...... باس ٹارگ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم، ہوٹس اور اس کے سارے ساتھی دوسرے شہر میں جا کر روپوش ہو جاؤ گے اور جب تک میرا اگلا حکم نہ ملے تم باہر نہیں آؤ گے۔ عمران اور پاکیشیا سے سیکرٹ سروس سے بچنے کے لئے یہی ایک راستہ ہے"...... دوسری طرف سے بگ باس نے سخت لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ باس ٹارگ کے چہرے پر موت کا سا خوف چھایا ہوا تھا۔ وہ کافی دیر تک رسیور کان سے لگائے رہا۔ جیسے بگ باس نے جادوئی چھڑی گھما کر اسے پتھر کے بت میں بدل دیا ہو۔ پھر جیسے اسے ہوش آ گیا۔ اس رسیور کان سے ہٹایا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے رسیور کو کریڈل پر رکھ دیا۔ ہوٹس حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ باس ٹارگ کا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا باس"...... ہوٹس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"سب ختم ہو گیا۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہے"...... چیف ٹارگ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو ہوٹس چونک پڑا۔

"سب ختم ہو گیا ہے۔ کیا مطلب باس۔ میں کچھ سمجھا نہیں"۔ ہوٹس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بگ باس کی ہم سب پر گہری نظر ہے۔ وہ ہماری ایک ایک حرکت نوٹ کرتا ہے۔ اسے ساری تفصیلات کا علم ہے کہ میں تم سے کیا بات کرتا ہوں اور تم نے اب تک آفاق زبیری تک پہنچنے کے لئے کیا کیا کارروائیاں کی ہیں۔ اس کے خیال میں ہم انتہائی نکمے اور کام چور ہیں اور بگ باس کو یہ پریشانی لاحق ہو گئی ہے کہ ہماری وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس الرٹ ہو گئی ہے۔ بگ باس کا حکم ہے کہ ہمیں ان کے سامنے نہیں آنا ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر یہ شہر چھوڑ کر انڈر گراؤنڈ ہونا ہے"...... باس ٹارگ نے تیز

تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔ ہم تو صرف اس جنگل تک ہی محدود تھے اور ہمارا پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا کسی اور ایجنسی سے بھی سامنا نہیں ہوا ہے''...... ہوٹس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ آفاق زبیری نے تم سب کو دیکھ لیا اور اس نے اعلیٰ حکام کو مطلع کر دیا ہو اور جس طرح آفاق زبیری نے جنگل میں ہر طرف کیمرے لگا رکھے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی اس نے تصویریں بھی حاصل کر لی ہوں جو اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچا دی ہوں۔ بہرحال کچھ بھی ممکن ہے۔ ہمارے لئے اس وقت بگ باس کا حکم اہم ہے اور ہمیں اس پر عمل کرنا ہے''...... باس ٹارگ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کرتا ہوں اور انہیں لے کر فوراً یہاں سے نکل جاتا ہوں''...... ہوٹس نے کہا۔

''ہاں۔ نکل جاؤ اور یہاں سے جاتے ہی انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ بگ باس کے کہنے کے مطابق اگلے چوبیس گھنٹوں بعد ہم میں کوئی بھی دکھائی دیا تو ساکال کے موت کے فرشتے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے گا''...... باس ٹارگ نے کہا تو موت کے فرشتوں کا سن کر ہوٹس بھی کانپ کر رہ گیا۔

''مم مم۔ موت کے فرشتے۔ تو کیا ساکال کے موت کے فرشتے

بھی یہاں پہنچے ہوئے ہیں''...... ہوٹس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جس طرح بگ باس نے ان کا نام لیا ہے مجھے یقین ہے کہ ساکال کے موت کے فرشتے یہاں موجود ہیں اور بگ باس ہماری بجائے آفاق زبیری کے سلسلے میں اب انہیں ہی آگے لانا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ ہمیں اس معاملے سے الگ ہونے کا کہہ رہا ہے''...... باس ٹارگ نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ ہمارے لئے تو آفاق زبیری واقعی انتہائی پیچیدہ مسئلہ بن گیا تھا۔ اس کے لئے ساکال کے موت کے فرشتے ہی ٹھیک رہیں گے۔ وہ پاتال کی آخری تہہ میں بھی چھپے ہوئے دشمنوں کو بھی کھینچ نکالتے ہیں ان کے سامنے واقعی آفاق زبیری کی کوئی حیثیت نہ ہو گی''...... ہوٹس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اب ان باتوں کو چھوڑو اور جا کر اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کرو اور ان کے ساتھ اس شہر کو چھوڑ دو۔ میں بھی یہاں سے جانے کی تیاری کرتا ہوں''...... باس ٹارگ نے کہا۔

''اوکے باس''...... ہوٹس نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اپنے پاس پی فائیو ٹرانسمیٹر رکھنا اور اسے ہر وقت آن رہنے دینا۔ ضرورت پڑنے پر میں تمہیں کال کر سکتا ہوں''...... باس نے کہا تو ہوٹس نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے سلام کر کے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کیا ثبوت ہے بتاؤ"...... چوہان کی بات سن کر آصف مقبول نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں جس کار میں تمہارا تعاقب کر رہا تھا۔ اس کار میں کیمرہ لگا ہوا ہے اور وہ کیمرہ آن ہے۔ تم نے جب سیاہ کار پر بم پھینکا تھا اس وقت کا منظر یقیناً اس کیمرے میں ریکارڈ ہو چکا ہے۔ میں ابھی جا کر اپنی کار کے کیمرے سے میموری کارڈ نکال لاتا ہوں۔ اس کیمرے میں جو منظر بھی ریکارڈ ہوا ہے اسے دیکھ کر تمہیں اپنے جھوٹ پر خود ہی ندامت ہو گی اور تم مان لو گے کہ میں نے جو کہا ہے وہ غلط نہیں ہے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لئے آصف مقبول خاموش ہو گیا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ لاؤ اس کیمرے کی تصویریں۔ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے

گا۔ اگر اس کیمرے کی فوٹیج کے مطابق میں نے ہی سیاہ کار پر بم پھینکا تھا تو تم مجھے ابھی اور اسی وقت گولی مار دینا"...... آصف مقبول نے بے حد مطمئن لہجے میں کہا اور اس کا اطمینان دیکھ کر چوہان کو پہلی بار تشویش لاحق ہونے لگی اور وہ سوچنے لگا کہ آیا واقعی اس نے اسی کار سے ہاتھ نکلتے دیکھا تھا جس نے سڑک کے کنارے پر کھڑی کار پر بم پھینکا تھا۔

"کیا ہوا۔ اب چپ کیوں ہو گئے ہو۔ جاؤ اور جا کر لاؤ کیمرے کی فوٹیج"...... آصف مقبول نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ رکو میں ابھی آ تا ہوں"...... چوہان نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے صدیقی کو اشارہ کیا تو صدیقی بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر باہر آ گئے۔ کمرے سے باہر آتے ہی صدیقی نے دروازہ بند کر دیا۔

"یہ تو بے حد مطمئن دکھائی دے رہا ہے جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔ کہیں واقعی تمہیں اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی تو نہیں ہو گئی ہے"...... باہر آتے ہی صدیقی نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسی غلط فہمی۔ میں نے اسی کار سے ہاتھ نکلتے اور کار میں بم پھینکتے دیکھا تھا اور پھر میں فوراً اس کار کے پیچھے لگ گیا تھا۔ میں نے اس کی اور اس کی کار کی تلاشی لی تھی لیکن اس سے اور اس کی

کار سے کچھ نہ ملا تھا۔ اس کے باوجود مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہی وہ آدمی تھا جس نے سیاہ کار پر حملہ کیا تھا۔ اس حملے میں نجانے ان لوگوں کا کیا ہوا ہو گا جو کار میں موجود تھے اور جن سے کار کو اچھل کر ٹکراتے دیکھا تھا ان کیا ہوا ہو گا“...... چوہان نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہیں اتنا یقین ہے کہ یہ وہی آدمی ہے تو پھر یہ اس قدر مطمئن کیوں ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ یا تو یہ کمال کا اداکار ہے یا پھر“...... چوہان کہتے کہتے رک گیا۔

”یا پھر کیا“...... صدیقی نے پوچھا۔

”یا پھر اسے اپنے باپ پر بہت زیادہ بھروسہ ہے کہ وہ اسے ہر مسئلہ سے آسانی سے آزاد کرا سکتا ہے“...... چوہان نے کہا۔

”ہاں۔ اس کی سوچ یقیناً یہی ہو گی لیکن میں نے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اگر وہ اداکاری بھی کر رہا ہوتا تو میری نظروں سے نہ چھپ سکتا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر مجھے ایسے کوئی تاثرات دکھائی نہیں دیئے ہیں جن سے پتہ چل سکتا ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”یہی بات میں نے بھی محسوس کی ہے۔ وہ بڑی ڈھٹائی سے کام لے رہا ہے“...... چوہان نے کہا۔

”تم کار سے کیمرے کا میموری کارڈ لے آؤ پھر اس کا جھوٹ

پکڑا جائے گا۔ اس میں موجود فوٹیج اس کے جھوٹ کا پردہ فاش کر دے گی“...... صدیقی نے کہا۔

”میرے کیمرے میں اس کی کوئی فوٹیج نہیں ہے“...... چوہان نے منہ بنا کر کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تم جب اس کا پیچھا کر رہے تھے تو تمہاری کار کا سپائی کیمرہ آن تھا اور اب......“ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اسے ڈرانے کے لئے یہ بات کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ کیمرے کا سن کر وہ چونک پڑے گا لیکن وہ ایک لمحے کے لئے ہی خاموش ہوا تھا مگر اس کے چہرے پر کوئی پریشانی ظاہر نہیں ہوئی تھی“...... چوہان نے کہا۔

”تو تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ حملہ اسی نے کیا تھا“...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ فی الحال واقعی میرے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن میں اپنی آنکھوں کا دیکھا کیسے جھٹلا سکتا ہوں“۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جو بھی ہے۔ اس آدمی کا تعلق ایک نامور آدمی سے ہے۔ اسے نقصان پہنچانا مناسب نہیں ہو گا“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو“...... چوہان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کریں۔ سچ تو اس نے بولنا نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"فی الحال اسے چھوڑ دیتے ہیں لیکن اس کی نگرانی جاری رکھیں گے اس بار ہم نارمل طریقے سے کام کریں گے"...... چوہان نے سوچتے ہوئے کہا۔

"نارمل طریقے سے۔ کیا مطلب"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"عام سراغ رسانوں کی طرح۔ ہم اس کی بھرپور نگرانی کریں گے اور اس کی ہر حرکت پر نظر کریں گے تاکہ اس کے خلاف ایسا ثبوت حاصل کیا جائے جو اس کے گلے کا پھندہ ثابت ہو"۔ چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہی صورت باقی رہ گئی ہے۔ لیکن اسے چھوڑیں گے کیا کہہ کر"...... صدیقی نے پوچھا۔

"آسان ہے۔ اسے ہاف آف کر کے بیچ راستے میں کہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ میں اسے جن راستوں سے لایا ہوں مجھے یقین ہے کہ اسے ہیڈ کوارٹر کے راستوں کا علم نہ ہوا ہو گا اور اس کے سامنے ہم دونوں ہی میک اپ میں ہیں۔ ہمیں اگر یہ ساری زندگی بھی ڈھونڈتا رہے گا تب بھی تلاش نہ کر پائے گا"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بھی مسکرا دیا۔

"اگر اسے بے ہوش ہی کرنا ہے تو اس کے سیل فون اور اس کی ریسٹ واچ میں ہم ڈبل پن لگا دیتے ہیں تاکہ اس کا سائنسی

طریقے سے اس کی نگرانی کی جائے۔ اس طرح اس کا کال ریکارڈ بھی چیک کیا جا سکتا ہے اور اس پر لائیو نظر بھی رکھی جا سکتی ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ریسٹ واچ اور سیل فون میں ڈبل پن لگانے سے بہتر ہے کہ ہم اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس چھپا دیں۔ پھر وہ کہیں بھی جائے کسی سے بھی بات کرے اس کے بارے میں ہمیں پوری معلومات ملتی رہیں گی۔ اس کا زخم ہم ریڈ ریز سے مٹا سکتے ہیں۔ اسے اس بات کا علم ہی نہیں ہو گا کہ ہم نے اس کے جسم پر زخم لگا کر اس کے جسم کے اندر ڈیوائس چھپائی ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ زیادہ مناسب ہے لیکن اس کے لئے ہمیں اسے چوبیس گھنٹوں تک اپنے پاس ہی رکھنا ہو گا۔ چوبیس گھنٹوں کے بعد ہی اس کا زخم پوری طرح سے مندمل ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"تو اس میں کیا مسئلہ ہے۔ چوبیس گھنٹوں تک یہ کہاں ہے کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں ہو گا۔ اس کا باپ زیادہ سے زیادہ پولیس کو ہی ہر طرف دوڑاتا پھرے گا اور کیا کر سکتا ہے وہ"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تب اسے بے ہوش کرو۔ میں اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس لگانے کے انتظامات کرتا ہوں"...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں الگ الگ سمتوں میں چلے گئے۔ چوہان کچن میں گیا تھا۔ اس نے کچن میں جا کر

ریفریجریٹر سے پانی کی ایک بوتل نکالی اور پھر وہ کچن سے باہر نکل کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے کمرے کی الماری کھولی اور اس کے ایک خانے سے ایک چھوٹی سی ٹیبلٹ نکال لی۔ اس نے پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولا اور وہ گولی اس میں ڈال دی۔ اس نے ڈھکن بند کیا اور بوتل کو ہلانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں گولی پانی میں گھل گئی۔ اس گولی سے پانی کے رنگ میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی کیونکہ گولی کا نہ کوئی ذائقہ تھا اور نہ رنگ۔ چوہان بوتل لئے تیز تیز چلتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں آصف مقبول موجود تھا۔ وہ کمرے میں نہایت بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ چوہان کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا کر رہے ہو تم۔ کہاں ہے وہ ثبوت"...... آصف نے تیز اور ناگوار لہجے میں کہا۔

"میرا ساتھی اسے کیمرے کی میموری سے نکال رہا ہے۔ تم بس دس منٹ اور انتظار کرو"...... چوہان نے کہا اور پانی کی بوتل اس کی جانب اچھال دی۔ آصف مقبول نے ہوا میں ہی پانی کی بوتل دبوچ لی۔ اسے بوتل دبوچتے دیکھ کر چوہان تیزی سے مڑا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ کنٹرول روم میں پہنچ گیا جہاں صدیقی پہلے سے ہی موجود تھا۔ سامنے دیوار پر ایک اسکرین روشن تھی جس پر اسی کمرے کا منظر دکھائی دے رہا تھا جس میں آصف مقبول موجود تھا۔ پانی کی بوتل بدستور اس کے

ہاتھ میں تھی اور وہ خاصا بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں جدید ماڈل کا سیل فون تھا جس کی طرف وہ بار بار دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا۔ یہ اس قدر بے چین کیوں ہو رہا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"یہ اپنے سیل فون سے کال کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن میں نے جیمر سسٹم آن کر رکھا ہے اس لئے یہ نہ تو کال کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کال اسے موصول ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ ڈسٹرب اور پریشان ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا کیا کہ تم نے جیمر آن کر دیا ہے ورنہ متعلقہ پولیس اس کے سیل فون سے اس کی لوکیشن ٹریس کر کے یہاں پہنچ سکتی تھی"۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کے سیل فون کو ہیک کر کے وہ ساری معلومات بھی ضائع کر دی ہیں کہ یہ کن کن راستوں سے یہاں پہنچا تھا۔ اس کی لاسٹ لوکیشن وہی باقی ہے جہاں سے تم نے اسے پکڑا تھا"...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اسکرین پر آصف مقبول پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ کبھی وہ جا کر کرسی پر بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھ کر بے چینی کے عالم میں ٹہلنے لگا اور کبھی دروازے کے پاس آ کر دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارتا ہوا آوازیں دینا شروع ہو جاتا۔ چونکہ اسکرین

پر ساؤنڈ سسٹم آن نہ تھا اس لئے انہیں یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس کا نام لے کر آوازیں دے رہا ہے۔

"اب یہ پانی کیوں نہیں پی رہا ہے"...... چوہان نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا ملایا ہے تم نے پانی میں"...... صدیقی نے پوچھا۔

"بی سکس ٹیبلٹ"...... چوہان نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ اس ٹیبلٹ سے یہ طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر ہم اس کا چھوٹا سا آپریشن کریں گے اور اس کے جسم کے اندر زیرو ڈیوائس چھپا دیں گے۔ اس کے بعد اس کا زخم مندمل کر دیں گے اور چوبیس گھنٹے بعد اسے ہوش میں آنے سے پہلے باہر لے جا کر کسی مقام پر چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد یہ آزاد ہونے کے باوجود ہر وقت ہماری نگاہوں کے سامنے رہے گا۔ اس معاملے میں اگر اس کا ہاتھ ہے تو پھر اس کا سارا کچا چٹھا ہمارے سامنے آ جائے گا"...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آصف مقبول کچھ دیر بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا پھر وہ جیسے تنگ آ کر ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹہلنے کے دوران پانی کی بوتل دوسری کرسی پر رکھ دی تھی۔ اس بار کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے پانی کی بوتل کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر پانی کی بوتل اٹھا لی اور اس کا ڈھکن کھولنے

لگا۔ صدیقی اور چوہان دلچسپی سے آصف مقبول کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے بوتل کا ڈھکن اتار کر ایک طرف پھینکا اور پھر اس نے بوتل کو منہ سے لگا لیا اور یوں پانی پینا شروع ہو گیا جیسے وہ صدیوں کا پیاسا ہو۔ اس نے اس وقت تک پانی کی بوتل منہ سے نہ ہٹائی جب تک پانی کا ایک ایک قطرہ اس کے حلق میں نہ اتر گیا۔

"ہو گیا کام"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو۔ تم نے انسپکٹر صاحب پر گن کیوں تان لی ہے۔ یہ قانون کے محافظ ہیں"...... آفاق زبیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انسپکٹر شیراز کے چہرے پر بھی حیرت اور غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے جولیا کا یہ اقدام اسے پسند نہ آیا ہو۔

"آپ اسے کیا کہیں گے آفاق زبیری صاحب کہ جب قانون کے محافظ ہی قانون توڑنے لگ جائیں تو"...... جولیا نے طنزیہ کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا اس نے قانون توڑا ہے"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں یہی بات ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس۔ کہیں آپ نیند میں تو نہیں ہیں"...... انسپکٹر شیراز نے منہ بنایا۔

"نہیں۔ میں نیند میں صرف سوتے وقت ہی ہوتی ہوں۔ اس

وقت میں جاگ رہی ہوں اور جاگتے میں سونا میری عادت نہیں ہے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو پھر بتائیں کہ میں نے کون سا قانون توڑا ہے جو آپ نے اس طرح مجھ پر گن تان لی ہے"...... انسپکٹر شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ہینڈ بیگ اپنے ساتھ نہ لے جا کر آپ نے قانون توڑا ہے بلکہ دو بار جان بوجھ کر اس ہینڈ بیگ کو آپ نے یہاں چھوڑ کر بھی قانون شکنی کی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ میں بتا چکا ہوں۔ میں بیگ بھول گیا تھا"...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

"اتنی سی دیر میں آپ دوبارہ کیسے بیگ بھول سکتے ہیں۔ پہلے آپ صحن میں یہ بیگ بھولے جا رہے تھے۔ میرے ٹوکنے پر آپ نے اس کو اٹھا لیا۔ پھر دروازے سے نکلتے ہی آپ نے اس کو فرش پر رکھ دیا۔ وجہ آپ نے یہ بتائی کہ آپ اس کو رکھ کر اپنی پتلون کی بیلٹ کسنے لگے تھے کہ چلتے وقت پھر بھول گئے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ بوڑھا ہو گیا ہوں اور اس بڑھاپے میں اکثر یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس میں انوکھی بات کون سی ہے"...... انسپکٹر شیراز نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں آپ کی بات مان لیتی ہوں کہ آپ واقعی اپنا ہینڈ بیگ بھول کر یہاں چھوڑ کر جا رہے تھے لیکن ہم آپ کی بات

پر تب یقین کریں گے جب آپ ہمیں یہ بیگ خود کھول کر دکھائیں گے''...... جولیا نے کہا تو انسپکٹر شیراز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا آپ مجھ پر شک کر رہی ہیں''......انسپکٹر شیراز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارا اور آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہی ایسا ہے انسپکٹر شیراز صاحب کہ ہم جس پر چاہیں شک کر سکتے ہیں اور اسی شک کی بنیاد پر ہم اور آپ بڑے بڑے کیس حل کرتے ہیں''...... اس بار صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تو کیا آپ کے خیال میں اس کے ہینڈ بیگ میں کوئی ایسی ویسی چیز ہے''......تنویر نے کہا۔

''ایسی ویسی چیز سے آپ کی کیا مراد ہے''...... انسپکٹر شیراز نے بھنا کر کہا۔

''بس آپ بیگ کھول کر دکھا دیں''...... جولیا نے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... اس نے کہا اور ہاتھ جیب کی طرف لے گیا۔

''خبردار۔ آپ جیب میں ہاتھ نہ ڈالیں بیگ کھول کر دکھائیں''...... جولیا نے کہا۔

''چابی تو جیب سے نکالنا ہو گی۔ میرے ہینڈ بیگ پر لاک لگا ہوا ہے''...... انسپکٹر شیراز نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ۔ اچھا۔ چابی ہم خود نکال کر دیں گے آپ کو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حد ہو گئی۔ آپ تو حد سے زیادہ وہمی ہیں''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں''......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ جیب میں واقعی چابیوں کا چھلا موجود تھا۔ تنویر نے چھلا اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس میں سیٹی بھی تھی۔ چھلا ہاتھ میں لیتے ہی اس نے سیٹی منہ سے لگائی اور اس کو بجا دیا۔

''یہ کیا''......تنویر نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ جب بیگ کھولوں گا۔ اس وقت میرے ماتحت بھی یہاں ہونے چاہئیں تاکہ وہ میری گواہی دے سکیں''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''اوہ اچھا''......تنویر نے کہا۔ اسی وقت اس کے ماتحت دوڑتے ہوئے اندر آ گئے۔

''کیا معاملہ ہے سر''......اس کے ایک ماتحت نے پوچھا۔

''تم دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے مجھ پر گن تان رکھی ہے۔ قانون کے ایک محافظ پر''......انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''کیوں جناب۔ یہ کیا حرکت''...... ایک ماتحت نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"اپنے آفیسر سے کہیں۔ اپنا بیگ کھول کر دکھائیں۔ یہ پہلے پولیس آفیسر ہیں جو ڈیوٹی کے دوران بیگ اٹھائے پھر رہے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"میں اس میں اپنی ذاتی ضرورت کی چیزیں اور دوائیں رکھتا ہوں"...... انسپکٹر شیراز نے جھلا کر کہا۔

"تو ان ذاتی ضرورت کی چیزوں اور ادویات کو دکھا دینے میں کیا حرج ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ پہلے مشین پسٹل جیب میں رکھیں"...... انسپکٹر شیراز نے تلملا کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ لیں"...... جولیا نے کہا اور مشین پسٹل جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

"ان تینوں کو گرفتار کر لو۔ انہوں نے قانون کے محافظ پر مشین پسٹل تانا ہے اور میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں"...... جولیا کے مشین پسٹل رکھتے ہی انسپکٹر شیراز نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔

"اوکے سر"...... اس کے ماتحتوں نے کہا۔

"لیکن بیگ کی تلاشی دینے کے بعد"...... صفدر نے غرا کر کہا۔ ساتھ ہی ان تینوں کے ہاتھوں میں دوبارہ مشین پسٹل نظر آئے یہ دیکھ کر پولیس والے دھک سے رہ گئے۔ اس قدر پھرتی کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ انسپکٹر شیراز بھی سکتے میں آ گیا۔

"آپ اپنے آفیسر کا بیگ کھولیں ورنہ میں فائر کرنے لگا

ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ رکو۔ رکو۔ ایک منٹ"...... ایک سپاہی نے کانپ کر کہا۔ پھر اس نے بیگ کھول ڈالا۔ دوسرے لمحے وہ سب بری طرح اچھلے کیونکہ بیگ میں ایک میگا پاور بم موجود تھا۔

"بب۔ بب۔ بم۔ یہ کیا۔ یہ تو بم ہے۔ میگا پاور بم"...... کرنل آفاق زبیری نے بم دیکھ کر لرزیدہ لہجے میں کہا۔

"اسی لئے یہ صاحب بیگ کو یہاں چھوڑے جا رہے تھے۔ جب یہ آئے تھے تو میں ان کی بغل میں بیگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی تھی پھر جب یہ بیگ کو چھوڑ کر جانے لگے تو مجھے اور بھی حیرت ہوئی۔ میں نے انہیں ٹوکا تو انہوں نے مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ جب کہ بات خوش ہونے والی تھی کہ میں نے انہیں ان کا بیگ یاد دلایا تھا۔ خیر بیگ تو انہوں نے اٹھا لیا۔ لیکن میرا ان پر شک اور زیادہ گہرا ہو گیا۔ لہٰذا میں ان کے پیچھے چلی گئی۔ دیکھا تو یہ پھر بغیر بیگ کے جا رہے تھے۔ اب تو میرا ماتھا ٹھنکا اس بار میں نے انہیں ٹوکا تو یہ اور بھی تلملائے لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا۔ جبکہ میں نے بھانپ لیا۔ اسی لئے میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ یہ بیگ کھول کر دکھائیں۔ پہلے ہم اس بم کو چیک کر لیں پھر انسپکٹر شیراز صاحب سے دو دو باتیں کریں گے"...... جولیا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہو گیا۔ اللہ کا شکر ہے۔ آپ لوگ یہاں موجود تھے

ورنہ ہم تو آج گئے تھے کام سے‘‘...... کرنل آفاق زبیری نے جلدی جلدی کہا۔

’’جی نہیں ہم یہاں نہ ہوتے تب بھی آپ کا بال بیکا نہ ہوتا اس بم سے آپ کی موت نہیں لکھی تھی‘‘...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔صفدر نے بم اٹھا کر چیک کر کے واپس بیگ میں رکھ دیا۔انسپکٹر شیراز اور اس کے ساتھی بت بنے کھڑے تھے۔تنویر اور جولیا کے مشین پسٹل برابر ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

’’لیکن جناب۔ اس میں ہمارا کیا قصور۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہمارے آفیسر کا کیا پروگرام تھا۔ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ گرفتار کریں انہیں۔ ہمارا کیا جرم ہے‘‘...... ایک سپاہی نے منہ بنا کر کہا۔

’’اگر آپ کا اس معاملے سے کوئی تعلق ثابت نہ ہوا تو آپ کو جانے کی اجازت دے دی جائے گی لیکن فی الحال تو آپ کو رکنا ہوگا‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’جیسے آپ کی مرضی‘‘...... سپاہی نے کہا۔اب وہ انسپکٹر شیراز کی طرف مڑے۔

’’آپ اب کیا کہتے ہیں‘‘...... جولیا نے پوچھا۔

’’مجھے نہیں معلوم۔ یہ بم میرے بیگ میں کس نے رکھا ہے‘‘......انسپکٹر شیراز نے ڈھٹائی سے کہا۔

’’تو اس پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھا لئے جائیں گے۔ اس

وقت آپ کا کیا جواب ہوگا‘‘......صفدر نے کہا۔

’’میری انگلیوں کے نشانات بھلا اس پر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس پر تو آپ کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے۔کیونکہ آپ نے بم ابھی ہاتھوں میں لیا تھا‘‘...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

’’ہم اتنے بے وقوف نہیں۔ جتنے کہ آپ خیال کر بیٹھے ہیں‘‘......صفدر نے کہا۔

’’میں سمجھا نہیں‘‘......انسپکٹر شیراز کے لہجے میں حیرت تھی۔

’’مطلب یہ کہ میں نے اسے اس طرح پکڑا تھا کہ اس پر موجود انگلیوں کے نشانات ضائع نہیں ہوئے‘‘......صفدر نے کہا۔

’’اوہ‘‘...... انسپکٹر شیراز نے دانتوں سے ہونٹ چبا کر کہا۔ پہلی مرتبہ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نظر آئے۔ صفدر نے تنویر کو اشارہ کیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور غیر محسوس انداز میں انسپکٹر شیراز کی طرف بڑھا۔

’’آپ سب باہر چلے جائیں۔ ہمیں علیحدگی میں انسپکٹر صاحب سے چند باتیں کرنی ہیں‘‘...... جولیا نے صفدر کو تنویر کو اشارہ کرتے دیکھ کر سپاہیوں سے کہا تو سپاہیوں نے انسپکٹر شیراز کی طرف دیکھا۔

’’ٹھیک ہے۔ جاؤ تم۔ میں ابھی آتا ہوں‘‘...... انسپکٹر شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سپاہیوں نے اثبات میں سر ہلائے اور مڑ کر تیز تیز چلتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

’’ہاں۔ انسپکٹر صاحب۔ اب آپ کیا کہیں گے‘‘...... جولیا نے

انسپکٹر شیراز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا وہی جواب ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ہینڈ بیگ میں یہ بم کہاں سے آیا ہے''...... انسپکٹر شیراز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تنویر انسپکٹر شیراز کے عین پیچھے آیا اور اسی لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے انسپکٹر شیراز کے سر پر پڑا۔ انسپکٹر شیراز اس ناگہانی آفت کے لئے تیار نہ تھا۔ اس کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔ وہ لہرایا۔ اسی لمحے تنویر نے ایک بار پھر اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مارا تو انسپکٹر شیراز اچھل کر زمین پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس کے گرتے ہی صفدر تیزی سے آگے بڑھا اس نے انسپکٹر شیراز کا ہینڈ بیگ لیا اور اس میں سے بم نکال لیا۔ بم پر ٹائمر لگا ہوا تھا جو ایک گھنٹے کا تھا اور اس ایک گھنٹے میں سے بیس منٹ گزر چکے تھے۔ چالیس منٹ باقی تھے۔ صفدر نے فوراً بم ڈی فیوز کر دیا۔

''کیا یہ مجرموں کے ساتھ ملا ہوا ہے''...... آفاق زبیری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کے چہرے پر میک اپ ہے۔ شاید اس نے اصل انسپکٹر کو ہٹا کر اس کی جگہ لی ہے''...... صفدر نے کہا تو آفاق زبیری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تب تو اس کے ساتھی بھی اصل نہ ہوں گے۔ ان کا کیا کرنا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کے ساتھ پندرہ ساتھی تھے۔ وہ سب کے سب باہر ہیں۔ آفاق زبیری صاحب آپ اپنے مسلح افراد کو باہر نکالیں اور ان سے کہیں کہ وہ اس کے سارے ساتھیوں کو گھیر لیں۔ ان سب سے اسلحہ لے کر انہیں باندھ دیں۔ ہم اس نقلی پولیس والے سے پوچھ گچھ کرتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ آنے والے پولیس والے ہوئے تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے اور اگر یہ اسی کے ساتھی ہوئے تو پھر ہم انہیں یہاں سے زندہ واپس نہیں جانے دیں گے''...... جولیا نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''تنویر اسے اٹھاؤ اور کسی الگ کمرے میں لے جا کر کرسی پر جکڑ دو۔ میں اس سے خود پوچھ گچھ کروں گی''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور بے ہوش انسپکٹر شیراز کو اٹھا کر اندرونی عمارت کی طرف لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد آفاق زبیری واپس آ گئے۔

''میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس کے سارے ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے۔ ان سب سے اسلحہ لے کر انہیں عمارت کے عقب میں موجود ایک الگ کمرے میں بند کر دیا گیا ہے جو سرونٹ کوارٹر کے طور پر استعمال ہوتا ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''آئیں۔ اب اس نقلی پولیس والے سے آپ کے سامنے دو دو

باتیں ہو جائیں“...... جولیا نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہو رہے تھے جس کے دروازے پر تنویر کھڑا تھا۔ انہیں دیکھ کر تنویر دروازے سے ہٹ گیا۔ سامنے ایک کرسی پر انسپکٹر رسی سے بندھا ہوا تھا۔

”اس کمرے میں مجھے رسی کا بنڈل پڑا ہوا مل گیا تھا۔ میں نے اسی سے اسے باندھ دیا ہے“...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہوش میں لاؤ اسے“...... جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر انسپکٹر شیراز کی طرف بڑھا اور اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دو تین تھپڑ پڑتے ہی انسپکٹر شیراز کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے مجھے اس طرح سے کیوں باندھا ہے۔ تم جانتے نہیں میں کون ہوں۔ کہاں ہیں میرے ساتھی“...... اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھیوں کو ان کے انجام تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اب تمہاری باری ہے۔ میں چاہتی تو تمہیں اسی بے ہوشی کی حالت میں ہی گولی مار کر تمہاری لاش گٹر میں پھنکوا چکی ہوتی لیکن میں تمہیں زندہ رہنے کا ایک موقع دینا چاہتی ہوں اسی لئے تم اب تک زندہ

ہو“...... جولیا نے اس کے سامنے آ کر غراتے ہوئے کہا۔

”یہ تم اچھا نہیں کر رہی ہو لڑکی۔ اگر تمہارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے تو میں بھی پولیس انسپکٹر ہوں۔ تم لوگوں نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کر کے قانون اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ تم لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتے“...... انسپکٹر شیراز نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”تم شاید اس بنا پر یہ سب کہہ رہے ہو کہ تم اب تک یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم تمہارے میک اپ کی وجہ سے تمہیں پہچان نہیں سکے گے۔ تمہاری اطلاع کے لئے بتا دیتا ہوں کہ ہم نے تمہارا میک اپ چیک کر لیا تھا۔ تمہیں ہم نے اسی مقصد کے لئے بے ہوش کیا تھا تاکہ تمہارا میک اپ صاف کیا جا سکے۔ تم اس وقت ہمارے سامنے اپنے اصل چہرے میں ہو۔ یہاں کوئی آئینہ نہیں ہے ورنہ تم خود بھی اپنا اصل چہرہ دیکھ کر چونک پڑتے“...... صفدر نے اندھیرے میں تیر چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا اور انسپکٹر شیراز کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

”اب تمہارے پاس کیا جواب ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”ن۔ نہیں“...... وہ ہکلایا۔

”تب پھر بتاؤ۔ چکر کیا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے کچھ نہیں معلوم“...... انسپکٹر شیراز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ ایسے زبان نہیں کھولے گا۔ تنویر۔ اس کی زبان کھلواؤ"۔
جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب
سے ایک خنجر نکال کر اس کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ
کر انسپکٹر شیراز کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔
تنویر نے آگے بڑھتے ہی خنجر چلایا تو انسپکٹر شیراز کے حلق سے تیز
اور انتہائی دردناک چیخ نکل گئی۔ اس کی ناک آدھی سے زیادہ کٹ
کر دور جا گری۔ تنویر کو اس طرح سفاکی سے انسپکٹر شیراز کی ناک
کاٹتے دیکھ کر آفاق زبیری کانپ کر رہ گئے۔

"بولو۔ جلدی بولو۔ تم کس کے لئے کام کر رہے ہو اور آفاق
زبیری کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ بولو"...... تنویر نے غراتے
ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا
اور انسپکٹر شیراز کا ایک گال کٹتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی
چیخ بے حد تیز تھی۔ کرسی پر بندھا ہونے کے باوجود وہ زخمی پرندے
کی طرح پھڑک رہا تھا۔

"رر۔ ررکو۔ رکو پلیز۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں"...... اس
نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ تنویر۔ اب شاید اسے سمجھ آ گئی ہے کہ ہمارے
سامنے زبان نہ کھولنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا تو
تنویر کا ہاتھ رک گیا۔ وہ پیچھے ہٹا تو جولیا انسپکٹر شیراز کے سامنے آ
گئی۔ انسپکٹر شیراز کا لباس خون سے بھر رہا تھا۔ اس کا جسم بری

طرح سے کانپ رہا تھا۔ وہ شاید تھرڈ کلاس غنڈہ تھا جو صرف
دوسروں پر تشدد کرنا جانتا تھا لیکن جب خود پر تشدد ہوا تو وہ
برداشت نہ کر پایا تھا۔

"اب اگر تم خاموش رہے یا تم نے جھوٹ بولا تو میرے ساتھی
کا ہاتھ اس وقت تک نہ رکے گا جب تک وہ تمہارا ریشہ ریشہ الگ
نہ کر دے۔ اس لئے جو سچ ہے بتاؤ۔ جلدی"...... جولیا نے اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ میں سب کچھ بتاتا ہوں۔ مائی گاڈ۔
تم لوگ انسان نہیں۔ سفاک درندے ہو۔ بے حد سفاک اور بے
رحم درندے"...... انسپکٹر شیراز نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

"مجرموں اور دشمنوں کے لئے ہم ایسے ہی بن جاتے ہیں۔ اس
لئے ہم سے کسی رعایت کی امید نہ رکھنا۔ چلو اب شروع ہو
جاؤ"...... جولیا نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق فلیگ گینگ سے ہے جو یہاں کا ایک چھوٹا مگر خاصا
طاقتور گینگ ہے۔ مجھے چند روز قبل ایک فون موصول ہوا تھا۔ اس
فون کرنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اس کی مدد کروں گا
تو وہ مجھے لاکھوں روپے دے سکتا ہے۔ اس نے نجانے کہاں سے
اور کیسے میرے بنک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر معلوم کر لیا تھا اور اس
میں دس لاکھ روپے جمع بھی کرا دیئے تھے۔

جب اس نے بتایا کہ اس نے میرے اکاؤنٹ میں دس لاکھ

روپے جمع کرائے ہیں تو مجھے اس کی بات کا یقین نہ آیا۔ اس نے مجھے ایک گھنٹے کا وقت دیا کہ میں بنک سے تصدیق کر لوں پھر وہ خود ہی مجھے دوبارہ کال کرے گا۔ میں نے فون بند ہوتے ہی بنک منیجر کو کال کیا اور اپنا اکاؤنٹ چیک کرایا تو یہ سن کر میں واقعی حیران رہ گیا کہ میرے اکاؤنٹ میں دس لاکھ روپے جمع ہو گئے ہیں اور یہ رقم بیرون ملک سے بھیجی گئی تھی۔ ایک گھنٹے بعد مجھے اس آدمی کا دوبارہ فون موصول ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس نے دس لاکھ کیوں بھیجے ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کا تعلق ایک طاقتور تنظیم سے ہے۔ اگر میں اس کی تنظیم کی مدد کروں گا تو میرا اکاؤنٹ میں اسی طرح ہر ماہ بھاری رقم جمع ہوتی رہے گی اور اگر میں اس تنظیم کا کام کرنے سے انکار کر دوں گا تو وہ مجھے اور میری ساری فیملی کو ہلاک کرا سکتا ہے۔

اس نے مجھے میرے فیملی ممبرز کی تعداد ان کے نام اور میری رہائش گاہ کا پورا پتہ تک بتایا تھا جسے سن کر میں ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اس علاقے کے پولیس انچارج کی جگہ لینی ہے اور مجھے اس پولیس اسٹیشن کا چارج سنبھالنا ہے۔ میرا تعلق چونکہ پیشہ ور گینگ سے تھا اور جس پولیس اسٹیشن کے انچارج کی مجھے جگہ لینے کے لئے کہا جا رہا تھا۔ اس پولیس اسٹیشن کا انچارج میرا دوست تھا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ اس کا قد کاٹھ میرے جیسا ہی تھا۔ بس چہرے پر ایک ماسک لگا کر میں

اس جیسی شکل بنا سکتا تھا۔ مجھے دس لاکھ روپے مل چکے تھے اور یہ کام میرے لئے مشکل نہ تھا۔ اس لئے میں نے اس تنظیم کے لئے کام کرنے کی حامی بھر لی۔ میں نے پولیس انسپکٹر شیراز کو ایک خفیہ ٹھکانے پر بلایا اور اسے چائے میں زہر دے کر ہلاک کر دیا اور پھر میں نے اس کا میک اپ کیا۔ اس کی وردی لی اور انسپکٹر شیراز بن کر پولیس اسٹیشن پہنچ گیا۔ میں چونکہ انسپکٹر شیراز سے ملنے پولیس اسٹیشن آتا جاتا تھا اس لئے مجھے اس کے کام کرنے کا انداز معلوم تھا۔

اس کی جگہ سنبھالنے میں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ پولیس اسٹیشن کا چارج سنبھالنے کے دو روز بعد مجھے پھر اس نامعلوم آدمی کی کال موصول ہوئی۔ اس نے مجھے آفاق زبیری اور اس کی اس رہائش گاہ کے بارے میں بتایا۔ اس نے کہا کہ اس کا ایک گروپ یہاں کارروائی کرنا چاہتا ہے۔ یہاں فائرنگ ہو دھماکے ہو یا ایٹم بم گرایا جائے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں کسی بھی صورت میں نہیں آؤں گا اور نہ ہی آفاق زبیری کی کسی قسم کی کوئی مدد کروں گا۔ میں نے حامی بھر لی پھر آج یہاں دھماکوں اور فائرنگ سے علاقہ گونج اٹھا تو مجھے پھر سے اس نامعلوم آدمی کی کال موصول ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں چونکہ پولیس اسٹیشن کا انچارج ہوں اس لئے میں فوری طور پر اپنے ساتھ چند سپاہیوں کو لے کر یہاں پہنچ جاؤں۔ وہ اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا دے گا۔ آفاق زبیری

یہی سمجھے گا کہ پولیس موبائل آتے ہی دشمن بھاگ گئے ہیں۔ اس طرح میرا آفاق زبیری تک پہنچنا اور اس کی رہائش گاہ میں داخل ہونا آسان ہو جائے گا۔ اس آدمی نے کہا کہ میں رہائش گاہ کے اندر جاؤں اور وہاں بم رکھ آؤ۔ میں یہ سن کر کانپ گیا۔ اس نے کہا کہ اس کام کے لئے مجھے ایک کروڑ ملیں گے تو میں یہ کام کرنے پر بھی آمادہ ہو گیا تھا''...... انسپکٹر شیراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس نامعلوم آدمی نے بم کس طرح تم تک پہنچایا''...... صفدر نے نفرت زدہ انداز میں پوچھا۔

''ایک لڑکا پیکٹ دے گیا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''لیکن رقم پہلے لئے بغیر ایسا کام کوئی بھی نہیں کرتا۔ لہٰذا تمہاری ساری کہانی جھوٹی ہے''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ بم کے ساتھ میرے اکاؤنٹ میں رقم بھیج دی گئی تھی جس کی میں نے منیجر سے تصدیق کرا لی تھی پھر ہی میں بم لے کر اپنے عملے کے ساتھ یہاں آیا تھا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ہماری فون پر بنک منیجر سے بات کرا کر اپنے اکاؤنٹ کی تصدیق کراؤ اور یہ بھی کہ واقعی تمہارے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپے ٹرانسفر کئے گئے ہیں۔ تب ہی ہم تمہارے بیان پر یقین کریں گے ورنہ نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی کال کر کے تصدیق کرا دیتا ہوں۔ پھر تو تم مجھے چھوڑ دو گے نا''...... انسپکٹر شیراز نے فوراً کہا۔

''کیا تمہیں اس آدمی نے اپنا نام نہیں بتایا تھا''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ کال کر کے یہی کہتا تھا کہ وہ کاشارا بول رہا ہے۔ اب کاشارا اس کا اصل نام ہے یا نہیں۔ یہ میں نہیں جانتا''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''کس نمبر سے کال کرتا ہے وہ''...... جولیا نے کہا۔

''وہ ہمیشہ نیٹ سسٹم سے بات کرتا ہے۔ میرے سیل فون پر اس کا نمبر نہیں آتا۔ اَن نان کوڈ ہوتا ہے اور بس''...... انسپکٹر شیراز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر۔ یہ تمہیں بنک منیجر سے بات کر کے تصدیق کرائے گا۔ تصدیق ہونے کے بعد اسے آزاد کر دینا''۔ جولیا نے پہلے انسپکٹر شیراز سے اور پھر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ آزاد کرنے کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے اسے دنیاوی زندگی سے آزاد کرنے کا کہا ہے۔ وہ آفاق زبیری کے ساتھ کمرے سے نکل کر باہر آ گئی۔ ان کے ساتھ تنویر بھی تھا۔

''اب آپ کیا کہتے ہیں آفاق زبیری صاحب۔ ہمیں یہاں رہنا چاہئے یا چلے جانا چاہئے''...... کمرے سے باہر آ کر جولیا نے

آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اب چاہے کچھ ہو۔ آپ یہیں رہیں گے''...... آفاق زبیری نے پرزور انداز میں کہا۔

''چلیں شکر ہے۔ آپ نے ہمیں ٹھہرانا تو منظور کیا۔ آپ واقعی دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اور وہ دشمن اس قدر باوسائل اور پاورفل ہیں کہ ادھر ہمارے یہاں آنے کا ذکر شروع ہوا ادھر انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا پھر ہم یہاں آئے تو انہوں نے یہاں حملہ کر دیا وہ یہ بھی جانتے تھے کہ فائرنگ والا حملہ ناکام ہو جائے گا لیکن وہ پہلے ہی مسلسل حملے کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ لہٰذا پولیس انسپکٹر کی جگہ انہوں نے پہلے ہی اپنے ساتھی کو ایڈجسٹ کر دیا تھا کیونکہ اس سے اچھا طریقہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ متعلقہ پولیس اسٹیشن کا پولیس انسپکٹر اس طرح کی کوئی کارروائی کرے''...... جولیا نے کہا۔

''میرے خدا۔ میں تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ آپ اس بیگ کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہو جاتے تو کیا بنتا''...... آفاق زبیری نے کانپ کر کہا۔

''اب آپ یہ سوچ کر پریشان نہ ہوں بلکہ یہ سوچ کر اللہ کا شکر ادا کریں کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ بہرحال اب کیا پروگرام

ہے''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''حملہ پھر ہو گا یہ لوگ رکنے والے نہیں۔ جب تک آپ ان کا مطالبہ پورا نہیں کر دیتے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ یہ لوگ ہیں کون اور مجھ سے چاہتے کیا ہیں۔ آپ یقین کریں کہ میں نہیں جانتا ان کا مطالبہ کیا ہے''...... آفاق زبیری نے کہا اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آفاق زبیری نے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔ پھر فوراً جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''آپ کا فون ہے''...... آفاق زبیری نے کہا تو جولیا نے رسیور لے لیا۔ دوسری طرف سے فوراً پوچھا گیا۔

''کون بول رہا ہے''...... آواز انجانی تھی۔

''روزینہ بول رہی ہوں۔ تم کون ہو''...... جولیا نے کہا۔ جولیا نے آفاق زبیری کو اپنا یہی نام بتایا تھا البتہ تنویر اور صفدر نے اپنے اصل نام بتائے تھے۔ تنویر نے آگے بڑھ کر فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''کیا تمہارا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''جی ہاں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''اور تم لوگ یہاں آفاق زبیری کی حفاظت کے لئے آئے ہوئے ہو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہاں۔ مگر تم کون ہو‘‘...... جولیا نے چونک کر کہا۔

’’تو سنو مس روزینہ۔ میں کاشارا بول رہا ہوں۔ میرا تعلق ایک انتہائی باوسائل اور پاورفل تنظیم سے ہے جس کے پنجے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میں تمہیں اپنی تنظیم کا نام تو نہیں بتاؤں گا لیکن تمہیں یہ ضرور بتادوں کہ آفاق زبیری نے اپنی زندگی خود خطرے میں ڈال لی ہے۔ موت کبھی بھی ان پر جھپٹ سکتی ہے۔ تم ان کی جتنی چاہے حفاظت کر لو۔ ان پر لاکھ پہرے بٹھا لو لیکن یہ میرے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں گے‘‘...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’تم چاہتے کیا ہو‘‘...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ صرف ہمارا ایک مطالبہ پورا کر دیں اس کے بعد ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں ہو گی‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اور وہ مطالبہ کیا ہے‘‘...... جولیا نے پوچھا۔

’’ہم نے آفاق زبیری کو بتا دیا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ ہمارا مطالبہ پورا کر دیں تو ان کی جان بچ جائے گی۔ ورنہ ان پر ہونے والے حملے اس قدر خوفناک اور مسلسل ہوں گے کہ ان کے ساتھ تم سب بھی موت کے منہ میں پہنچ جاؤ گے بلکہ ان کے ساتھ جو بھی رہائش پذیر ہے ان میں سے بھی کوئی زندہ نہیں بچ سکے گا‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت اور کرخت تھا۔

’’تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا آفاق زبیری سے کیا مطالبہ ہے‘‘۔ جولیا نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

’’آفاق زبیری سب جانتا ہے۔ تم ان سے پوچھ لو کہ ہم ان سے کیا چاہتے ہیں۔ جب تک وہ ہمارا مطالبہ پورا نہیں کریں گے ہم اس کی جان نہیں چھوڑیں گے اور موت بن کر اس پر جھپٹتے رہیں گے۔ تم بھی اس کے لئے کچھ نہیں کر سکو گے‘‘...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

’’تم کہاں سے فون کر رہے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’بچوں جیسی باتیں نہ کرو۔ جو کہا ہے اس پر عمل کرو اور آفاق زبیری کو ہمارا مطالبہ پورا کرنے کے لئے کہو‘‘...... ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

’’یہ۔ یہ شاید وہی تھا۔ میرا مطلب ہے۔ میرے دشمنوں میں سے ایک‘‘...... آفاق زبیری نے بوکھلا کر کہا۔

’’لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ کسی کو نہیں جانتے اور نہ ہی آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ آپ سے چاہتے کیا ہیں‘‘۔ جولیا نے آفاق زبیری کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

’’وہ میں۔ وہ وہ‘‘...... آفاق زبیری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’شاید آپ نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔ ہم سے جو ہو سکا آپ کے لئے کریں گے لیکن ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ

بھی کسی صورت باز نہیں آئیں گے جب تک کہ آپ ان کا مطالبہ پورا نہ کر دیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ میرے خدا۔ یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا''...... آفاق زبیری نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

''اس کا ایک ہی حل ہے پہلے آپ یہ بتائیں ان کا مطالبہ کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اب شاید وقت آ گیا ہے کہ میں آپ پر اعتماد کر کے آپ کو سب کچھ بتا دوں''...... آفاق زبیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''بہتر یہی ہے جناب۔ آپ سب کچھ بتا دیں''...... جولیا نے کہا تو آفاق زبیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے صفدر بھی کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔

''تصدیق ہو گئی ہے۔ اس کے اکاؤنٹ میں واقعی ایک کروڑ روپے ٹرانسفر ہوئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کس ملک کے بنک سے''...... جولیا نے پوچھا۔

''مینجر کا کہنا ہے کہ آن لائن رقم منتقل کی گئی ہے لیکن کس ملک سے اس کے بارے میں اس کے پاس تفصیلات موجود نہیں ہیں''۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آفاق زبیری صاحب۔ اب بتائیں اصل حقیقت کیا ہے''۔ جولیا نے آفاق زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھی بات ہے تو پھر سنیں۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ میں جانتا ہوں۔ یہ لوگ کیوں میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن یہ لوگ ہیں کون یہ میں نہیں جانتا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''چلیں خیر۔ پوری تفصیل بتائیں''......صفدر نے کہا۔

''یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں ابھی فوج میں تھا۔ ایک روز میرے چند ماتحت ایک شخص کو پکڑ کر میرے پاس لائے۔ انہوں نے اسے سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ انہوں نے بتایا وہ آدمی سرحد پار کرنے کی جان توڑ کوشش کر رہا تھا لیکن انہوں نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''وہ سرحد کون سی تھی''...... صفدر نے پوچھا۔

''کافرستان کی''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''وہ کافرستان جانا چاہتا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں ہمارے ملک کی حدود سے کافرستان کی حدود میں داخل ہونا چاہتا تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''بہت اچھا تو پھر''......صفدر نے کہا۔

''اس وقت میں صرف کیپٹن تھا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم سمجھ رہے ہیں''......صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کی تلاشی لی گئی لیکن کچھ نہ ملا۔ اس سے پوچھ گچھ کرنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن کوئی بات معلوم نہ ہو سکی۔ وہ زبان

کھولنے پر کسی طرح بھی تیار نہ ہوا۔ آخر تنگ آ کر میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ اسے گولی مار دو۔ میرا حکم سن کر وہ چلا اٹھا اور اس نے کہا کہ وہ علیحدگی میں مجھے کچھ بتانا چاہتا ہے میں نے اسے بتایا کہ میں علیحدگی مین اس کی کوئی بات نہیں سن سکتا۔ وہ جو کچھ بتانا چاہتا ہے۔ سب کے سامنے بتائے۔ ورنہ گولی اس کے لئے تیار ہے۔

آخر اس نے بتایا کہ وہ کافرستان کا جاسوس ہے اور یہاں جاسوسی کے فرائض انجام دینے کے لئے دس سال پہلے آیا تھا۔ اب اسے واپس ملک آ جانے کا حکم ملا تھا لہٰذا وہ اپنے ملک واپس جا رہا تھا کہ بدقسمتی سے پکڑا گیا۔ اس نے اپنا نام وکرم سنگھ بتایا۔ ہم نے اس سے خوب کرید کرید کر باتیں پوچھیں لیکن اس سے زیادہ اس نے کچھ نہ بتایا آخر میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ وہ اسے گولی مار دیں کیونکہ غیر قانونی طور پر سرحد عبور کرتے ہوئے ہم کسی کو دیکھ لیں تو گولی مارنے کا قانون موجود ہے۔ چنانچہ اسے گولی مار کر دفن کر دیا گیا۔ آج دس سال بعد میں اب جبکہ ریٹائر ہو چکا ہوں یہ لوگ اچانک مجھ پر حملے کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ وکرم سنگھ کے خاندان کے لوگ ہیں اور مجھ سے وہ اس کی موت کا انتقام لے کر رہیں گے''...... یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

''لیکن جناب وہ تو کہہ رہے تھے کہ آپ ان کا مطالبہ پورا کر دیں۔ آخر ان کا مطالبہ کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ان کا مطالبہ ہے کہ میں خود کو ان کے حوالے کر دوں تاکہ وہ مجھ سے وکرم سنگھ کی موت کا انتقام لے سکیں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوہ''...... ان تینوں کے منہ سے نکلا۔ عین اسی لمحے انہوں نے دھم کی آواز سنی۔ شاید چھت پر کوئی کودا تھا۔ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اس آواز کو سن کر آفاق زبیری کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

گہرے سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ویران پہاڑی علاقے کے درمیان بنی ہوئی ٹیڑھی میڑھی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس سڑک پر اس کار کے علاوہ کوئی ٹریفک دکھائی نہ دے رہی تھی۔

بھورے رنگ کی پہاڑیوں اس قدر خشک اور ویران تھی کہ وہاں گھاس پھونس تو کیا ایک تنکا بھی اگا ہوا دکھائی نہ دے رہا تھا۔ آب و گیاہ سے پاک علاقہ انتہائی پراسراریت میں ڈوبا ہوا تھا جیسے اس علاقے میں بھوتوں اور بدروحوں کا بسیرا ہو اور ان کے خوف سے انسان تو انسان چرند پرند بھی آنا پسند نہ کرتے ہوں۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس کی جسامت کے لحاظ سے خاصا چوڑا تھا۔ سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ اس نے سنہرے رنگ کے فریم اور سیاہ شیشوں والی گاگل پہنی ہوئی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک

نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ نوجوان اس آدمی کے مقابلے میں خاصا خوش شکل اور انگریزی فلموں کے ہیرو جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے بال بھی ہیرو کٹ ٹائپ کے تھے۔ اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس میں وہ بے حد سمارٹ لگ رہا تھا۔ اس کے آنکھوں پر بھی سیاہ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔ نوجوان کے ہاتھ میں جدید ماڈل کا سمارٹ فون تھا جس کی بڑی اسکرین پر اس نے لائیو گیم آن کر رکھی تھی اور وہ اس گیم میں اس قدر کھویا ہوا تھا کہ اسے اپنے ارد گرد کا بھی کوئی ہوش نہ تھا۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"یہ تم کار اتنی سست رفتار سے کیوں چلا رہے ہو جم مارک۔ اس سے زیادہ رفتار تو بیل گاڑی کی ہوتی ہے"...... نوجوان نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"اپنی گیم سے نظریں ہٹاؤ اور دیکھو اس وقت کار تین سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہے"...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

"تمہاری جگہ میں ڈرائیونگ سیٹ پر ہوتا تو کار جیٹ جہاز بنی ہوتی اور میں اسے ہوا میں اڑا کر لے جاتا"...... نوجوان نے اس سے بھی زیادہ برا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تب ہم سیدھے قبرستان پہنچتے"...... اس آدمی نے کہا جس کا نام نوجوان نے جم مارک لیا تھا۔

"تم فکر نہ کرو۔ مجھ جیسا ڈھیٹ انسان اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا ہے۔ ہاں تمہیں اپنے مرنے کا ڈر ہے تو بتا دو"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی موت سے ڈر نہیں لگتا"...... جم مارک نے جواب دیا۔

"تو رفتار بڑھاؤ"...... نوجوان نے کہا تو جم مارک نے اثبات میں سر ہلا کر کار کی رفتار اور بڑھا دی اور کار اب خطرناک سڑک پر جو جگہ جگہ سے موڑ کھا رہی تھی انتہائی تیزی سے دوڑنا شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد پہاڑی سلسلہ ختم ہوگیااور ایک میدانی علاقہ شروع ہو گیا۔

اس میدانی علاقے میں جگہ جگہ فیکٹریاں بنی ہوئی تھیں۔ جم مارک متوازی سڑک پر کار ان فیکٹریوں کی طرف دوڑاتا چلا گیا۔ کافی دیر کار دوڑانے کے بعد اس نے کار ایک فیکٹری کے گیٹ پر روکی تو پھاٹک کے سامنے کھڑا ایک مسلح دربان تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

"جم مارک اور ریڈ مارٹن۔ ایس ایس تھری۔ ایس ایس فور"۔ جم مارک نے دربان سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سپیشل کوڈ بتائیں"...... دربان نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

"ساکال"...... اس بار نوجوان نے جواب دیا جس کا نام ریڈ مارٹن تھا تو دربان تیزی سے مڑا اور گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر

گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول کر فیکٹری کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیاتو جم مارک نے کار آگے بڑھا دی۔ سامنے فیکٹری کا وسیع احاطہ تھا جہاں جگہ جگہ چمنیاں بنی نظر آ رہی تھیں اور بڑی بڑی مشینیں کام کر رہی تھیں۔ یہ فولاد کو ڈھال کر گاڑیوں کے مختلف پرزہ جات بنانے والی فیکٹری تھی۔

جم مارک مختلف راستوں پر کار دوڑتا رہا پھر اس نے فیکٹری کے آخری سرے پر کار ایک شیڈ کے نیچے لے جا کر روک دی۔ کار رکتے ہی دونوں کار سے ایک ساتھ نکل کر باہر آ گئے۔ سامنے سیڑھیاں تھیں۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے اور شیشے کے بنے ہوئے دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔ اسی لمحے دروازے کے اوپر بنے ہوئے شیڈ سے ان دونوں پر سبز رنگ کی شعاعیں سی پڑیں اور وہ سبز روشنی میں نہا گئے۔

چند لمحوں بعد روشنی ختم ہوئی اور سرر کی آواز کے ساتھ ان کے سامنے موجود گلاس ڈور کھلتا چلا گیا۔ اب سامنے ایک بند راہداری تھی۔ وہ دونوں اس راہداری میں آئے اور رکے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھے ان کے عقب میں گلاس ڈور سرر کی آواز کے ساتھ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ دروازے کی سائیڈ پر پینل کوڈ تھا۔ جم مارک نے تیزی سے چند نمبر پریس کئے پھر سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"کوڈ"...... پینل کوڈ کے سپیکر سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

"ساکال"...... جم مارک نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب روشن ہوا اور فوراً بجھ گیا اور دروازہ بغیر کسی آواز کے لفٹ کے دروازے کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتا چلا گیا۔ جم مارک اور ریڈ مارٹن دونوں اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا۔

بھاری میز کے پیچھے ایک اونچی نشست والی کرسی پر ایک بھاری اور چوڑے چہرے کا مالک لمبے قدوالا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں ان دونوں پر جم گئیں۔ آفس کا دروازہ ان کے اندر آتے ہی خودبخود بند ہو گیا۔

"بیٹھو"...... اس آدمی نے بے حد بھاری آواز میں کہا تو وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

"تم دونوں کو یہاں پہنچنے میں کوئی مسئلہ تو پیش نہیں آیا"۔ اس آدمی نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نو باس۔ ہمیں بھلا کیا مسئلہ پیش آ سکتا تھا۔ ہم بہت آسانی سے اور انجوائے کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے ہیں"...... جم مارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم دونوں میک اپ میں ہو"...... باس نے ان دونوں کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ مسکرائے اور پھر باس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ساکال کا ایسا کون سا فرد ہو گا باس جو بغیر میک اپ کے دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود ہو۔ ساکال کے بگ باس کا پہلا حکم ہی یہی ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی بغیر میک اپ کے کہیں نہ جائیں اور موقع کی مناسبت سے اپنا میک اپ اور رہائش گاہیں بدلتے رہیں"۔ ریڈ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں کو میں نے بگ باس سے کہہ کر خصوصی طور پر یہاں بلایا ہے۔ تم دونوں کا تعلق ساکال کے شارپ سیکشن سے ہے اور شارپ سیکشن میں ساکال کے چنے ہوئے افراد موجود ہیں جو ذہانت اور کارکردگی میں سرکاری ایجنٹوں سے بھی تیز اور خطرناک ثابت ہوتے ہیں"...... باس نے مسلسل ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بالکل صحیح سنا ہے باس۔ اسی لئے بگ باس شارپ سیکشن کے ممبران کو شارپ ایجنٹ ہی کہتا ہے اور شارپ ایجنٹوں کو وہاں بھیجا جاتا ہے جہاں ساکال کا کوئی اہم گروپ ناکام ہو جائے یا وہ گروپ کسی مشکل اور خطرے کا شکار ہو جائے۔ یہی شارپ ایجنٹ ناکام ہونے والے گروپس کو ختم کرنے کے لئے موت کے فرشتوں کا بھی کام کرتے ہیں"...... جم مارک نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ مجھے اس وقت شارپ ایجنٹوں کی انتہائی ضرورت آن پڑی تھی اس لئے مجھے بگ باس سے خصوصی طور پر شارپ سیکشن کے شارپ ایجنٹوں کے لئے سفارش کرنی پڑی جس کے نتیجے میں بگ باس نے تم دونوں کو بھیجا ہے''...... باس نے بھی ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بگ باس نے ہمیں آپ کی خدمت کرنے کے لئے بھیجا ہے کرنل کاشارا۔ حکم کریں ہم آپ کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ بگ باس کے حکم پر ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے اور آپ کے لئے اپنی جان تک دے سکتے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو باس کے چہرے پر یکلخت فاخرانہ چمک ابھر آئی جیسے یہ بات کہہ کر ان دونوں نے اسے خوشی سے سرشار کر دیا ہو۔

''اب سنو۔ یہاں ایک آدمی ہے جو ریٹائرڈ بیورو کریٹ ہے۔ اس کا نام آفاق زبیری ہے۔ تم دونوں کو یہاں اس لئے بلایا گیا ہے کہ تم دونوں کسی طرح سے آفاق زبیری کو اغوا کر کے میرے پاس لا سکو۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے یہ پوچھو کہ میں نے اس چھوٹے سے کام کے لئے تمہیں ہی کیوں بلوایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آفاق زبیری اس وقت میرے لئے انتہائی اہم ہے۔ میں اسے اغوا کرانے کی ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں لیکن وہ کسی طرح بھی میرے ہاتھ نہیں لگا ہے۔ اس نے اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا ہے۔ اس نے شہر سے الگ تھلگ اپنی رہائش گاہ بنائی ہوئی

ہے جسے اس نے مکمل طور جنگی قلعے میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ میں نے اسے پکڑنے کے لئے اپنے کئی گروپس کو ٹاسک دیا تھا لیکن کوئی آفاق زبیری تو کیا اس کی رہائش گاہ تک بھی نہ پہنچ سکا ہے۔ اس چکر میں ہمارے کئی آدمی مارے گئے اور مجھے مجبوراً اپنے ایک گروپ کو بھی انڈر گراؤنڈ کرنا پڑا''...... کرنل کاشارا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ آفاق زبیری ہے کون اور آپ اسے زندہ کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''آفاق زبیری ریٹائرڈ بیورو کریٹ ہے اور اس کے پاس ایم ون ہے۔ جو اس کے جسم میں چھپا ہوا ہے۔ اگر ہم نے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو اس کے جسم میں موجود ایم ون ختم ہو جائے گا جبکہ اس کے زندہ ملنے کی صورت میں اس کا ایک چھوٹا سا آپریشن کر کے اس کے جسم سے ایم ون نکالا جا سکتا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ایم ون کیا ہے''...... اس بار جم مارک نے پوچھا۔

''یہ ایک ڈیوائس کا نام ہے جس میں ایک انتہائی طاقتور میزائل کا فارمولا موجود ہے۔ فارمولا ایک چھوٹی سی ڈیوائس میں چھپا کر آفاق زبیری کے جسم کے اندرونی حصے میں چھپا دیا گیا تھا۔ یہ ڈیوائس آفاق زبیری کے دل کے ساتھ لنک ہے۔ اس کا دل اس ڈیوائس کو ہر وقت چارج رکھتا ہے۔ اگر آفاق زبیری کا دل رک گیا

تو اس کے ساتھ ہی ڈیوائس بھی رک جائے گی اور اس میں موجود فارمولا بھی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے آفاق زبیری کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ اسے زخمی ضرور کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک اس کے دل کی دھڑکن کی ضرورت ہے جب تک اس کے جسم سے بحفاظت ایم ون ڈیوائس نہ نکال لی جائے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”تو اب تک آپ نے آفاق زبیری تک پہنچنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”سب سے پہلے میں نے اسے تلاش کیا۔ آفاق زبیری گریٹ کافرستان سے آیا تھا اور آتے ہی روپوش ہو گیا تھا۔ اسے تلاش کرنے میں خاصا وقت لگ گیا۔ جب اسے تلاش کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ شہر سے دور ایک چھوٹے سے جنگل میں رہتا ہے جہاں اس نے اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ میں نے خود جا کر اس کی رہائش گاہ کا معائنہ کیا اور ان انتظامات کو دیکھا۔ آفاق زبیری کی رہائش گاہ ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی ہے جس پر نہ تو عام بم اثر کر سکتا ہے اور نہ ایٹم بم۔ میں نے اس پر نظر رکھنے کے انتظامات کرائے اور پھر اس کا سیل فون اور لوکل فون پر ڈیوائسز لگائی تا کہ اس پر نظر رکھی جا سکے۔ اس کے سیل فون اور لوکل نمبر پر لگی ہوئی ڈیوائسز ایسی ہیں جن سے اسے موصول ہونے والی کالز اور اس کی طرف سے کی جانے والی کالز کے نمبر تک معلوم کئے جا

سکتے ہیں۔ بہرحال اس کی بھرپور نگرانی جاری رکھی گئی۔ وہ رہائش گاہ سے باہر نکلنے کے لئے بلٹ پروف کار کا استعمال کرتا ہے۔ ساکال نے چونکہ حال میں ہی میں پاکیشیا میں اپنے نیٹ ورک کا آغاز کیا ہے اس لئے ابھی ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم آفاق زبیری کو اس کی کار سمیت اغوا کر سکیں۔ ہم چونکہ مسلسل آفاق زبیری کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اس لئے آفاق زبیری کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ اسے اغوا یا پھر ہلاک کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ آفاق زبیری کا ایک گہرا دوست ہے جو پاکیشیائی سائنس دان ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر عبدالغنی ہے جو بوڑھا ہے اور ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہا ہے۔ آفاق زبیری اس سے ہر بات کرتا ہے لیکن اس نے اپنے جسم کے اندر چھپی ہوئی ڈیوائس کے بارے میں ڈاکٹر عبدالغنی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہے۔ اس کی پریشانی محسوس کر کے ڈاکٹر عبدالغنی نے اس کے لئے پاکیشیا کی کسی سراغ رساں ایجنسی سے مدد کی درخواست کی تھی اور اب وہ ایجنسی بھی آفاق زبیری کی پروٹیکشن کر رہی ہے۔ یہ پاکیشیا کی کون سی ایجنسی ہے اس کے بارے میں مجھے تفصیلات نہیں مل سکی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ آفاق زبیری کی فون لائنز پر میں نے جو ڈیوائسز لگوائی ہیں ان کے ذریعے مجھے اسے کال کرنے والے کا نمبر بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس نمبر کے ذریعے ڈاکٹر عبدالغنی اور محکمہ سراغ رسانی کے ایک افسر کا نمبر بھی مجھے معلوم ہوا تھا اور پھر میں نے اس آفیسر کو کال کر

کے اسے دھمکیاں دیں کہ وہ اس معاملے سے دور رہے لیکن اس نے اپنی ایجنسی کے تین ایجنٹوں کو جن میں دو مرد اور ایک عورت شامل ہیں، آفاق زبیری کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ میں نے فوری طور پر اپنے گروپ سے رابطہ کیا اور ان کی مدد سے اس کار میں بم پھنکوادیا جس میں وہ لوگ آفاق زبیری سے ملنے جا رہے تھے۔ چونکہ میں پاکیشیا کی کسی ایجنسی خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چونکنا نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے میری ہدایات پر محکمہ سراغ رسانی کے افسروں کو صرف زخمی کیا گیا تھا تاکہ وہ ڈر جائیں اور آفاق زبیری کی مدد کرنے سے باز آ جائیں لیکن وہ ڈھیٹ لوگ واقع ہوئے ہیں۔ وہ ڈرے بغیر آخر کار آفاق زبیری کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ادھر میرے ساتھی آفاق زبیری تک پہنچنے میں مسلسل ناکام رہے تھے۔ ساکال کا بگ باس ہر صورت میں آفاق زبیری کے جسم میں چھپی ہوئی ڈیوائس ایم ون حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جس پر میں نے اس سے درخواست کی کہ تمہارے سیکشن کے دو آدمی اگر مجھے مل جائیں تو یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے جس کے نتیجے میں بگ باس نے تم دونوں کو یہاں بھیجا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم آفاق زبیری کو زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لے آئیں''...... جم مارک نے کہا۔

''نہیں۔ اسے میرے پاس نہیں لانا۔ جب تم اسے اغوا کر لو تو تم اسے لے کر بلیک ہاؤس میں پہنچ جانا۔ وہاں پہنچ کر میں خود اس

کے جسم کی اسکیننگ کروں گا اور پتہ لگاؤں گا کہ اس نے ایم ون جسم کے کس حصے میں چھپایا ہوا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یہ ایم ون کب سے کرنل آفاق زبیری کے جسم میں موجود ہے''۔ ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''تقریباً چھ ماہ سے''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا۔

''آفاق زبیری کے جسم میں گریٹ لینڈ میں چھ ماہ پہلے ایم ون چھپائی گئی تھی۔ اب وہ اپنے محفوظ ترین ٹھکانے میں رہتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ڈیوائس اب بھی اس کے جسم کے اندر ہو۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اب تک اس نے آپریشن کرا کر اس ڈیوائس کو اپنے جسم سے نکلوا لیا ہو''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''نہیں۔ آفاق زبیری کسی عام سرجن سے ایم ون اپنے جسم سے نہیں نکلوا سکتا۔ ایم ون اسی سائنس دان کی ایجاد ہے جس نے ایک طاقتور اور خوفناک میزائل کا فارمولا بنایا ہے۔ اس نے آفاق زبیری کی خود سرجری کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے ڈیوائس کا لنک چونکہ دل کے ساتھ جوڑ رکھا ہے اس لئے جب وہ پاکیشیا آئے گا تب ہی وہ اس کی دوبارہ سرجری کرے گا اور اس کے جسم سے ایم ون نکال لے گا۔ اس کے علاوہ کسی اور نے یہ سرجری کی تو اسے دل کے ساتھ لنک کا پتہ نہ چلے گا اور اس سرجن کی ذرا سی بے احتیاطی سے نہ صرف آفاق زبیری کی زندگی خطرے میں آ جائے گی بلکہ اس کا دل رکتے ہی ڈیوائس میں موجود فارمولا بھی

ضائع ہو جائے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو کیا ابھی تک وہ سائنس دان پاکیشیا واپس نہیں آیا ہے جس نے ڈیوائس آفاق زبیری کے جسم میں لگائی تھی''...... جم مارک نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ پاکیشیائی نژاد سائنس دان ہے جو گریٹ لینڈ میں مقیم ہے۔ اس کی ساری وفاداریاں گریٹ لینڈ کے ساتھ ہونی چاہئیں تھیں لیکن اس نے گریٹ لینڈ کے ساتھ غداری کرتے ہوئے جو میزائل گریٹ لینڈ کے لئے بنایا اس کے فارمولے کی کاپی ڈیوائس میں فیڈ کر کے آفاق زبیری کے ذریعے پاکیشیا بھجوا دی۔ اس سائنس دان سے سخت پوچھ گچھ کی گئی لیکن وہ یہ بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں کہ اس نے گریٹ لینڈ سے غداری کی ہے لیکن جب اس کا مائنڈ اسکین کیا گیا تو ساری بات سامنے آ گئی۔ چونکہ یہ ایک حساس معاملہ تھا اور ان دنوں گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے تعلقات بہت حد تک بہتر بلکہ دوستانہ چل رہے ہیں اس لئے گریٹ لینڈ اس سلسلے میں حکومتی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے گریٹ لینڈ نے فیصلہ کیا کہ کسی پرائیویٹ مجرم تنظیم کو پاکیشیا بھیج کر آفاق زبیری کو اغوا کرا لینا چاہئے اور پھر اس کے جسم سے ایم ون نکال لینی چاہئے۔ اس لئے حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے ساکال کے بگ باس سے بات کی اور بگ باس نے یہ مشن میرے حوالے کر دیا اور میں اپنے چند گروپس لے کر یہاں

پہنچ گیا۔ لیکن اس کے بعد جو صورت حال پیش آئی وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''تو کیا آفاق زبیری نے ابھی تک اپنی حکومت کو بھی یہ بات نہیں بتائی کہ اس کے جسم میں ایک ایسی ڈیوائس ہے جس میں گریٹ لینڈ کے ایک طاقتور اور انتہائی خوفناک میزائل کا فارمولا ہے''...... جم مارک نے پوچھا۔

''نہیں۔ آفاق زبیری کو پاکیشیائی نژاد سائنس دان نے منع کر رکھا ہے کہ جب تک وہ اس کے جسم سے ایم ون نہیں نکالے گا اس وقت تک وہ اس فارمولے کے بارے میں کسی سے بھی ذکر نہ کرے۔ وہ آ کر ڈیوائس نکال کر اور اس ڈیوائس سے فارمولے کا پرنٹ نکال کر خود اپنے ہاتھوں سے اعلیٰ حکام کے حوالے کرے گا اس لئے آفاق زبیری نے بھی چپ سادھ رکھی ہے۔ جب سے اس پر حملے شروع ہوئے ہیں اس نے ہر طرف ایک ہی بات پھیلا رکھی ہے کہ دس سال پہلے اس نے بارڈر کراس کرتے ہوئے ایک ایجنٹ کو ہلاک کیا تھا اس کی ایجنسی کے لوگ اس بات کا بدلہ لینے کے لئے اس کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس کی اس بات کا فائدہ اٹھا کر میں نے بھی یہی ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہم آفاق زبیری سے اپنے ساتھی کی ہلاکت کا بدلہ لینا چاہتے ہیں''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ دس سال گزرنے کے بعد

بدلے کی بات کی جا رہی ہے“...... ریڈ مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا تو جم مارک بھی ہنس پڑا لیکن کرنل کاشارا کے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہ ہوا۔

”معاملے کو دبانے کے لئے اگر اس بات کا ہمیں فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے“...... کرنل کاشارا نے غرا کر کہا تو دونوں کے لبوں سے مسکراہٹ یکلخت غائب ہو گئی۔

”سوری باس۔ رئیلی سوری“...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

کرنل کاشارا نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے دراز بند کی اور پھر اس نے وہ فائل نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔

”اس فائل میں آفاق زبیری کی تصویر اور اس کے بارے میں ساری تفصیل موجود ہے۔ وہ کہاں رہتا ہے اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے کیا بندوبست کر رکھے ہیں اور ہم نے اس کے خلاف جو بھی کارروائیاں کی ہیں ان سب کی بھی تفصیل اس میں موجود ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا تو جم مارک نے ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھا لی۔

”آپ بتا رہے تھے کہ آفاق زبیری نے اپنی حفاظت کے لئے مسلح افراد کی فورس بھی رکھی ہوئی ہے۔ کیا یہ اس کے اپنے آدمی ہیں یا حکومتی سطح پر اس کی حفاظت کے لئے آدمی بھیجے گئے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”وہ بہت امیر کبیر آدمی ہے۔ اس کے پاس دولت کی کمی نہیں ہے۔ حکومتی تعاون وہ لینا گوارا نہیں کرتا۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے جتنے بھی افراد رکھے ہوئے ہیں وہ سب پرائیویٹ سیکورٹی ایجنسی کیافراد ہیں جو اس نے ہائر کر رکھے ہیں“...... کرنل کاشارا نے جواب دیا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں فائل دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

"لگتا ہے وہ لوگ کسی طرح چھت پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیا یہاں ایسا کوئی کمرہ ہے جہاں دشمن آپ تک نہ پہنچ سکیں"...... صفدر نے آفاق زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ ہم عمارت کے اندر ہیں اور یہ ساری عمارت ریڈبلاکس کی بنی ہوئی ہے۔ وہ چھت پر تو پہنچ سکتے ہیں لیکن عمارت کے اندر آنا ان کے لئے کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آپ فوراً کسی محفوظ کمرے میں چلے جائیں۔ دشمن چھت پر آ گیا ہے"...... صفدر نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں۔ میں بزدلوں کی طرح کسی کمرے میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا۔ ہاں تم تینوں چاہو تو کسی بھی کمرے میں جا کر چھپ سکتے ہو"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آفاق زبیری صاحب۔ وہ آپ کی جان کی دشمن ہیں"۔ جولیا

نے کہا۔

"میں بے شک ریٹائرڈ بیورو کریٹ ہوں مگر ان لوگوں سے ڈر کر کمرے میں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا"...... آفاق زبیری نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس وقت پھر بھی دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں۔

"پلیز آفاق زبیری صاحب۔ آپ ہماری بات مانیں۔ وقت نہ ضائع کریں کمرے کا دروازہ فوراً اندر سے بند کر لیں۔ پہلے ہم ان سے بات کر لیں پھر ضرورت محسوس ہوئی تو دروازہ کھول کر آپ کو بلا لیں گے"...... صفدر نے جلدی جلدی کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکے۔

"لیکن"...... آفاق زبیری نے پر زور انداز میں کچھ کہنا چاہا لیکن تنویر نے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت تک شام ہو چکی تھی اور چونکہ سردیوں کے دن تھے اس لئے شام پڑتے ہی اندھیرا ہو جاتا تھا اس لئے عمارت میں ہر طرف روشنی کر دی گئی تھی۔

"اب کچھ اپنے بچاؤ کی بھی تدبیر کر لو۔ وہ ہمارے رشتے دار نہیں ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے"...... تنویر نے جلے کٹے لہجے میں کہا تو صفدر اور جولیا کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"ارے ہاں۔ ہمیں مورچے سنبھال لینے چاہئیں۔ زینے کا دروازہ ان حالات میں کھلا ہوا تو نہیں ہو سکتا"...... صفدر نے کہا۔

''ضروری نہیں کہ وہ زینے کے راستے آئیں۔ جو لوگ چھت پر پہنچ سکتے ہیں وہ نیچے کیوں نہیں آ سکتے''...... جولیا نے منہ بنایا۔ پھر انہوں نے صحن کے اردگرد مورچے سنبھال لئے صحن میں زیادہ روشنی نہ تھی اور چھت پر بھی روشنی نہ تھی۔ ایسے میں انہوں نے صحن میں رسی کی سیڑھی لٹکتے دیکھی۔

''گڈ شو۔ اس بار تو یہ لوگ سارا انتظام کر کے آئے ہیں''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو یہ لوگ عقل سے پیدل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ ہم یہاں موجود ہیں پھر بھی چلے آ رہے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے''...... تنویر نے جلدی جلدی کہا۔

''پتا نہیں ہم ان کا کچھ بگاڑ بھی سکتے ہیں یا نہیں فی الحال تو میں خود کو خطرے میں محسوس کر رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔ اسی وقت رسی کی سیڑھی سے ایک آدمی نیچے اترتا نظر آیا۔

''خبردار واپس چلے جاؤ ورنہ''...... صفدر نے تیز آواز میں کہا۔

''ورنہ کیا۔ پہلے جملہ پورا کرو''...... سیڑھی سے اترنے والے نے مسکرا کر کہا۔

''ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دیں گے''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ارے جاؤ۔ بہت دیکھے ہیں تم جیسے''...... سیڑھی سے نیچے

اترنے والے نے کہا۔

''ارے تم تو کافی شیر دل معلوم ہو رہے ہو''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں شیر دل ہوں اور میرا نام بھی شیرل دل ہی ہے''...... سیڑھی سے اترنے والے نے ہنس کر کہا۔

''جلدی بتاؤ۔ کہاں دیکھے ہیں تم نے ہم جیسے''...... صفدر نے خوش ہو کر کہا۔

''حد ہو گئی ہے صفدر۔ یہ ان باتوں کا وقت ہے''...... جولیا نے جل کر کہا۔

''ش۔ش۔ شاید نہیں''...... صفدر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اوہو۔ یہ کہو۔ یقیناً نہیں''...... تنویر نے جھلا کر کہا۔

''اچھا۔ کہتا ہوں۔ یقیناً نہیں''...... صفدر نے شوخ پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیکھا جولیا تم نے اسے''...... تنویر نے بھنا کر جولیا سے کہا۔ یہاں آ کر تنویر بھی خاصا پرجوش دکھائی دے رہا تھا اس لئے وہ بھی خاصے پرمزاح انداز میں بات کر رہا تھا۔

''ہاں دیکھا۔ وہ بھی اس لئے کہ میں نے عینک نہیں لگائی ہوئی''...... جولیا نے فوراً کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی''...... صفدر بھنا اٹھا۔

''یہ بات یہ ہوئی کہ دشمن برابر نیچے آ رہا ہے اور ہم باتوں میں

لگے ہوئے ہیں۔ آخر ہم اسے نشانہ کب بنائیں گے''...... تنویر نے بھی جلے کٹے انداز میں کہا۔

''اوکے۔ لو بھائی سیڑھی سے اترنے والے۔ ہم گولی چلانے لگے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے۔ تمہیں ہماری طرف سے آخری وارننگ ہے۔ خود کو بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ واپس اوپر چلے جاؤ۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں تمہیں کچھ نہیں کہیں گے''...... صفدر نے جلدی جلدی کہا۔

''غلط۔ بالکل غلط۔ تم یہ وعدہ نہیں کر سکتے''...... جولیا چلا اٹھا۔

''اوکے۔ یہ وعدہ کینسل سمجھو''...... صفدر نے گھبرا کر کہا اور پھر صفدر نے اس کی ٹانگ کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ دوسرا لمحہ ان کے لئے حیران کن ثابت ہوا کیونکہ گولی اس کی ٹانگ سے ٹکرا کر یوں اچٹ گئی جیسے اس کی ٹانگ فولاد کی بنی ہوئی ہو یا پھر اس نے پورے جسم اور ٹانگوں پر بلٹ پروف لباس پہن رکھا ہو۔

''حیرت ہے۔ کیا تم بلٹ پروف انسان ہو''...... صفدر نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس انداز میں کہا کہ جولیا اور تنویر اس کے انداز پر بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ تم ان حالات میں بھی ہنس سکتے ہو۔ کہاں ہے وہ چوہا''...... سیڑھے سے نیچے اترنے والے نے فرش کے نزدیک پہنچ کر چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ صفدر نے دوسرا فائر اس کے کندھے کا نشانہ لے کر کیا لیکن وہ جوں کا توں کھڑا رہا۔

''میں نے پوچھا ہے کہاں ہے وہ چوہا اور تم جواب میں فائر کر رہے ہو۔ اگر ہم نے فائرنگ کر دی تو تم تینوں چھلنی ہو جاؤ گے''...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم کس چوہے کی بات کر رہے ہو۔ آفاق زبیری صاحب بہت نفیس انسان ہیں۔ ان کے گھر میں شاید ہی کوئی چوہا ملے۔ لہٰذا تم کسی اور دروازے پر جاؤ''...... جولیا نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

''میں اسی چوہے کی بات کر رہا ہوں جس کا نام آفاق زبیری ہے اور جو خود کو بہت بڑا تیس مار خان سمجھتا ہے لیکن ہم سے بچنے کے لئے اس بل میں چھپا ہوا ہے''...... اس آدمی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم آفاق زبیری صاحب کو چوہا کہہ رہے ہو۔ تم اپنے الفاظ واپس لو۔ جلدی۔ ورنہ مجھے غصہ آ جائے گا''...... جولیا نے کہا۔ اتنے میں دوسرا آدمی نیچے کود گیا۔ انہوں نے دیکھا اب سیڑھی سے تیسرا آدمی اتر رہا تھا۔

''غصہ آ جائے گا تو اس کا ہم پر بھلا کیا اثر پڑے گا۔ ہم موت کے فرشتے ہیں اور موت کے فرشتے جہاں بھی جاتے ہیں موت ہی لاتے ہیں''...... دوسرے آدمی نے نیچے چھلانگ لگا کر کہا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی نیچے آتا دکھائی دیا۔

''ابھی اور کتنے آئیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''فکر نہ کرو۔ ہم بہت زیادہ تعداد میں ہیں''...... پہلے آدمی نے

جواب دیا۔

''دیکھو بھائی۔ رات ہو گئی ہے۔ بلکہ شاعروں کے الفاظ میں رات بھیگ چکی ہے یا رات گہری ہو چکی ہے۔ للہٰذا تم ذرا جلدی سے بات چیت ختم کر لو۔ ہمیں اور بھی کام ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہم آفاق زبیری کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مطالبہ نہیں ہے''...... پہلے آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

''آپ ان کو ساتھ لے جا کر کریں گے کیا''...... جولیا نے پوچھا۔ اسی وقت تیسرا نیچے اتر آیا اور چوتھا اترتا نظر آیا۔

''اتنے ہی بہت ہیں۔ باقی ساتھیوں سے کہیں وہ اوپر ہی ٹھہریں صحن میں جگہ کم پڑ جائے گی''...... صفدر نے گھبرا کر کہا۔

''کام کی بات کرو۔ کیا آفاق زبیری اس کمرے میں ہے''...... پہلے نیچے اترنے والے نے کہا۔

''اس کمرے کے دروازے تک جانے سے پہلے آپ کو ہم سے ٹکرانا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''تم ہمارے سامنے کس کھیت کی مولی ہو''...... اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''حد ہو گئی۔ اب ہم کھیت کی مولیاں ہو گئے۔ اس قدر توہین''...... صفدر نے بھنا کر کہا۔

''اب یا تو سامنے آ کر دو دو ہاتھ کر لو ورنہ پھر ہم دروازہ توڑ

رہے ہیں''...... پہلے آنے والے آدمی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کیوں۔ تم میرا نام پوچھ کر کیا کرو گی''...... اس آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

''پتہ تو چلے کہ ہم کس سے مخاطب ہیں۔ اگر تمہارے ماں باپ نے تمہارا نام نہیں رکھا تو پھر بے شک نہ بتاؤ''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اور تنویر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہم چار موت کے فرشتے ہیں اور میں فرشتہ نمبر ون ہوں۔ میرے ساتھ فرشتہ نمبر ٹو، تھری اور فور ہیں۔ باقی سارے موت کے فرشتے چھت پر ہیں۔ انہیں تم فرشتہ فائیو اور آگے کے نمبر دے سکتے ہو''...... پہلے والے آدمی نے جواب دیا۔

''تو سنو مسٹر فرشتہ نمبر ون۔ دروازے کی طرف بڑھنے والے ہاتھ توڑ دیئے جائیں گے''...... صفدر نے غرا کر کہا۔

''بہت بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہو جبکہ تم اس قابل نہیں ہو کہ ہمارے ہاتھ توڑ سکو''...... پہلے والے نے کہا۔

''اللہ اپنا رحم فرمائے۔ آج یہ ہمیں کس قسم کے الفاظ سننے کو مل رہے ہیں''...... صفدر نے بوکھلا کر کہا۔ اسی وقت چوتھے نے چھلانگ لگائی اور پانچواں اترتا نظر آیا۔

''اوہ۔ آخر کتنے آئیں گے''...... تنویر نے جھلا کر کہا۔

''اتنے کہ دروازہ فوراً ٹوٹ جائے''...... فرشتہ نمبر ون نے کہا۔
''اچھی بات ہے۔ اب ہم اپنا کام شروع کرنے لگے ہیں پھر نہ کہنا خبر نہیں ہوئی''...... صفدر نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔
''ہم تو کب سے انتظار کر رہے ہیں۔ اب کام شروع کر بھی دو''...... فرشتہ نمبر ون نے ہنس کر کہا۔ تنویر نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پہلی چیز جو ہاتھ لگی وہ اس کا پین تھا۔ اس نے پین کا بٹن تین بار پریس کیا اور پھر اس نے پین کو ان افراد کی طرف اچھال دیا۔ پین زمین پر گرا اور چکنے فرش پر پھسلتا ہوا ان افراد کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ ان چاروں کے منہ سے تیز چیخیں نکلیں اور وہ اچھل اچھل کر گرتے نظر آئے۔ پانچواں جو سیڑھی پر تھا۔ اوپر سے نیچے گرا۔ اب وہ پانچوں لمبے لیٹے نظر آئے ان کے جسم ساکت تھے۔
''کوئی اور اوپر ہے تو وہ بھی نیچے اترنے کا شوق پورا کر سکتا ہے''...... صفدر نے چیخ کر کہا لیکن اوپر سے کوئی جواب نہ آیا۔
''ہمیں ان پانچوں کو پکڑ کر اندر لے آنا چاہئے۔ انسپکٹر شیراز نے تو ہمیں کوئی معلومات نہیں دی ہیں لیکن یہ لوگ شاید اسی تنظیم سے وابستہ ہیں جو آفاق زبیری کے دشمن ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے ہمیں معلومات مل جائیں''...... صفدر نے کہا۔
''وہ تو ٹھیک ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ ان لوگوں پر گولیاں کیوں

اثر نہیں کرتیں۔ کیا یہ سر سے لے کر پیر تک بلٹ پروف لباس میں ہیں''...... تنویر نے کہا۔
''اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔ ان تینوں نے مشین پسٹل نکالے اور پھر وہ تیزی سے شیڈ کے نیچے سے نکل کر آگے بڑھے۔
''میں ذرا چھت کا جائزہ لے لوں۔ رسی کی اس سیڑھی کو بھی نیچے گرا دوں گا''...... تنویر نے کہا۔
''ہاں یہ ٹھیک رہے گا''...... صفدر نے کہا تو تنویر اوپر چلا گیا۔
''اب ہمیں آفاق زبیری صاحب کو بلا لینا چاہئے۔ شاید وہ ان میں سے کسی کو پہچانتے ہوں''...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھا۔
''اچھی بات ہے۔ لیکن پہلے چھت کی تو رپورٹ مل جائے۔ تنویر اوپر چھت پر میدان صاف ہے یا نہیں''...... صفدر نے پہلے جولیا سے پھر تنویر کو ہانک لگاتے ہوئے کہا۔ جواب میں تنویر کی آواز سنائی نہ دی۔
''تنویر۔ کہاں ہو تم۔ ہمیں جواب دو''۔ جولیا نے تیز آواز میں کہا لیکن اب بھی تنویر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
''شاید تنویر کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ ورنہ وہ جواب ضرور دیتا''...... جولیا نے کہا۔
''اوہ۔ اس کا مطلب ہے ابھی دشمنوں کے ساتھی اوپر موجود

ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے یہی بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تب تو ہم نے تنویر کو بے دھڑک اوپر بھیج کر غلطی کی۔ ٹھہرو میں رسی کی سیڑھی کے ذریعے اوپر جا کر دیکھتا ہوں''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا ایسا کرنا عقلمندی ہو گی''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں۔ اس میں کیا بات ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''چھت پر موجود دشمن تم پر عین اس وقت وار کرے گا۔ جب تم منڈیر کے نزدیک پہنچو گے اور اس کے وار سے تم بچ نہیں سکو گے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی صورتحال زینے کے ذریعے جانے پر پیش آئے گی۔ لہٰذا یہ خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم تیسری ترکیب پر عمل کریں''۔ جولیا نے کہا۔

''تیسری ترکیب۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''تم سیڑھی کے ذریعے اوپر جاؤ۔ میں زینے کے ذریعے''۔ جولیا نے صفدر کے کان میں کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک ہے''...... صفدر نے بھی آہستہ سے کہا۔ دونوں نے اوپر کا رخ کیا۔ وہ چھت پر پہنچ گئے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ چھت صاف تھی۔ لیکن وہاں تنویر تک نہیں تھا۔

''اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ تنویر کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کہیں اس نے سچ مچ عمروعیار کی سلیمانی چادر تو نہیں اوڑھ لی''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمروعیار کی سلیمانی چادر۔ کیا مطلب''...... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب ہمیشہ عمروعیار اور اس کی کراماتی چیزوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے عمروعیار کہا ہے''...... صفدر نے جواب دیا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''ارے ارے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہاں نہ دشمن نہ تنویر۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جب تنویر اوپر پہنچا اسے چھت پر کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے پائپ وغیرہ کا جائزہ لیا۔ اب یا تو اسے دشمنوں کا کوئی ساتھی پائپ کے ذریعے نیچے اترتا نظر آیا تھا اور وہ اس کے تعاقب میں نیچے اتر گیا یا پھر چھت پر کوئی دشمن موجود تھا۔ اس نے تنویر پر وار کیا''...... صفدر نے کہا۔

''چلو مان لیا۔ اس نے تنویر پر وار کیا۔ پھر کیا وہ بے ہوش تنویر کو پائپ کے ذریعے نیچے لے گیا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''تب پھر۔ تمہارے خیال میں تنویر کہاں ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تنویر کا ہمیں بتائے بغیر کسی کے تعاقب میں جانا ممکن نہیں۔ اگر وہ انہیں جاتے ہوئے دیکھتا تو فوری طور پر نیچے آتا اور ہمیں بتا

کر دروازے کے ذریعے اس طرف جا سکتا تھا۔ جہاں دشمن نیچے اترنے والا تھا۔ لہٰذا میں یہ کہوں گی کہ تنویر تعاقب میں نہیں گیا۔ بلکہ اسے زخمی کیا گیا ہے ذرا ٹارچ نکالنا“...... جولیا نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی جیب سے ٹارچ نکال کر روشن کی اور اس کی مدد سے چھت کا جائزہ لیا۔ پھر سوئچ تلاش کر کے چھت پر روشنی کی گئی تو وہ چھت پر خون کے تازہ قطرے دیکھ کر چونک پڑے ۔یہ قطرے سائیڈ کی دیوار کی طرف جا رہے تھے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ دیوار کے ساتھ ایک طویل سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ گئے کہ دشمنوں نے کوٹھی کی چھت پر پہنچنے کے لئے اس سیڑھی کا استعمال کیا تھا۔ جولیا نے نیچے روشنی ڈالی تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑی کہ دور دور تک زمین پر ایسی ہی سیڑھیاں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جو طویل قطاروں کی شکل میں جنگل کے ایک حصے کی طرف جا رہی تھیں۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بارودی سرنگوں سے بچنے کے لئے انہوں نے زمین پر سیڑھیوں کا ٹریک بنایا تھا جن پر پاؤں رکھتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچے تھے۔ اور وہ لوگ تنویر کو انہی سیڑھیوں سے جنگل کی طرف لے گئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ عمارت تک پہنچے تو اس کے بارے میں آفاق زبیری صاحب کو پتہ کیوں نہیں چلا۔ ان کے محافظ کہاں تھے وہ ان کی نظروں میں آئے بغیر یہاں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہاں کا سارا حفاظتی سسٹم آف کر دیا ہو۔ حفاظتی سسٹم آف ہونے کی وجہ سے عمارت کے نیچے چھپے ہوئے محافظوں کو بھی ان کی آمد کا علم نہ ہوا ہو اور وہ اس بات کا فائدہ اٹھا کر یہاں پہنچے ہوں اور تنویر کو لے کر نکل گئے ہوں“۔ صفدر نے کہا۔

”مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے ورنہ آفاق زبیری صاحب کے کہنے کے مطابق ایک ہزار میٹر کے دائرے میں جگہ جگہ مائنز بچھی ہوئی ہیں اور یہاں اس قدر حساس سنسرز ہیں جن کی رینج میں کسی بھی غیر متعلق آدمی کے آتے ہی عمارت میں سائرن بج اٹھتا ہے لیکن ہم اندر ہی موجود تھے۔ اندر تو کوئی بھی سائرن نہیں بجا تھا۔ بہرحال۔ اب ہمیں ذرا تیزی سے حرکت میں آنا ہو گا۔ تم فوراً نیچے پہنچو۔ کہیں وہ صدر دروازے سے نکل نہ جائیں میں اس سیڑھی سے نیچے جاتی ہوں اور زمین پر بچھی ہوئی سیڑھیوں سے جنگل کی طرف پہنچتی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”اوکے“...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے زینوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ ادھر جولیا سیڑھیاں اترنا شروع ہو گئی۔ جیسے ہی وہ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے پہنچی اسی لمحے دیوار کے پیچھے چھپا ہوا ایک آدمی اچھل کر اس کے سامنے آ گیا۔

”ہینڈز اپ“...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ لیکن پھر جولیا کو دیکھتے ہی اس نے فوراً مشین گن

نیچے کر دی۔

''اوہ۔ یہ تو آپ ہیں۔ میں سمجھا کہ کوئی اور دشمن چھت سے نیچے آیا ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''تو تمہارا تعلق آفاق زبیری صاحب کے محافظوں میں سے ہے''۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... اس آدمی نے کہا۔

''تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں اور تم یہاں کیا کر رہے ہو''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ سب انڈر گراؤنڈ ہیں۔ میں ایسے ہی ٹہلنے کے لئے باہر آیا تھا تو میں نے یہاں سیڑھیاں دیکھیں اور دور سیڑھیوں پر کچھ افراد کو دوڑ کر جاتے دیکھا۔ ابھی میں اس طرف دیکھ رہا تھا کہ سیڑھی ہلنا شروع ہو گئی تو میں فوراً دیوار کی آڑ میں چلا گیا اور پھر آپ نیچے آ گئیں''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''وہ کس طرف گئے''...... جولیا نے پوچھا تو اس آدمی نے اسی طرف اشارہ کیا جس طرف زمین پر بچھی ہوئی سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

''کتنے افراد کو جاتے دیکھا تھا تم نے''...... جولیا نے پوچھا۔

''آٹھ۔ انہوں نے ایک بے ہوش آدمی کو کاندھے پر ڈال رکھا تھا جس کے سر سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ یہ دیکھیں۔ خون کے قطرے''...... اس نے کہا۔

''شکریہ۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ دراصل وہ آفاق زبیری کو اغوا کرنے آئے تھے۔ ان کے پانچ ساتھی ہمارے ہاتھوں بے ہوش ہو گئے اور باقی ہمارے ایک ساتھی کو لے کر چلے گئے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ''...... اس کے منہ سے نکلا۔

''اب تم واپس انڈر گراؤنڈ چلے جاؤ۔ کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہمارے ساتھی کو اغوا کر کے لے گئے ہیں ان سے اب ہم خود نپٹیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''جی بہتر''...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑا اور اسی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے پیچھے سے وہ نکل کر آیا تھا۔

صفدر نیچے آ کر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسے اس کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ کچھ سوچ کر صفدر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ کمرہ خالی تھا۔ آفاق زبیری اسی کمرے میں موجود تھے جہاں وہ انہیں چھوڑ آئے تھے۔ صفدر نے فون کا رسیور اٹھایا۔

"یس"...... صفدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل کاشارا بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے وہی غراتی ہوئی آواز سنائی دی جو صفدر نے پہلے بھی سنی تھی۔

"اوہ۔ تم۔ کیوں فون کیا ہے"...... صفدر نے غرا کر کہا۔

" آفاق زبیری کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ"۔ کرنل کاشارا نے اس سے بھی زیادہ غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جہاں ہے وہاں سے یہاں آ کر تم سے بات نہیں کر سکتے۔ تم نے جو بات کرنی ہے مجھ سے کرو"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے تو سنو۔ تمہارا ایک ساتھی ہمارے قبضے میں آ چکا ہے۔ اگر اپنا ساتھی واپس چاہئے تو ہمارے پانچ ساتھی اور ان کے ساتھ آفاق زبیری کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ تمہارا ساتھی زندہ نہیں بچے گا"...... کرنل کاشارا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لئے تمہارے پانچ ساتھی تو تمہیں واپس مل سکتے ہیں لیکن آفاق زبیری کو ہم تمہارے حوالے کر دیں ایسا بھول کر بھی نہ سوچنا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن آفاق زبیری کے بغیر ہمارا کام نہیں چلے گا۔ اپنے پانچ ساتھی تو ہم چھوڑ سکتے ہیں آفاق زبیری کو نہیں"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ پانچ ساتھی تو گنوا سکتے ہیں آفاق زبیری کو حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتے"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"آخر تم آفاق زبیری سے چاہتے کیا ہو"...... صفدر نے پوچھا۔

"اس نے ہمارے ایک بہت اہم آدمی کو ہلاک کیا ہے۔ ہمیں اس سے اپنے اس آدمی کا انتقام لینا ہے"...... کرنل کاشارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس میں آفاق زبیری کا کیا قصور ہے۔ اگر تمہارے ملک کی سرحد سے کوئی ہمارا جاسوس سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا جائے تو کیا تم اسے چھوڑ دو گے"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں چھوڑیں گے"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"تب پھر اگر آفاق زبیری نے تمہارے جاسوس کو گولی مار کر ہلاک کیا تھا تو یہ ان کی ڈیوٹی تھی۔ اس کے لئے تم ان سے انتقام کیسے لے سکتے ہو"...... صفدر نے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا اور نہ میں اس سلسلے میں تم سے کوئی بحث کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں تو اپنے آدمی کی موت کا ہر صورت میں انتقام لینا ہے"...... کرنل کاشارا نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تب پھر ہم انہیں تمہارے حوالے نہیں کر سکتے"۔ صفدر نے کہا۔

"اگر تم اپنے ساتھی کی زندگی چاہتے ہو تو تمہیں آفاق زبیری کو ہمارے حوالے کرنا ہی پڑے گا"...... کرنل کاشارا نے غرا کر کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ تم آفاق زبیری کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر ہمارے پانچوں ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو۔

میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھیوں پر تشدد کر کے ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔ انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں جنگل میں لا کر پھینک دو۔ ان کی لاشیں دیکھ کر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ ایسا ہونے کی صورت میں تمہارے ساتھی سے بھی رعایت برتی جائے گی اور اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا ورنہ

تمہارے اس ساتھی کا جو حشر کیا جائے گا اس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ ہم اسے بلیک ڈرم کی سزا دیں گے اور اگر تم واقعی محکمہ سراغ رسانی سے تعلق رکھتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بلیک ڈرم کی سزا کیا ہوتی ہے"...... کرنل کاشارا نے غراتے ہوئے کہا اور بلیک ڈرم کا سن کر صفدر ایک لمحے کے لئے کانپ کر رہ گیا۔ اسے بلیک ڈرم کی سزا کا علم تھا۔ پرانے زمانے میں لوگ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے نہیں ڈرموں میں بند کر دیتے تھے اور پھر ان ڈرموں پر زور زور سے ہتھوڑے برسائے جاتے تھے۔ جس سے ڈرم میں موجود آدمی کے کانوں کے پردے پھٹ جاتے تھے اور وہ شدید ترین ذہنی اذیت میں مبتلا ہو جاتا تھا اور پھر اس ڈرم کے نیچے آگ بھڑکا دی جاتی تھی جس سے ڈرم گرم ہو کر اندر موجود آدمی کو جلا کر کوئلہ بنا دیتا تھا۔ یہ اس دور کی سب سے بڑی اور خوفناک ترین سزا تھی۔

"اوہ نہیں۔ میرے ساتھی کو بلیک ڈرم کی سزا نہ دینا۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں اور تمہارے پانچوں ساتھیوں کو گولیاں مار کر جنگل میں پھینک دیتا ہوں لیکن اس کے باوجود اگر میرے ساتھی کو کچھ ہوا تو تم سب کا بھیانک حشر ہو گا۔ انتہائی بھیانک پھر تم سب کو بلیک ڈرم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ سمجھ گئے تم"...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سمجھ گیا۔ تم مجھے میرے ساتھیوں کی لاشیں دکھا دو۔ اس

صورت میں ہم نہ صرف یہ کہ تمہارے ساتھی کی مرہم پٹی کرائیں گے۔ بلکہ اسے بہت عزت سے رکھیں گے“...... کرنل کاشارا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

”سنو۔ اس نمبر پر بات کرنے کی بجائے تم مجھے اپنا نمبر بتا دو۔ ضرورت پڑنے پر میں تم سے خود رابطہ کرلوں گا“...... صفدر نے کہا۔

”میرا کوئی نمبر نہیں ہے۔ میں بذریعہ سیٹلائٹ کسی کو بھی کال کر سکتا ہوں لیکن مجھے کوئی کال نہیں کرسکتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اگلی بار میں ڈائریکٹ تم سے رابطہ کروں تو تم مجھے اپنا نمبر بتا دو۔ میں اس نمبر کی بجائے ڈائریکٹ تم سے رابطہ کرلوں گا“...... کرنل کاشارا نے کہا تو صفدر ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر اس نے کچھ سوچ کر کرنل کاشارا کو اپنا نمبر نوٹ کرا دیا۔

”گڈ شو۔ اب میں اسی نمبر پر تم سے بات کیا کروں گا“۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

”کیا تم میری ایک بار میرے ساتھی سے بات کرا سکتے ہو۔ میں اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور وہ زندہ ہے“...... صفدر نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ کرنل کاشارا اپنے وعدے کا پکا ہے۔ جو کہتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ جھوٹ فریب اور چکر بازی کرنا نہیں جانتا ہے۔ میں نے تمہیں کہا ہے کہ تمہارا ساتھی ٹھیک ہے تو میری بات پر یقین کر لو۔ وہ ابھی زندہ بھی ہے اور ٹھیک بھی ہے۔ اس کے

باوجود اگر تم اپنے ساتھی کی آواز سن کر مطمئن ہونا چاہتے ہو تو پھر اس کے لئے تمہیں صبح تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔ میں تمہاری اس سے کل بات کراؤں گا۔ اپنا نمبر آن رکھنا بس“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا نمبر آن ہی رہتا ہے“...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ صفدر فون کا رسیور رکھ کر باہر آیا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ دروازے سے نکل کر وہ محفوظ راستے سے ہوتا ہوا جنگل کے اس حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سیڑھیاں رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

اس نے احتیاطاً جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ایک جگہ اسے ٹارچ کی روشنی دکھائی دی تو وہ تیزی سے اس طرف لپکا اور درختوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ٹارچ جولیا کے ہاتھ میں تھی۔ جولیا جنگل میں تنویر کو تلاش کر رہی تھی۔

”مس جولیا۔ میں صفدر ہوں“...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنی بھی منی ٹارچ نکال کر روشن کر لی۔

”تنویر کو یہاں سے لے جایا گیا ہے صفدر۔ یہاں جگہ جگہ اس کے خون کے نشان موجود ہیں۔ شاید اس کے سر پر وار کیا گیا تھا جہاں سے مسلسل خون کا اخراج ہوتا رہا ہے“...... جولیا نے کہا تو

صفدر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تنویر کو کرنل کاشارا نے ہی اغوا کرایا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''کرنل کاشارا''...... جولیا نے چونک کر کہا تو صفدر نے اسے فون پر کرنل کاشارا سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

''تب تو وہ تنویر کو لے کر نجانے کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں۔ یہاں چند جیپوں کے ٹائروں کے نشان بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ دیکھو''...... جولیا نے ایک طرف ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا جہاں واقعی ٹائروں کے مخصوص نشان موجود تھے۔

''ہمارے لئے یہ اچھی بات ہے کہ کرنل کاشارا یا وہ جو کوئی بھی ہے ہمیں ابھی تک کسی سراغ رساں ایجنسی کے ایجنٹس سمجھ رہا ہے۔ اسے اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں یا تو ان کی انٹیلی جنس کمزور ہے یا پھر ان کے پاس ایسے ذرائع موجود نہیں ہیں کہ اسے ہمارے بارے میں معلومات مل سکی ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ ان لوگوں کو ہماری اصلیت نہ ہی معلوم ہو تو بہتر ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں واپس عمارت میں چلنا چاہئے۔ تنویر کو ہم جلد ہی ڈھونڈ لیں گے۔ فی الحال ہمیں آفاق زبیری کا سوچنا چاہئے۔ وہ اب بھی خطرے میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن عمارت

کے کسی اور حصے میں چھپے ہوئے ہوں اور ہمارے یہاں آتے ہی وہ ایک بار پھر عمارت پر ہلہ بول دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ تو جلدی واپس چلو''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مخصوص راستوں سے ہوتے ہوئے عمارت کے اندر پہنچ گئے۔ صفدر نے اس کمرے کا باہر سے دروازہ کھولا جس میں آفاق زبیری موجود تھے۔ دروازہ کھلتے ہی آفاق زبیری فوراً باہر نکل آئے۔

''کیا ہوا۔ میں نے کئی اجنبی لوگوں آوازیں سنیں تھیں''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''جی ہاں۔ اچھا خاصا معرکہ ہوا تھا''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ انہیں تفصیل بتانے لگا۔

''آپ۔ آپ کا مطلب ہے۔ آپ کے ایک ساتھی کو وہ اغوا کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گئے البتہ وہ اپنے پانچ ساتھی چھوڑ بھی گئے ہیں''...... آفاق زبیری نے چونک کر کہا۔

''ہاں لیکن انہیں اپنے پانچ ساتھیوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تنویر کے بدلے میں وہ صرف آپ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد وہی آپ سے انتقام لینے کا ہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کک۔ کیا مطلب''...... آفاق زبیری نے زور سے اچھلتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

''مطلب یہ کہ وہ ہمارے ساتھی کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

اگر ہم بدلے میں آپ کو ان کے حوالے کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ''...... آفاق زبیری کے منہ سے نکلا۔

''جی ہاں لیکن ہم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ آپ نے کیا کیا۔ آپ کو چاہئے تھا۔ مجھے ان کے حوالے کر دیتے''...... آفاق زبیری نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

''ہم نے آپ کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے ہم یہ کیسے کر سکتے ہیں کہ اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لئے آپ کو ان کے حوالے کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''نن۔ نہیں۔ یہ میں کس صورت بھی برداشت کر سکتا ہوں''۔ آفاق زبیری نے کہا۔

''مجبوری ہے۔ برداشت کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ میرے اللہ۔ یہ آپ نے مجھے کس مشکل ترین امتحان میں ڈال دیا۔ میری وجہ سے آپ کا ایک ساتھی دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا ہے اس سے بری خبر میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے''...... آفاق زبیری نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہمارے پیشے میں اگرچہ ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن ہمارے ساتھی کا دشمنوں کے قبضے میں ہونا واقعی پریشان کن بات ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھے ان کے حوالے کر دیں اور اپنے ساتھی کو ان سے چھڑا لیں''...... آفاق زبیری نے پرزور لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے''......صفدر نے کہا۔

''لیکن اب آپ کریں گے کیا''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''بس دیکھتے جائیں''...... جولیا نے کہا۔ صفدر نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب''......صفدر نے کہا۔

''ارے۔ صفدر دی گریٹ۔ کہاں ہو تم بھائی۔ ابھی تک تم نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی خیر خبر ہی نہیں دی''...... دوسری طرف سے عمران نے چہکتے ہوئے کہا تو صفدر کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''حالات بہت خوفناک ہو گئے ہیں عمران صاحب اسی لئے اب تک آپ سے رابطہ کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا''......صفدر نے ان کی آواز سننے کے بعد کہا۔

''کیوں کیا ہوا۔ تم تینوں ٹھیک تو ہو''......صفدر کی بات سن کر

عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو صفدر نے تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تم تینوں نے تو وہاں خاصی ہڑبونگ مچا رکھی ہے اور کرنل کاشرا صاحب کے پانچ ساتھی کیا کہتے ہیں''...... ساری بات سننے کے بعد عمران نے پوچھا۔

''وہ ابھی بے ہوش ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ان سے دوسری معلومات تو لی جا سکتی ہیں۔ ٹھہرو میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اب آپ آ ہی جائیں تنویر کے اغوا سے ہم بہت پریشان ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد باہر سے مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران صاحب آ گئے ہیں''...... اس نے کہا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمران اور ٹائیگر کے ہمراہ واپس آ گیا۔ عمران نے آفاق زبیری سے پرتپاک انداز میں ہاتھ ملایا۔

''کہاں ہیں وہ پانچوں''...... عمران نے صفدر اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے انہیں اندر لے جا کر باندھ دیا ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب اس کمرے میں پہنچ

گئے جہاں وہ پانچ افراد جنہیں ان تینوں نے شکار کیا تھا کرسیوں پر رسیوں سے جکڑے بیٹھے تھے۔ وہ پانچوں ہوش میں تھے اور خود کو رسیوں سے آزاد کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے لیکن صفدر اور جولیا نے انہیں اس قدر مضبوطی سے باندھا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پا رہے تھے۔

''ہاں دوستو۔ کیا پروگرام ہے''...... عمران نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

''کک کک۔ کیسا پروگرام''...... ان پانچوں میں سے ایک آدمی نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''تم لوگ یہاں آفاق زبیری کو اغوا کرنے آئے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن افسوس ہم ناکام ہو گئے''...... اس نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''شاکر عباس۔ سب مجھے شکرا کہتے ہیں''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں تو شکرا صاحب۔ تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کون سے باقی ساتھی''...... اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم سب کی تعداد تیرہ ہی تھی یا اس سے زیادہ''...... عمران نے

کہا۔

''ہاں۔ ہم تیرہ تھے۔ دو چھت پر تھے باقی باہر نیچے انتظار کر رہے تھے اور ہم پانچ نیچے آ کر تمہارے ساتھیوں کا شکار بن گئے''...... شکرے نے جواب دیا۔

''کہاں ہیں تمہارے باقی ساتھی''...... عمران نے کہا۔

''ہم نہیں جانتے وہ اس وقت کہاں ملیں گے۔ ہم الگ الگ رہتے ہیں ہمیں تو باس فون کر کے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور ہمارے ذمے کوئی کام لگاتا ہے''...... اس نے کہا۔

''کون ہے تمہارا باس''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنل کاشارا''...... شکرے نے جواب دیا۔

''کرنل کاشارا کا اصل نام کیا ہے اور اس کا پتہ ٹھکانہ کیا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ''...... عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

''سوری۔ ان کے بارے میں ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہمیں آج ہی کرنل کاشارا نے ہائر کیا تھا۔ ہمیں بڑے بڑے معاوضے دیئے گئے تھے اس لئے ہم اس کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس نے ہمیں واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس کام میں ہماری جان بھی جا سکتی ہے لیکن چونکہ اس کا دیا ہوا معاوضہ اتنا زیادہ تھا کہ ہم نے اپنی جانوں کا بھی رسک لینے کا فیصلہ کر لیا تھا اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم تمہارے ساتھیوں کے قابو میں آ گئے۔ ورنہ

ہم نے ایسے لباس پہنے ہوئے ہیں کہ گولی تو کیا ہم پر بم بھی اثر نہ کرتا۔ تمہارے ساتھیوں نے نجانے کون سے سائنسی اسلحے کا استعمال کیا تھا کہ ہم بے بس ہو گئے''...... شکرے نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم سب ایک ہی گروپ سے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا ایک گروپ ہے۔ پانچ افراد کا گروپ اور میں اس گروپ کا باس ہوں۔ باقی افراد کا تعلق کس گروہ سے ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ شاید کسی اور گروہ سے لئے گئے تھے لیکن ہمارا کام ایک ہی تھا کہ ہم یہاں سے آفاق زبیری کو کسی بھی حالت میں اغوا کر کے لے جائیں''...... شکرے نے کہا۔

''کرنل کاشارا نے تم سے کیسے رابطہ کیا تھا''...... عمران نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

''ہم پانچ ساتھیوں کا ایک اڈہ ہے۔ فائر کلب۔ ہم زیادہ تر وہیں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ایک آدمی وہاں آیا تھا اور اس نے ہمیں کام کی آفر کی تھی اور ہمیں نقد رقم بھی دی تھی۔ ہم اس کے کہنے پر کام کے لئے آمادہ ہو گئے پھر مجھے کال موصول ہوئی۔ وہ کوئی انجان سا نمبر تھا۔ فون پر مجھ سے کرنل کاشارا نے بات کی تھی اور اس نے میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے مخصوص لباس کے ساتھ اسلحہ بھی بھیجا تھا اور ہمیں اس جنگل کے پاس پہنچنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ یہاں ہمیں آٹھ افراد اور بھی ملیں

گے۔ ہمیں ان کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے اور بس''...... شکرے نے جواب دیا۔

''اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو آفاق زبیری کو کہاں لے جاتے''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا کام نیچے سے آفاق زبیری کو اٹھا کر چھت پر موجود افراد کے سپرد کرنا تھا جو انہیں نیچے موجود افراد کے سپرد کر دیتے۔ اس کے بعد وہ انہیں کہاں لے جاتے اس کی تفصیل ہمیں نہیں بتائی گئی۔ ہمارا کام ختم ہو جاتا تو ہم واپس اپنے اڈے پر چلے جاتے''...... شکرے نے بتایا۔

''میں نے ان میں سے ایک آدمی کی بات سنی تھی''...... اچانک اس کے ایک ساتھی نے کہا تو عمران کے ساتھ شکرا بھی چونک پڑا۔

''کیا بات سنی تھی تم نے''...... عمران نے پوچھا۔

''جب ہم جنگل میں پہنچے تھے تو میں رفع حاجات کے لئے جھاڑیوں کے پیچھے جا رہا تھا کہ مجھے ایک آدمی دکھائی دیا جو فون پر کرنل کاشارا سے بات کر رہا تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ آفاق زبیری کو اغوا کر کے کہاں پہنچانا ہے تو کرنل کاشارا نے اسے بلیک ہاؤس کا نام بتایا تھا''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''بلیک ہاؤس۔ کہاں ہے یہ بلیک ہاؤس۔ کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں''...... شکرے نے کہا۔

''تو بتاؤ''...... عمران نے کہا

''شاید آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ بھوتوں کا گھر ہے۔ دن میں بھی کوئی وہاں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کرتا۔ رات کو تو لوگ اس طرف سے گزرتے تک نہیں''...... شکرے نے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ کہاں ہے بلیک ہاؤس''...... عمران نے پوچھا۔

''شہر سے باہر۔ ویرانے میں۔ مسلم روڈ چودھواں کلو میٹر دائیں طرف سڑک سے اتر جائیں تو وہ بھوت بنگلہ دور سے نظر آنے لگ جاتا ہے''...... شکرے نے کہا۔

''کیا اس سے پہلے بھی تم نے کسی کو اغوا کر کے وہاں پہنچایا تھا''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ واحد جگہ ایسی ہے۔ جس کے بارے میں دوسری بار حکم دیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ ایک بار پہلے بھی ہم اس جگہ ایک شخص کو اغوا کر کے لے گئے تھے''...... شکرے نے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا نام بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں سب سچ بتا دیتا ہوں لیکن پہلے تم وعدہ کرو کہ تم ہمیں یہاں سے زندہ جانے دو''۔ شکرے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم تعاون کرو گے اور ہر بات سچ بتاؤ گے تو تمہارے ساتھ رعایت کی جائے گی۔ ویسے بھی مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم چھوٹے موٹے جرائم کرنے والے غنڈے ہو۔ نجانے اس

کرنل کاشارا نے تمہیں اس کام کے لئے کیوں چن لیا تھا۔ بہرحال بتاؤاس آدمی کا نام کیا تھا۔ جسے تم پہلے اغوا کر کے بلیک ہاؤس میں لے گئے تھے“۔ عمران نے کہا۔شکرا چونکہ اس کی ہر بات کا جواب دے رہے تھے اس لئے عمران نے بھی اپنا لہجہ نرم کر لیا تھا۔

”اس کا نام مجھے یاد کرنا پڑے گا۔ عجیب سا نام تھااس کا“۔ شکرے نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کہ تم سب اس کا نام بھول گئے ہو۔تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کو یاد ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میرے کسی ساتھی کو اس کا نام نہیں آتا۔ میں نے چونکہ یہ کام اکیلے کیا تھا اس لئے اسے میں ہی جانتا ہوں“...... شکرے نے جواب دیا۔

”تو پھر یاد کرنے کی کوشش کرو“...... عمران نے کہا۔

”میں کوشش کر رہا ہوں“...... شکرے نے کہا۔

”سنو۔ میں تم سے نرم لہجے میں بات کر رہا ہوں لیکن اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو تمہارا حشر عبرتناک ہو گا۔ اس لئے مجھے جلدی اس آدمی کا نام بتاؤ“...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ مجھے واقعی اس آدمی کا نام یاد نہیں آ رہا ہے“...... دوسرے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔تم ذہن پر زور دو“...... عمران نے کہا۔ وہ سوچ

میں ڈوب گئے۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اسے اغوا کہاں سے کیا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”مم مم۔ مجھے اس جگہ کا پتہ نہیں معلوم لیکن مجھے وہ سڑک یاد ہے۔جس سڑک پر وہ کوٹھی ہے“...... شکرے نے جواب دیا۔

”تم وہ کوٹھی تو ہمیں دکھا سکتے ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں ضرور۔ بس علاقے کا نام ذہن سے نکل گیا ہے“۔ شکرے نے زبردستی مسکرانے والے انداز میں کہا۔

”خیر۔ سڑک کا نام بتاؤ“...... عمران نے کہا۔

”رکو۔ مجھے اس علاقے کا نام بھی یاد آ گیا۔ وہ کوٹھی کہکشاں ٹاؤن میں واقع ہے“...... شکرے نے کہا۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ وہ رہائش گاہ کہکشاں ٹاؤن میں ہے“...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں“...... شکرے نے جواب دیا۔

”کہکشاں ٹاؤن کا نام سن کر تم چونکے کیوں ہو“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

”مجھے یہاں آنے سے پہلے صدیقی کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اتفاق سے چوہان اس راستے سے گزر رہا تھا جہاں تم تینوں پر حملہ کیا گیا تھا۔ چوہان اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ حملہ تم پر کیا گیا ہے لیکن جس کار سے بم پھینکتے دیکھا تھا اس نے

اس کار کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تھا اور پھر ایک مقام پر اس نے اس آدمی کو جا دبوچا تھا۔

اس آدمی نے اپنا نام آصف مقبول بتایا تھا اور وہ یہاں کے معروف سیاست دان چوہدری مقبول کا بیٹا ہے۔ چوہان نے اس کی اور اس کی کار کی تلاشی لی لیکن اسے کچھ نہ ملا تھا۔ لیکن اس نے چونکہ اسی کار سے بم پھینکتے دیکھا تھا اس لئے اس نے صدیقی سے بات کی اور پھر وہ آصف مقبول کو اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے لیکن وہاں بھی اس سے پوچھ گچھ کرنے کے باوجود ان کے کچھ ہاتھ نہ آیا تو انہوں نے اسے چوبیس گھنٹے اپنے پاس رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ وہ اس کی بھرپور نگرانی کر رہے ہیں تاکہ اگر اس معاملے میں انہیں آصف مقبول کے خلاف معمولی سا بھی کلیو ملے تو وہ اسے دبوچ لیں''...... عمران نے کہا۔

''انہوں نے اسے چھوڑ کیوں دیا۔ اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے سچ اگلواتے یا پھر اسے میرے حوالے کر دیتے۔ میں اس کا رعشہ رعشہ الگ کر کے اس سے ساری سچائی کا پتہ چلا لیتا''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ تمہارے سامنے جو بھی آ جائے وہ سچ اگل کر ہی رہتا ہے۔ تمہاری تو وہ مثال ہے کہ تم جنگل میں گھس جاؤ اور کسی ہرن کو پکڑ لاؤ تو تمہارے تشدد سے تنگ آ کر وہ یہی کہے گا کہ میں چور ہوں میں چور ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ

سب ہنس پڑے۔ عمران نے ایک پرانے لطیفے سے یہ بات اخذ کی تھی۔ یہ لطیفہ پاکیشیائی پولیس کے حوالے سے تھا کہ وہ جسے چاہیں مار مار کر چور کہنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

''میرے ساتھ چلو اور وہ کوٹھی مجھے دکھاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... شکرے نے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کار نکالو۔ اور اسے ساتھ لے چلو۔ میں صدیقی اور چوہان کو کال کر کے وہیں بلا لیتا ہوں۔ دیکھتے ہیں کہ اب ہمارے ہاتھ کیا لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے سیل فون پر صدیقی کو کال کیا اور اسے ساری تفصیل بتا کر اسے چوہان سمیت کہکشاں ٹاؤن آنے کا کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اس کی نگرانی سے کچھ حاصل ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ ہم نے اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس لگائی تھی اور اسے شہر کی ایک ویران سڑک پر چھوڑ دیا تھا۔ اس کے پاس سیل فون تھا۔ اس نے اپنے باپ کو فون کیا اور اس کا باپ اسے خود آ کر لے گیا تھا۔ پھر جب وہ

اسے لے کر اپنی رہائش گاہ پہنچا تو ایک عجیب سی بات ہوئی کہ ہمارے سسٹم میں یکلخت خلل آ گیا۔ ہم کوشش کے باوجود آصف مقبول کو چیک نہیں کر سکے۔ شاید اس رہائش گاہ میں جیمر لگے ہوئے ہیں یا پھر شاید آصف مقبول کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ہم نے اس کے جسم میں زیرو ڈیوائس چھپائی تھی یا پھر تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس نے چمڑے کا لباس یا جیکٹ پہن لی تھی جس کے باعث ہمارا اس ڈیوائس سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اور اب تک یہی پوزیشن ہے''...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''بہر حال۔ دیکھتے ہیں۔ تم دونوں پہنچو وہاں پر''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''بہت بہتر''...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔

''تم ان چاروں اور آفاق زبیری کا خیال رکھو۔ ان پر مزید حملے بھی ہو سکتے ہیں۔ کوشش کرو کہ تم سب آفاق زبیری کے ساتھ رہائش گاہ کے اندر ہی رہو تاکہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکیں۔ میں اسے ساتھ لے جا کر یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے پہلے جس آدمی کو کرنل کاشارا کے کہنے پر اغوا کیا تھا وہ کون تھا اور اس کا اس معاملے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اسے کھولو تنویر''...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر شکرے کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں شکرا آزاد ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں ملنا شروع ہو گیا۔ مسلسل بندھے بیٹھے رہنے کی وجہ سے اس کے جسم کے کئی حصے سن ہو گئے تھے۔ اس نے تھوڑا سا وارم اپ کیا اور پھر عمران اسے اپنے ساتھ لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تنویر کو ہوش آیا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ایک کمرے میں دیوار میں نصب زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ان زنجیروں کے آخر میں کڑے تھے جن میں تنویر کی کلائیاں جکڑی ہوئی تھیں۔ اس کے ذہن میں ابھی تک دھماکے ہو رہے تھے۔ شعور جاگتے ہی تنویر کے دماغ میں سابقہ منظر کسی فلمی منظر کی طرح چلنے لگا۔ جب وہ چھت پر پہنچا تھا تو اچانک اسے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ کوئی شیڈ کی طرف چھپا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ تنویر اس کی طرف مڑتا اچانک اس کے سر کے عقبی حصے پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے چیخ نکلتی ایک ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا اور پھر اس کے سر پر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا اور اس کے بعد اب اسے اس چھوٹے سے کمرے میں ہوش آ رہا تھا۔

سامنے کرسی پر ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی بیٹھا

ہوا تھا اور دروازے کے پاس مشین گنوں سے مسلح دو آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ وہ کرسی جس پر وہ بھاری آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ چھوٹی میز پر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

''جیرم۔ یہ تم نے اسے کون سا انجکشن لگا دیا تھا۔ یہ تو الٹا ہوش میں آ گیا ہے''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے گردن موڑ کر عقب میں موجود افراد سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے تو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا ہے۔ یہ دیکھیں ڈبیہ''...... ان دو مسلح افراد میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر جیب سے ایک ڈبیہ نکال کر اس آدمی کو دکھاتے ہوئے کہا۔ اس ڈبیہ میں ایک سرنج تھی جس میں ہلکے زرد رنگ کا محلول تھا۔

''ہونہہ۔ ہے تو یہ طویل بے ہوشی کا انجکشن۔ لیکن یہ تو ہوش میں آ گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''سنو یہ ریڈ مارٹن کی کال ہوگی''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اس آدمی سے جسے پہلے جیرم کہہ کر پکارا گیا تھا کہا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس بلیک ہاؤس''...... جیرم نے رسیور اٹھاتے ہی بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔ پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ یس سر یس سر

کہہ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کرنل کاشارا کا فون ہے''...... جیرم نے رسیور جلدی سے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیتے ہوئے کہا تو وہ بھی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''یس باس۔ میں جم مارک بول رہا ہوں''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور رکھا اور ایک طویل سانس لیا تو اس کی باتوں سے تنویر نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ اسے اغوا کرنے والا اسی کرنل کاشارا کا آدمی ہے جو آفاق زبیری کو اغوا کرنے یا اسے نقصان پہنچانے پر تلا ہوا تھا اور اس آدمی کا نام جم نارک ہے اور وہ اس وقت کسی بلیک ہاؤس میں موجود تھا۔ وہ اس کے ہوش میں آنے کے معاملے کو ڈسکس کر رہے تھے جبکہ تنویر کو معلوم تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

ظاہر ہے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کیا گیا اور پھر اسی بے ہوشی کے دوران طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا گیا اور دونوں کے اثرات ایک دوسرے سے مل کر ری ایکٹ کر گئے اور وہ ہوش میں آ گیا۔ تنویر کی انگلیاں کڑوں کے بٹنوں کی تلاش میں رینگ رہی تھیں لیکن تنویر بٹنوں کی ساخت محسوس کرتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ریموٹ کنٹرول کڑے ہیں۔ صرف انگلیوں سے پریس کر کے انہیں نہیں کھولا جا سکتا۔ لیکن تنویر کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس انداز میں اکٹھا

کیا جس انداز میں عورتیں چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھوں کو اکٹھا کرتی ہیں اور پھر اس نے ہاتھ نیچے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ اس کی کلائیوں میں موجود کڑے خاصے کھلے تھے کیونکہ تنویر کے ہاتھ اپنی جسامت کی نسبت قدرے چھوٹے تھے اور ان میں لچک بھی موجود تھی اس لئے اگر وہ کوشش کرتا تو ہاتھوں کو ان کڑوں سے کھینچ کر باہر نکال سکتا ہے۔ ایسا جولیا نے کئی بار کیا تھا اور اس بار تنویر، جولیا کے اس طریقے کو آزمانا چاہتا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے کوشش شروع کر دی۔

''اب تمہیں ہوش آ گیا ہے تو اپنا نام بتاؤ''...... جم مارک نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام ارسلان احمد ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''تمہارا تعلق پاکیشیا کی کس ایجنسی سے ہے''...... جم مارک نے تیز لہجے میں کہا۔

''محکمہ سراغ رسانی سے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا میں تو کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جسے محکمہ سراغ رسانی کا نام دیا گیا ہو''...... جم مارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ نیا محکمہ ہے اور پاکیشیائی صدر نے حال میں ہی قائم کیا ہے ور یہ ادارہ وزیر اعظم کو بھی نہیں بلکہ صرف صدر مملکت کو جواب دہ ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ تو ناممکن ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ہم نے اس سلسلے میں ساری معلومات حاصل کرلی ہیں۔ جیرم"...... جم مارک نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جیرم نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کوڑا لے آؤ۔ یہ میرے سامنے جھوٹ بول رہا ہے۔ جم مارک کے سامنے۔ میں اس کی کھال کھینچ لوں گا"...... جم مارک نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ کرنل کاشارا ناراض ہو گئے تو ہمارے لئے بہت برا ہو گا۔ وہ خود یہاں پہنچنے والے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ ہم کچھ دیر اور انتظار کریں"...... جیرم نے جم مارک کے قریب آ کر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک کہہ رہے ہو تم"...... جم مارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیرم پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے تنویر کا ہاتھ زور لگانے کی وجہ سے پسینے سے بھیگ کر آسانی سے پھسل کر کڑے سے باہر آ گیا۔ تنویر نے بڑی مشکل سے کڑے اور زنجیر کو دیوار سے ٹکرانے سے روکا کیونکہ ابھی دوسرا ہاتھ کڑے میں موجود تھا اور پھر چند لمحوں کی کوششوں کے بعد وہ ہاتھ بھی کڑے سے باہر آ گیا تو تنویر نے اس کڑے اور زنجیر کو بھی دیوار سے ٹکرانے سے روک لیا۔ اب اس کی نظریں ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جم مارک سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جیرم اور اس کا ساتھی ہاتھوں میں مشین

گنیں پکڑے دروازے کے ساتھ جم مارک سے کافی پیچھے ہٹ کر کھڑے تھے۔

تنویر کو معلوم تھا کہ اگر اس سے معمولی سی بھی غلطی ہو گئی تو وہ آسانی سے مشین گن کی گولیوں کا نشانہ بن جائے گا۔ جم مارک اور اس کے ساتھیوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا اور پھر تنویر جہاں موجود تھا وہاں سے جم مارک کی کرسی بھی کچھ فاصلے پر ہونے کے ساتھ ساتھ سائیڈ پر تھا۔ اگر تنویر پہلے جم مارک کی طرف جاتا تو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ راستے میں ہی ہٹ ہو سکتا تھا لیکن بہر حال اس نے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا اس لئے اس نے جیرم اور اس کے ساتھی پر براہ راست حملہ کرنے اور ان سے مشین گنیں چھیننے کا فیصلہ کر لیا۔

"ارے یہ کیا"...... اچانک تنویر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح دروازے کی طرف دوڑا جیسے کوئی بھوت اس کے پیچھے لگ گیا ہو۔

"کیا۔ کیا ہو رہا ہے"...... جم مارک نے یکلخت چیختے ہوئے کہا ر کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیوں بھاگ رہا ہے"...... جیرم کے منہ سے نکلا۔ تنویر کی یہ سیاتی ترکیب خاصی کامیاب رہی۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات نہ سکی کہ تنویر تو کڑوں میں جکڑا ہوا تھا پھر اچانک کیسے رہا ہو گیا اور ر اس سے پہلے کہ وہ ذہنی طور پر سنبھلتے تنویر نے جیرم اور اس کے

ساتھی کے قریب پہنچ کر یکلخت ہوا میں جمپ لیا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات جیرم کے سینے پر اور دوسری ساتھ کھڑے ہوئے اس کے ساتھی کے سینے پر لگی اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے فضا میں الٹی قلابازی کھائی اور پلک جھپکنے میں وہ فرش پر پڑی ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اٹھائے نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ دوڑتا ہوا سائیڈ دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ جب تنویر، جم مارک کی کرسی کے قریب پہنچا تو اس وقت جیرم اور اس کا ساتھی فرش پر گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے جبکہ جم مارک بت کا بت بنا کھڑا تھا۔

تنویر یکلخت رکا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جم مارک چیختا ہوا نیچے گرا جبکہ تنویر کا ہاتھ گھوما اور فرش سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جیرم اور اس کا ساتھی چیختے ہوئے دوبارہ نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ تنویر کا ہاتھ ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فرش پر گر کر تڑپتا ہوا جم مارک جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ایک بار پھر فائرنگ کی زد میں آ کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ تنویر تیزی سے جیرم اور اس کے ساتھی کی طرف گھوما لیکن وہ دونوں ہی فرش پر گر کر ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ اس نے جھک کر جم مارک کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکلا تو تنویر نے مشین گن ایک طرف

پھینکی اور مشین پسٹل لے کر کھڑا ہو گیا۔

''کرنل کا شارا آنے والا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے مجھے یہاں پر موجود تمام افراد کا خاتمہ کرنا ہے''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر تنویر باہر آ گیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں کئی کمروں کے دروازے تھے اور آگے جا کر راہداری دائیں طرف کو مڑ جاتی تھی۔

تنویر اس راہداری میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک چٹ کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر اس ذہن پر ایک بار پھر گہرے سیاہ رنگ کی چادر پھیلتی چلی گئی اور اس کے ذہنوں پر آخری احساس یہی ابھرا کہ اس بار یقینی موت نے اسے گھیر لیا ہے۔

کار کہکشاں ٹاؤن کے سامنے روک کر عمران نے کار سے نیچے اتر
کر دروازے پر موجود چوکیدار کو ایک کارڈ پکڑا دیا۔
"ہمیں چوہدری مقبول صاحب سے ملنا ہے"...... عمران نے کار
سے نکلتے ہوئے کہا۔
"ان سے ملنے کے لئے پہلے سے ٹائم لینا پڑتا ہے۔ وہ بہت
بڑے سیاسی لیڈر ہیں"...... چوکیدار نے کہا۔
"ہم جانتے ہیں۔ آپ انہیں یہ کارڈ دے دیں۔ ہمارا تعلق محکمہ
سراغ رسانی سے ہے"...... عمران نے کہا۔
"کیا کہا۔ محکمہ سراغ رسانی سے"...... چوکیدار نے کہا۔
"جی ہاں"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ آپ یہاں رکیں۔ میں صاحب کو بتا کر آتا
ہوں"...... اس نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
چوکیدار چھوٹا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ

واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات تھے۔ چہرہ
غصے سے تپا ہوا تھا۔
"کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔
"انہوں نے آپ سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے بہتر
ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں"...... چوکیدار نے غصے کہا۔ اس کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ اندر سے اچھی خاصی جھاڑ کھا کر آیا ہو۔
"ایک بار پھر ان کے پاس جاؤ اور جا کر ان سے کہو کہ مجھ سے
مل لینے میں ان کی بھلائی ہے۔ دوسری صورت میں محکمہ سراغ
رسانی کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ ہم پرائم منسٹر کو بھی اپنے دفتر
میں طلب کر سکتے ہیں"...... اس بار عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا اور اس کا سرد لہجہ سن کر وہ بوکھلا گیا۔
"ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں"...... اس نے کہا اور پھر دوبارہ
اندر چلا گیا۔ اس بار اس نے آنے میں دیر نہ لگائی۔
"کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔
"آئیں۔ صاحب آپ سے ملنے کے لئے تیار ہیں"...... اس
نے کہا۔
"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ گیٹ
سے اندر داخل ہو گیا۔ چوکیدار انہیں ایک کمرے میں لے آیا۔
جہاں چوہدری مقبول اور اس کا بیٹا آصف مقبول بھی موجود تھا۔ اس
نے واقعی لباس کے اوپر سیاہ رنگ کے چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی

تھی۔

"تو آپ نے مجھے دھمکی دینے کی کوشش کی ہے کہ آپ مجھے اپنے دفتر میں طلب کر سکتے ہیں۔ آخر یہ محکمہ سراغ رسانی ہے کیا۔ اس کے بارے میں آج تک میں نے نہیں سنا ہے"...... چوہدری مقبول نے عمران کو دیکھ کر غصے سے کہا۔

"یہ حال میں ہی قائم کیا گیا نیا محکمہ ہے جناب اور اس محکمہ کے تمام ممبران صرف اور صرف صدر صاحب کو جواب دہ ہیں۔ صدر صاحب نے اس محکمہ کو ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے تاکہ آپ جیسے لوگوں سے ملاقات کرنے اور پوچھ گچھ کرنے میں ہمیں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ہم آپ جیسے لوگوں کو جب چاہیں اپنے آفس میں طلب کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں صدر صاحب کا قریبی ساتھی ہوں۔ انہوں نے تو مجھے ایسے کسی محکمے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔ بہرحال میں آج ہی ان سے بات کرتا ہوں"...... چوہدری مقبول نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کام آپ ہمارے سوالات کا جواب دینے کے بعد کر لینا"...... عمران نے کہا۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ"...... چوہدری مقبول نے پوچھا۔

"کیا آپ کے بیٹے کو کچھ عرصہ پہلے اغوا کیا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ کون سی پوشیدہ بات ہے۔ اخبارات نے اس خبر کو بڑھا چڑھا کر شائع کیا تھا"...... چوہدری مقبول نے کہا۔

"شکریہ۔ اغوا کرنے والے نے کیا مطالبہ کیا تھا اور کیا آپ نے اس کا مطالبہ پورا کیا تھا یا آپ کے بیٹے کو پولیس نے بازیاب کرایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"مطالبہ پورا کیا تھا میں نے اس کا۔ ہمارے ملک کی پولیس اس قابل کہاں کہ وہ کچھ کر سکے"...... چوہدری مقبول نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اسے کتنی رقم دی تھی اور کیسے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ اتنی مدت بعد آپ کو اس معاملے کا خیال کیسے آ گیا"۔ چوہدری مقبول نے الٹا سوال کیا۔

"یہ خیال مجھے آیا نہیں۔ اس شخص کی ایک اور واردات کے سلسلے میں یہ بات سامنے آئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ ایک اور واردات۔ کیا وہ ایسی وارداتیں کرتا رہتا ہے"...... چوہدری مقبول نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ آپ کے بیٹے کو کسی نے عام شخص نے اغوا نہیں کیا تھا۔ ایک پیشہ ور مجرم نے ایسا کیا تھا۔ اس کا کام ہی یہی ہے"۔ عمران نے بتایا۔

"اوہ۔ اب اس نے کسے اغوا کیا ہے"...... چوہدری مقبول نے

چونک کر پوچھا۔

"اس کے آدمی آفاق زبیری کو اغوا کرنے آئے تھے۔ لیکن ان کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ میرے ساتھی اس کے راستے میں آ گئے۔ اس طرح آفاق زبیری صاحب تو بچ گئے لیکن میرا ایک ساتھی ان کے ہاتھ لگ گیا لیکن ہم نے بھی اس گروہ کے پانچ آدمی گرفتار کر لئے۔ ان پانچوں کے ذریعے پتا چلا کہ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے آپ کے بیٹے کو بھی اغوا کیا تھا"...... عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے خیر اس نے مجھ سے پچاس لاکھ روپے طلب کئے تھے۔ وہ پچاس لاکھ روپے ایک بریف کیس میں رکھ کر میں نے بلیک ہاؤس میں پہنچائے تھے"...... چوہدری مقبول نے کہا۔

"کک۔ کیا کہا۔ بلیک ہاؤس"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ آپ یہ سن کر چونکے کیوں ہیں"...... آصف مقبول نے پوچھا۔

"اسی بنگلے میں ہی آپ کے بیٹے کو لے جا کر رکھا گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے جیسے یہ بلیک ہاؤس اس مجرم کو ہیڈ کوارٹر ہے۔ آپ سوٹ کیس وہاں رکھ آئے تھے پھر آپ کا بیٹا آپ کو کب ملا"...... عمران نے کہا۔

"میرا بیٹا دو گھنٹے بعد گھر پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے اسے جس جگہ

رکھا ہوا تھا۔ وہاں سے آنکھوں پر پٹی باندھ کر نکالا تھا اور وہ اسے ایک سڑک پر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جب تک وہ اپنی آنکھوں سے پٹی اتارتا۔ گاڑی اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی"۔ چوہدری مقبول نے کہا۔

"اس کے بعد تو اس اغوا کرنے والے نے کبھی آپ سے رابطہ نہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"جی۔ جی نہیں۔ بالکل نہیں"...... چوہدری مقبول نے قدرے گھبرا کر کہا۔ ٹائیگر نے اس کی طرف چونک کر دیکھا پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"باس یہ کچھ چھپا رہا ہے"...... ٹائیگر نے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ہاں میں سمجھتا ہوں"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکال کر ایکسچینج کے نمبر ملائے اور ڈپٹی ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس کے طور پر اپنا تعارف کرانے کے بعد آپریٹر کو چوہدری مقبول کا فون نمبر بتایا۔

"اس نمبر پر کی جانے والی ہر کال کی بات چیت ٹیپ کی جائے گی۔ میں شام تک رپورٹ لوں گا۔ رپورٹ دینے کے بعد بھی یہ چیکنگ جاری رہے گی"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا خیال ہے ٹائیگر۔ ہم ذرا بلیک ہاؤس کا ایک چکر نہ لگا آئیں"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔
''آؤ پھر چلیں کیونکہ ایکسچینج سے اطلاع ملنے میں تو ابھی دیر لگے گی''...... عمران نے کہا۔
''کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اغوا کرنے والے کا اب تک چوہدری مقبول سے رابطہ ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔
''ہاں بالکل۔ شاید وہ ہر ماہ اس سے رقم وصول کرتا ہے یا پھر کبھی کبھار وہ اس کے بیٹے کو اغوا کرنے کی دھمکی دے کر کوئی کام لیتا رہتا ہے۔ آخر یہ ایک بڑا سیاسی لیڈر ہے۔ لوگ اس کے ذریعے کئی کام نکال سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔
''آپ کا اندازہ درست لگ رہا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر دونوں بلیک ہاؤس کی طرف روانہ ہوئے۔
''باس۔ کیا مس جولیا اور صفدر کو بھی ساتھ لینا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔
''نہیں۔ ان کی آفاق زبیری صاحب کے پاس موجودگی ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔
'' آفاق زبیری والا مسئلہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر کرنل کاشارا اس کا دشمن کیوں بنا ہوا ہے اور وہ اس سے چاہتا کیا ہے۔ کیا واقعی وہ اس سے اس ایجنٹ کی ہلاکت کا بدلہ لینا چاہتا ہے جسے آفاق زبیری نے ہلاک کیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔
''میں نے جولیا اور صفدر سے کہا تھا کہ وہ ہر صورت میں آفاق

زبیری سے بات کریں اور ان سے پوچھیں کہ اصل معاملہ ہے کیا آفاق زبیری نے جو کچھ بتایا ہے وہ بات میرے حلق سے نیچے اتر نہیں رہی کہ انہیں بدلہ لینے کے لئے ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تگ و دو کی جا رہی ہے۔ معاملہ کچھ اور ہی ہے اور وہ معاملہ آفاق زبیری ہی بتا سکتا ہے کہ اصل میں یہ سب ہے کیا اور اس کے دشمن اس سے کیا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ اس نے کچھ سوچ کر جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ملتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔
''جس کا جو لیا ہے وہ اسے واپس کیوں نہیں کر دیتی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''تم''...... دوسری طرف سے جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔
''میرے سوا تمہیں کون کال کر سکتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تمہیں دوسروں سے زیادہ میری کال کا ہی انتظار رہتا ہے۔ کیوں میں سچ کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''اپنا منہ دھو رکھو۔ میں کیوں کرنے لگی تمہاری کال کا انتظار''۔ جولیا نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''اب تو ہمارے درمیان سے ہڈی بھی ہٹ گئی ہے۔ اب تو مجھ سے سیدھے منہ بات کر لو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ہڈی ہٹ گئی ہے۔ کیا مطلب“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”وہ ہوتی ہے نا کباب میں ہڈی۔ صفدر کو کہا ہوتا تو وہ سمجھ جاتا کہ میں تنویر کی بات کر رہا ہوں جو ہمارے درمیان ڈائناسور کی ہڈی بنا ہوا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں یہاں تمہاری فضول باتیں سننے کے لئے نہیں بیٹھی ہوں۔ بتاؤ کیوں فون کیا ہے“...... دوسری طرف سے جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”اگر میں کہوں کہ میں نے تم سے کچھ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے تو“...... عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف جولیا غرا کر رہ گئی۔

”تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ اب میں تمہاری باتوں میں آنے والی نہیں ہوں۔ سمجھے“...... جولیا نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”ارے باپ رے۔ گولی مار دو گی تو پھر میں کنوارا ہی مر جاؤں گا“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف جولیا خاموش ہو گئی۔

”کیا میں فون آف کر دوں“...... چند لمحوں بعد جولیا کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

”وہاں پر کیا حالات ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”فی الحال سکون ہے“...... جولیا نے جواب دیا۔

”آفاق زبیری نے ان دشمنوں کے بارے میں کوئی بات

بتائی۔ آخر وہ کیوں انہیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ جو کچھ انہوں نے بتایا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا تھا۔ مزید انہوں نے کچھ نہیں بتایا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”میں نے جانے سے پہلے تمہیں اور صفدر کو اشارہ کیا تھا کہ میرے آنے تک اسے مزید کریدنے کی کوشش کرنا“...... عمران نے کہا۔

”ہم نے متعدد بار انہیں کریدنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اپنی اسی کہانی پر قائم ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کوشش کرتے رہو“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں ایک بار پھر ان سے بات کر کے دیکھ لیتی ہوں۔ اگر انہوں نے کچھ بتایا تو میں تمہیں کال کر کے بتا دوں گی“۔ جولیا نے کہا۔

”مجھے ان کی باتوں پر ایک فیصد بھی یقین نہیں ہے۔ آخر ان کے دشمنوں کو ان سے بدلہ لینے کا خیال دس سال بعد کیوں آیا“...... عمران نے کہا۔

”یہ سوال اہم ہے۔ میں ابھی پوچھ لیتی ہوں۔ لیکن ظاہر ہے۔ اس بات کا جواب آفاق زبیری کیا دے سکتے ہیں۔ خیال کے آنے کی وجہ وہ لوگ بتا سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”پھر بھی تم ان سے یہ سوال ضرور کرو“...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہم تنویر کی تلاش میں بلیک ہاؤس جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا۔

''چوہان نے جس آدمی کا تعاقب کیا تھا اسے بھی اغوا کیا گیا تھا۔ اس کا نام آصف مقبول ہے اور اسے بھی اغوا کر کے بلیک ہاؤس میں ہی لے جایا گیا تھا۔ شاید یہ کرنل کاشارا کا کوئی خاص ٹھکانہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تنویر بھی ہمیں وہیں مل جائے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو تنویر کے وہاں سے ملنے کی امید کی جا سکتی ہے''...... جولیا نے پرجوش انداز میں کہا۔

''امید تو کی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ارے ارے۔ یہ۔ یہ کیا''...... عمران نے اچانک جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن جواب میں اسے جولیا کی آواز سنائی نہ دی۔

''جولیا۔ جولیا۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا۔

''کیا ہوا باس''...... عمران کو پریشان دیکھ کر ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا مجھ سے بات کرتے کرتے بری طرح سے چیخی تھی۔ وہاں ضرور کچھ ہوا ہے''...... عمران نے بے تابی سے کہا۔ اس نے ایک بار پھر تیزی سے جولیا کے سیل فون کے نمبر پریس کئے۔ دوسری طرف بیل جانے کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن جولیا اس کی کال رسیو نہ کر رہی تھی۔ عمران نے فوراً کال منقطع کی اور صفدر کے سیل فون پر کال کرنے لگا لیکن صفدر کے سیل فون کی بھی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ بھی اس کی کال اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔

''کیا ہوا باس''...... ٹائیگر نے فوراً پوچھا۔

''آفاق زبیری صاحب کی رہائش گاہ پر ضرور پھر کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہوئی ہے''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ادھر چلیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''رکو۔ میں آفاق زبیری کا نمبر ملاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے آفاق زبیری کے سیل فون اور پھر ان کی رہائش گاہ کے نمبر پریس کئے لیکن وہاں بھی وہی سچوئیشن تھی۔ گھنٹی تو بج رہی تھی لیکن کوئی کال اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔

''شاید وہاں کے حالات زیادہ خراب ہیں۔ ہمیں فوری طور پر ادھر کا رخ کرنا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ہم اپنا کام کریں گے۔ چاہے کچھ ہو جائے۔ ہوسکتا ہے یہ ہمیں اس طرف جانے سے روکنے کا انتظام کیا جا رہا ہو''۔

عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس بات کا امکان ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے کار پھر اسٹارٹ کی اور پھر وہ کار تیزی سے سڑک پر دوڑاتا چلا گیا۔ عمران پہلے شکرے کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن جب ٹائیگر نے اسے بتایا کہ اس نے بلیک ہاؤس دیکھا ہوا ہے تو اس نے شکرے کو وہیں چھوڑ دیا اور اس نے آتے ہوئے جولیا کو بھی اشارہ کر دیا تھا کہ وہ ان پانچوں کو ہلاک کر دے۔

تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ جلد ہی شہر سے باہر نکل گئے کیونکہ بلیک ہاؤس شہر سے باہر ایک چھوٹے سے جنگل میں تھا۔ وہاں آبادی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی انہیں عجیب سا احساس ہوا۔ عمران نے کار کی رفتار قدرے کم کر دی۔ اسی لمحے جنگل میں انہیں کسی اسپیکر پر ایک تیز آواز سنائی دی۔

''ہمارے مہمان پہنچ گئے ہیں''...... یہ آواز بے حد بھاری اور نہایت گونجدار تھی۔ اس آواز کو سن کر عمران اور ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ انہیں اس بات کی توقع نہ تھی کہ ان کی آمد کا اس انداز میں ڈھنڈورا پیٹا جائے گا۔ وہ آواز انتہائی عجیب اور ڈراؤنی سی تھی جیسے کوئی جن یا دیو بول رہا ہو۔

صفدر اور جولیا ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ عمران کا فون آ گیا تو جولیا اس سے باتیں کرنے لگی۔ ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ اچانک اسے فرش پر سیاہ رنگ کا ایک کوبرا ناگ نظر آیا۔ کوبرا نے زور دار پھنکار ماری تو نہ چاہتے ہوئے بھی جولیا کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی اور اس کے ہاتھ سے سیل فون چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ جولیا اچھل کر میز پر چڑھ گئی۔ صفدر بھی ارے باپ رے کہتا ہوا میز پر آ گیا۔ دونوں حیرت اورخوف زدہ نظروں سے کوبرا کو دیکھنے لگے۔

''حیرت ہے آفاق زبیری نے کوبرا جیسے زہریلے اور انتہائی خطرناک ناگ بھی پال رکھے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے اس ناگ کا تو کچھ انتظام کرو۔ یہ بات تو ہم ان سے بعد میں بھی پوچھ سکتے ہیں کہ یہ ان کا پالتو ناگ ہے یا اچانک کہیں

سے یہاں آ گیا ہے''...... جولیا نے بوکھلا کر کہا۔

''اور مجھے فکر ہے عمران صاحب کی۔ کہیں وہ آپ کی چیخ سے پریشان ہو کر ادھر نہ آ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے ناگ''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھی بات ہے''...... صفدر نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ ناگ کے پھن کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ ناگ کا پھن اڑ گیا اور اس کا باقی جسم بل کھانے لگا۔ ایسے میں انہوں نے آفاق زبیری اور دوسروں کے چیخنے کی آوازیں سنیں۔ وہ چھلانگ لگا کر ان کی طرف دوڑے۔ مشین پسٹل اب تک صفدر کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے دیکھا۔ آفاق زبیری اور ان کے ساتھ ان کے چار محافظ تھے جو صحن میں کھڑے تھے اور بری طرح سے چیخ رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... صفدر نے بلند آواز میں کہا۔ وہ یکلخت خاموش ہو گئے۔

''سس۔ ناگ''...... آفاق زبیری نے کانپ کر کہا۔

''گھبرانے کی ضرورت نہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اگر گھر میں ناگ گھس آئے تو کیا آپ کے نزدیک یہ گھبرانے کی بات نہیں ہے''...... آفاق زبیری نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

''آپ غلط سمجھے۔ ہم نے ناگ کو مار دیا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ارے ہاں۔ ہم نے آپ کے کمرے میں فائرنگ کی آواز سنی تھی''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ادھر بھی ناگ تھا''...... آفاق زبیری کے ایک ساتھی نے کہا۔ اس کے لہجے میں خوف تھا۔

''اوہ۔ تو کیا ادھر کوئی دوسرا ناگ موجود ہے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''اس کمرے میں ہے۔ ہم اس کمرے میں ہی تھے کہ وہ ناگ اندر داخل ہوا۔ بس ہم تو چیختے چلاتے باہر نکل آئے۔ ناگ اندر رہ گیا''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ دو دو ناگ''...... صفدر نے بوکھلا کر کہا پھر وہ مشین پسٹل ہاتھ میں لئے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھے۔ جولیا نے بھی مشین پسٹل ہاتھ میں لے لیا اور اس کے پیچھے چلی گئی۔

''اوہ اوہ۔ یہ خطرہ مول نہ لیں۔ وہ کوبرا ناگ ہے۔ میں کسی سپیرے کو بلوا لیتا ہوں''...... آفاق زبیری نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں۔ بس آپ دیکھتے جائیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر نشانہ چوک گیا تو وہ اچھل کر وار کرے گا اور اگر ڈسنے میں کامیاب ہو گیا تو آپ تو گئے کام سے''...... آفاق زبیری کے دوسرے ساتھی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"اللہ مالک ہے"...... صفدر نے کہا پھر اس نے دروازہ تھوڑا سا کھولا۔ ناگ نظر نہ آیا تو پورا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو ناگ دیوار پر چڑھ رہا تھا۔

"جولیا تم بھی نشانہ لو۔ ہم ایک ساتھ فائر کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"پہلے ہم خود کو دوسرے کمرے میں بند کر لیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اسے آسانی سے ہلاک کر دیں گے"...... صفدر نے کہا۔ اس نے اور جولیا نے ایک ساتھ کوبرا ناگ کا نشانہ لیا اور فائر کر دیئے۔ ناگ فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ انہوں نے فرش پر اس کا خون پھیلتے دیکھا۔

"آ جائیں۔ ہم نے اس ناگ کو بھی ہلاک کر دیا ہے"...... صفدر نے بلند آواز میں کہا۔ دروازہ کھلا اور وہ سب باہر نکلے۔ ناگ کو مردہ دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔

"آپ۔ آپ تو کمال کے لوگ ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔ اسی لمحے دروازے کی گھنٹی بجی انہوں نے سوالیہ انداز میں آفاق زبیری کی طرف دیکھا۔

"انداز اجنبی سا ہے"...... آفاق زبیری نے پریشان ہو کر کہا۔

"تب پھر۔ آپ یہیں ٹھہریں"...... جولیا نے کہا۔

"اوکے"...... آفاق زبیری نے کہا۔ جولیا اور صفدر مشین پسٹل ہاتھ میں لئے دروازے پر بڑھ گئے۔

"کون ہے"...... صفدر نے دروازے کے قریب پہنچ کر بلند آواز میں کہا۔

"نواب سرفراز ہاشم"...... باہر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کون نواب سرفراز ہاشم"...... صفدر نے پوچھا۔

"میں آفاق زبیری کا دوست ہوں"...... باہر سے آواز سنائی ی۔

"ایک منٹ ٹھہریں جناب"...... صفدر نے کہا اور واپس عمارت ں گیا جہاں آفاق زبیری موجود تھے۔

"باہر کوئی نواب سرفراز ہاشم ہیں"...... صفدر نے آفاق زبیری ے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا"...... انہوں نے کہا اور باہر نکل آئے پھر دروازے ں طرف بڑھے۔

"آپ یکدم دروازہ نہیں کھولیں گے پہلے آپ اپنا پورا اطمینان یں۔ ہوسکتا ہے باہر نواب سرفراز ہاشم نہ ہوں۔ آپ کے دشمن ں انہوں نے کسی طرح پتا چلا لیا ہو کہ آپ کے ایک دوست کا نواب سرفراز ہاشم ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ میں سمجھ گیا"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"میں آفاق زبیری ہوں۔ کیا باہر واقعی نواب صاحب موجود

ہیں''...... آفاق زبیری نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

''ہاں آفاق زبیری میں ہی ہوں نواب سرفراز ہاشم''۔ دروازے کے باہر سے آواز آئی۔

''آواز تو نواب صاحب کی ہی معلوم ہو رہی ہے''...... آفاق زبیری نے صفدر اور جولیا سے کہا۔

''آپ پہلے تسلی کر لیں۔ آواز بدل کر بھی بولا جا سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ تب پھر میں کیا کروں''...... آفاق زبیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ اوپر چھت پر جائیں اور اوپر سے جھانک کر دیکھیں بلکہ وہیں سے ان سے دو چار باتیں بھی کر لیں۔ اس طرح آپ کا اطمینان ہو جائے گا تو دروازہ کھول دیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ خاندانی نواب ہیں۔ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ برا منا جائیں گے''...... آفاق زبیری نے گھبرا کر کہا۔

''انہیں بعد میں صورتحال بتا دیں گے''......صفدر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ جو کہیں گے میں وہی کروں گا''...... آفاق زبیری نے کہا پھر وہ اوپر چلے گئے ان کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ آخر وہ نیچے اتر آئے۔

''وہ نواب سرفراز ہاشم ہی ہیں۔ میرے دوست اور وہ اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا ایک دوست بھی ہے''...... یہ کہہ کر

وہ آگے بڑھے تاکہ دروازہ کھول سکیں۔

''کیا نواب صاحب اسی شہر میں رہتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ دوسرے شہر میں ہیں اور اب ریٹائرڈمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔

''ایسی کیا مصیبت آ گئی ہے تم پر آفاق زبیری جو تم اس قدر احتیاط برت رہے ہو اور مجھ سے بھی سوال و جواب کر رہے تھے۔ کیا میں اتنا ہی گیا گزرا ہوں''...... باہر سے اندر آنے والے لمبے چوڑے آدمی نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

''سوری نواب صاحب۔ رئیلی سوری۔ بس ایک مسئلہ ہو گیا ہے س لئے احتیاط کرنی پڑ رہی ہیں''...... آفاق زبیری نے کہا اور پھر ہ بڑے پرتپاک انداز میں اس سے ملا۔ اس نے نواب سرفراز ہاشم کے ساتھ آنے والے آدمی سے بھی ہاتھ ملایا۔

''آئیں۔ اندر آئیں اور یہ آپ کے ساتھ کون صاحب ں''...... آفاق زبیری نے نواب صاحب کے ساتھی کی طرف شارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''یہ میرے دوست بابر سکندر حیات ہیں۔ میرے پڑوسی بھی ں۔ میں اس طرف آ رہا تھا تو سوچا کہ اکیلے جانے کی بجائے ں بھی ساتھ لے چلوں''...... نواب سرفراز ہاشم نے کہا۔

"اوہ اچھا"...... آفاق زبیری نے کہا اور پھر سب لوگ صحن میں آ گئے۔

"ہاں اب بتاؤ۔ یہ دروازہ کھولنے میں اس قدر احتیاط کی کیا ضرورت تھی"...... نواب سرفراز ہاشم نے کہا۔

"ہم کمرے میں جا رہے ہیں آفاق زبیری صاحب۔ کوئی ضرورت محسوس ہو تو بلا لیجئے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے"...... آفاق زبیری نے کہا۔ وہ دونوں پہلے والے کمرے میں ہی آ گئے۔ ملازم نے اس وقت تک فرش صاف کر دیا تھا۔

"اس بار ان کے دشمنوں نے گویا کسی سپیرے کی خدمات حاصل کی تھیں لیکن ان کا یہ وار بھی خالی گیا۔ ویسے ہمارے ہاتھ ایک سراغ لگ گیا ہے۔ ہم اس سپیرے کو پکڑ سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل۔ یہ کام میں صدیقی کے ذمے لگاتا ہوں"۔ یہ کہہ کر صفدر نے صدیقی کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے صدیقی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"کیا ہوا۔ عمران صاحب نے بتایا تھا کہ تم جولیا اور تنویر کے ساتھ آفاق زبیری کی رہائش گاہ میں ہو اور وہاں کوئی کام کر رہے

ہو"...... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا۔

"ہاں"...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے صدیقی کو ساری تفصیل بتا دی۔ آخر میں اس نے صدیقی کو اس رہائش گاہ میں آنے والے کوبرا ناگوں کے بارے میں بتایا تو صدیقی چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ تو آفاق زبیری کو ہلاک کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جبکہ شروع میں ہمیں ایسا لگا تھا کہ وہ لوگ آفاق زبیری کو اغوا کرنا چاہتے ہیں لیکن اب جو صورتحال سامنے آ رہی ہے اسے دیکھ کر تو اب یہ لگ رہا ہے کہ ان کا ارادہ بدل گیا ہے اور اب وہ آفاق زبیری کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اس رہائش گاہ میں اس قدر خوفناک زہریلے کوبرا ناگ یہاں سے آ سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تو تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس بات کا پتہ لگاؤں کہ کس نے یہ کوبرا ناگ کس سے اور کس مقصد کے لئے حاصل کئے تھے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں کوبرا ناگوں کی نسل نایاب ہے۔ یہ بہت کم سپیروں کے پاس پائے جاتے ہیں اس لئے تمہیں یہ معلوم کرنے میں مشکل نہیں ہو گی کہ یہ کس سپیرے سے حاصل کئے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پتہ کراتا ہوں۔ اس کام کے لئے میں باقی

ساتھیوں کو بھی ساتھ لے لیتا ہوں تاکہ کام جلد ہو جائے“...... صدیقی نے کہا۔

”یہی مناسب رہے گا“...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

”اس وقت اور ان حالات میں نواب اور اس کے دوست کی آمد مجھے کھٹک رہی ہے“...... جولیا نے دبی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ یہ کوئی چکر بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان پر نظر رکھنا ہوگی۔ ویسے نواب سرفراز ہاشم میک اپ میں نہیں لگتا“...... صفدر نے کہا۔

”اور اس کا دوست“...... جولیا نے کہا۔

”میں نے اسے بھی غور سے دیکھا ہے۔ وہ بھی میک اپ میں نہیں ہے“...... صفدر نے کہا۔

”اس کے باوجود احتیاط کی ضرورت ہے۔ دشمن ہر طرف سے وار کرنے کے چکر میں ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح آفاق زبیری کو اغوا یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دال نہ گلتے دیکھ کر انہوں نے سوچا ہوگا کہ گھر کے اندر اپنے آدمی پہنچائے جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”لیکن اس کے لئے وہ آفاق زبیری صاحب حقیقی دوست کو کس طرح گانٹھ سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”بھلا میں اس سوال کا جواب کیسے دے سکتی ہوں“...... جولیا نے منہ بنایا۔

”ہو سکتا ہے۔ سکندر حیات دشمن کا آدمی ہو اور انہوں نے اسے

نواب سرفراز ہاشم کے ذریعے یہ کام کرنے کا حکم دیا ہو۔ نواب سرفراز ہاشم کو اس بات کا علم نہیں ہوگا“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اس بات کا امکان ہو سکتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”اب ہمیں رات کو جاگنا ہوگا۔ یہ لوگ اگر کسی چکر میں ہیں تو اپنا کام رات کو شروع کریں گے“...... صفدر نے کہا۔

”او کے۔ تو پھر ہم باری باری جاگیں گے۔ آدھی رات تک تم جاگو اس کے بعد میں جاگتی رہوں گی“...... جولیا نے کہا۔

”منظور۔ ارے عمران صاحب اور ٹائیگر ادھر نہیں آئے۔ اس کا مطلب ہے انہوں نے سوچا ہوگا۔ ادھر جو گڑبڑ ہے۔ اس سے ہم نبٹ لیں گے۔ وہ اپنا کام درمیان میں کیوں چھوڑیں“...... صفدر نے کہا۔

”اچھا کیا ہے انہوں نے کہ یہاں آنے کی حماقت نہیں کی“...... جولیا نے کہا۔

”کیا خیال ہے۔ انہیں کال کر کے اپنی خیریت سے آگاہ نہ کر دیا جائے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ میرے سیل فون پر عمران کی دو مس کالیں ہیں۔ وہ یقیناً پریشان ہوگا“...... جولیا نے کہا۔

”میرے سیل پر بھی عمران صاحب کی مس کالز موجود ہیں“۔ صفدر نے کہا۔

”تو پھر کرو اسے کال اور بتا دو کہ یہاں کیا ہوا تھا“...... جولیا

نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے نمبر پریس کر کے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کا اسپیکر آن کر لیا۔ لیکن دوسری طرف سے سیل فون بند آ رہا تھا۔

''یہ کیا۔ اب عمران صاحب کا نمبر کیوں بند ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ موجود ہو جہاں وہ کال رسیو نہ کر سکتا ہوں اس لئے اس نے سیل فون آف کر دیا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کریں''...... صفدر نے کہا۔

'انتظار کر لو۔ تھوڑی دیر بعد کال کر لینا''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے ایک ساتھ رات کا کھانا کھایا گیا اور پلاننگ کے مطابق پہلے جولیا آرام کرنے کے لئے لیٹ گئی جبکہ صفدر جاگتا رہا۔ انہوں نے کمرے کا بلب بجھا دیا تھا۔ کوٹھی کی بھی فالتو لائٹیں بجھ گئیں۔ تو صفدر کچھ سوچ کر دبے پاؤں باہر نکل آیا اور ایک ستون سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے نزدیک یہ کام سب سے زیادہ بور کام تھا۔ کئی گھنٹوں تک ایک جگہ کھڑے رہو۔ یا بیٹھے رہو لیکن مجبوری تھی اس لئے انہیں ایسا کرنا ہی پڑتا تھا۔

ٹھیک بارہ بجے۔ جبکہ وہ جولیا کو جگانے کے لئے جانے ہی والا

تھا کہ ایک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ فوراً ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ صحن کی طرف کھلنے والا ایک دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ صفدر کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس نے دیکھا۔ رات کی تاریکی میں کوئی اس کمرے سے نکلا۔ قد کے مطابق وہ نواب سرفراز ہاشم بھی ہوسکتا تھا اور اس کا رخ آفاق زبیری والے کمرے کی طرف تھا۔ اب صفدر پوری طرح ہوشیار ہو گیا اور پھر اس نے دیکھا نواب سرفراز ہاشم ایک چابی کے ذریعے آفاق زبیری کے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"باس یہ کس کی آواز تھی"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید جنگل کے کسی بھوت کی آواز تھی۔ ویسے بڑا عقل مند بھوت ہے جو جنگل میں بھی ہماری مہمان نوازی کرنا چاہتا ہے اسی لئے اس نے کہا تھا کہ مہمان آ گئے ہیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"دیکھتے ہیں کہ یہ کون سے جن بھوت ہیں اور کیسے ہماری مہمان نوازی کریں گے"...... ٹائیگر نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ ہماری مہمان نوازی کرتے ہیں یا ہمیں ہی ان کی خاطر تواضع کرنی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"چلیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تنویر کو واقعی یہیں لایا گیا ہے۔ ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بس محتاط رہو اور مہمان داری کرنے والوں کا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں موقع مل جائے اور وہ بنا پوچھے ہی ہماری مہمان نوازی شروع کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں کسی کو قریب بھی نہ پھٹکنے دوں گا"...... ٹائیگر کہا۔ عمران جنگل کے درمیانی راستے پر کار چلا رہا تھا۔ کار کی رفتار کافی کم تھی۔ وہ خود بھی محتاط تھا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اپنی گود میں رکھ لیا تھا اور اردگرد گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے بھی اپنا مشین پسٹل نکال لیا تھا اور وہ بھی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس آواز کے بعد جنگل میں خاموشی چھا گئی تھی۔ بلیک ہاؤس کسی بھوت بنگلے کی طرح کافی بڑا تھا جو سڑک کے متوازی تھا اور دور سے انہیں بھوتوں کی طرح سر اٹھائے کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے کچھ سوچ کر کار کی لائٹس آف کر دیں۔

"اب اور محتاط ہو جاؤ۔ دشمن کہیں سے بھی نکل کر ہمارے سامنے آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نے چونکہ متوازی سڑک دیکھ لی تھی اس لئے اس نے کار کی ہیڈ لائٹس آف کرتے ہی یکلخت کار کی رفتار بڑھا دی اور اسے تیزی سے سامنے موجود عمارت کی طرف دوڑاتا لے گیا اور پھر وہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ

خاصی پرانی عمارت تھی جس کے بہت سے حصے کھنڈر بنے ہوئے تھے۔ یہ کھنڈر نما عمارت اندھیرے میں اور بھی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ عمران نے کار درختوں کے جھنڈ میں روکی اور پھر وہ مشین پسٹل لے کر باہر آ گیا۔ ٹائیگر بھی کار سے باہر نکل آیا۔

انہوں نے پہلے عمارت کا ایک چکر لگایا۔ عمارت کی بیرونی دیواریں گر چکی تھیں۔ ابھی وہ اردگرد کا جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک ماحول تیز اور انتہائی بھیانک چیخ کی آواز سے گونج اٹھا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"یہ کس کی چیخ تھی باس"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا لگ رہا ہے جیسے اس چیخ کی آواز کو ریکارڈ کیا ہوا اور مائیک کے سامنے چلایا جا رہا ہو۔ جنگل میں درختوں پر یقیناً اسپیکر لگے ہوئے ہوں گے۔ ان اسپیکروں سے ہی آواز گونجتی ہے اور لوگ اس جنگل کی طرف آنے سے ڈرتے ہوں گے۔ اسی لئے مجرموں کو یہ محفوظ ٹھکانہ لگتا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک کئی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر ایسی آوازیں سنائی دی جیسے کسی کا گلا کاٹ دیا گیا ہو آواز میں خرخراہٹ بھی شامل تھی لیکن عمران کے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہ ہوا۔ ٹائیگر بھی پرسکون تھا۔ اس نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ آوازیں ریکارڈ شدہ ہیں جنہیں مائیک کے سامنے چلایا جا

رہا ہے۔

"آؤ۔ اب ذرا اس کھنڈر کا اندر سے جائزہ لے لیں"...... عمران نے کہا۔ دونوں آگے بڑھے۔ ایسے میں ٹائیگر کے پیروں کے نیچے کوئی چیز چرمرائی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو اس کے اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ ٹائیگر کا پیر ایک انسانی ڈھانچے سے ٹکرایا تھا۔

"یہاں تو واقعی ایسا سیٹ اپ بنایا گیا ہے جیسے یہ بھوتوں کا ہی گھر ہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جبکہ حقیقت میں یہ جرائم پیشہ افراد کا اڈہ ہے جسے لوگوں کو احمق بنانے کے لئے بھوتوں کا مسکن ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ سب جعل سازی ہے۔ انسانی ہاتھوں کا کام ہے۔ یہاں ڈھانچے وغیرہ ان لوگوں نے جگہ جگہ رکھے ہوئے ہیں۔ جو اس جگہ کو استعمال کرتے ہیں تا کہ لوگ اس طرف آنے کی جرأت نہ کریں اور وہ اپنا کام بے فکری سے کرتے رہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس اور یہ کام کوئی مجرم تنظیم کر رہی ہے۔ اس تنظیم کی عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے۔ یہ نہایت بچگانہ طریقے ہے لوگوں کو ڈرانے کے لئے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جن کے پاس عقل نہ ہو انہیں بے عقل یا احمق ہی کہا جاتا ہے اور یہ کرنل کاشارا بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے جبکہ میری سمجھ میں تو کچھ آ ہی نہیں رہا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اس آصف مقبول کی بات کر رہا ہوں باس۔ چوہان نے اسے اپنی آنکھوں سے اس کار میں بم پھینکتے دیکھا تھا جس میں ہمارے ساتھی سوار ہونے جا رہے تھے۔ یہ درست ہے کہ چوہان اور صدیقی اس کا جرم ثابت نہیں کر سکے ہیں لیکن اس آدمی کو بھی اغوا کر کے اس بلیک ہاؤس میں لایا گیا تھا۔ آپ نے چوہدری مقبول سے بہت سی باتیں پوچھیں تھیں انہوں نے بتایا تھا کہ آصف مقبول کو صرف تاوان کے لئے اغوا کیا گیا تھا اور انہوں نے اغوا کاروں کو ان کی مطلوبہ رقم دے دی تھی اس لئے انہوں نے آصف کو چھوڑ دیا تھا لیکن میں نے صاف محسوس کیا تھا کہ چوہدری مقبول ہم سے کچھ چھپا رہا ہے اور میں نے آصف مقبول کی آنکھوں میں بھی خوف کی پرچھائیاں دیکھی تھیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے وہ دونوں جھوٹ بول رہے تھے۔ آصف مقبول کو تاوان کے لئے اغوا نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے پیچھے کی کہانی کچھ اور ہے لیکن وہ کسی مجبوری کی بنا پر یہ بات ہم سے چھپانا چاہتے ہیں بہرحال سچ جلد ہی سامنے آ جائے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کافی دیر تک عمارت میں گھومتے رہے۔ عمارت کا انہوں نے ایک ایک حصہ چیک کر لیا لیکن وہاں ہر طرف تاریکی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں انسان تو کیا انہیں کوئی پرندہ تک دکھائی نہ دے رہا تھا حالانکہ ایسی عمارتیں چمگادڑوں کی بہترین آماجگاہ ہوتی ہے لیکن وہاں ایک بھی چمگادڑ موجود نہ تھی۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ساری عمارت ہی خالی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔ روشنی کے لئے انہوں نے اپنے سیل فون کی ٹارچیں آن کر رکھی تھیں جن کی تیز لائٹس میں وہ با آسانی ماحول کا جائزہ لے سکتے تھے۔

"حیرت ہے اگر یہ کرنل کاشارا کا ٹھکانہ ہے تو پھر وہ کہاں ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی وقت ان کے سامنے روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا تھا پھر ان کے سامنے پہاڑ جیسا لمبا چوڑا ایک انسان آ کھڑا ہوا۔ اچانک نمودار ہوا تھا کسی سمت سے چلتا ہوا وہاں تک نہیں آیا تھا اور یہ بات واقعی حیرت انگیز تھی۔ تھوڑی دیر پہلے جو جگہ خالی تھی۔ وہاں اچانک ایک بہت لمبا چوڑا انسان کھڑا نظر آنے لگا۔ وہ ٹھٹھک گئے۔ انہوں نے دیکھا۔ اس پہاڑ جیسے بلند انسانی جسم کے اوپر سر نما کوئی گول چیز رکھی تھی۔ اس کی گردن نہیں تھی۔ اس گول چیز میں دو چمک دار سوراخ تھے۔ جن میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ روشنی ادھر ادھر گردش کر رہی تھی۔

"روبوٹ"...... ٹائیگر نے۔

"ہاں۔ یہ روبوٹ ہی ہے لیکن سیدھے سادھے لوگ جب دور سے اسے دیکھیں گے تو یہ انہیں سو فیصد جن بھوت ہی نظر آئے گا اور اس طرح لوگوں کو ڈرا کر اس عمارت سے دور رکھا جاتا ہے۔ اس لئے لوگ رات کو تو کیا دن میں بھی اس طرف آتے ڈرتے ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ روبوٹ تو بالکل ساکت کھڑا ہے۔ جیسے کوئی مجسمہ ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اور یہ ہے بھی مجسمہ ہی۔ اس لئے کہ اچانک نظر آنے لگا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ پہلے زمین کے اندر تھا۔ اس کے لئے زمین میں جگہ بنائی گئی ہے۔ وہاں سے اس کو اچانک اوپر اٹھا دیا جاتا ہے اس کے لئے انہوں نے آلات لگائے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے جونہی یہ الفاظ ادا کئے۔ بھوت میں حرکت کے آثار نظر آئے اور وہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"روبوٹ ہماری طرف بڑھ رہا ہے باس"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس روبوٹ کے ایک ہاتھ میں سفید رنگ کی ایک بڑی سی گن تھی جس کے اگلے حصے پر شیشے کی نالی لگی ہوئی تھی اور اس کے پچھلے حصے میں ہلکی سبز

رنگ کی روشنی بھری ہوئی تھی۔ روبوٹ کے دوسرے ہاتھ میں ایک بھاری بھرکم اور لمبے دستے والا بڑا سا ہتھوڑا تھا۔ یہ دوطرفہ ہتھوڑا تھا جس کے دونوں حصے بھاری اور سپاٹ تھے۔ روبوٹ کا ہتھوڑے والا ہاتھ بلند ہو رہا تھا اور وہ ہتھوڑا لئے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں موجود سرخ روشنی بھی تیز ہو گئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ روبوٹ ان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہو۔

عمران اور ٹائیگر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ ٹائیگر کے پاؤں ایک بار پھر انسانی ڈھانچے پر پڑے۔ اسی وقت روبوٹ نے ہتھوڑا بلند کیا۔ عمران اور ٹائیگر کی نظریں اس کے ہتھوڑے والے ہاتھ پر ہی تھیں لیکن اس نے عمران کو ہتھوڑا مارنے کی بجائے اچانک گن والا ہاتھ اٹھایا۔ دوسرے لمحے گن سے سبز رنگ کی تیز شعاع سی نکل کر عمران اور ٹائیگر سے ٹکرائی تو عمران اور ٹائیگر کو زوردار جھٹکا لگا۔ وہ بری طرح اچھل کر پیچھے جا گرے۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ لگ گئی ہو۔ اس کے ذہن میں اندھیرے نے یلغار کی۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ میں چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاشارا جو فائل پڑھنے میں مصروف تھا چونک پڑا۔ اس نے فائل بند کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ریڈ مارٹن بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"لیس ریڈ مارٹن۔ کیا ہوا۔ تم اور جم مارک، آفاق زبیری کی طرف گئے تھے۔ کیا وہ تمہارے ہاتھ آیا"...... کرنل کاشارا نے ریڈ مارٹن کی آواز سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

"نو باس۔ فی الحال ہم اس تک پہنچنے میں ناکام رہے ہے"۔ ریڈ مارٹن نے جواب دیا تو کرنل کارشارا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہوا کیا تھا۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"ہم اپنی پوری تیاری کے ساتھ گئے تھے۔ ہمارے ساتھ گیارہ افراد کا گروپ بھی تھا اور ہم نے بلٹ پروف لباس بھی پہنے ہوئے تھے۔ جم مارک کے پاس ٹراپنگ مشین تھی جس سے اس نے آفاق زبیری کی رہائش گاہ کے تمام حفاظتی انتظامات ختم کر دیئے تھے۔ ہمارے لئے صرف زمین پر بچھی ہوئی بارودی سرنگوں سے بچنا ضروری تھا۔ اس کے لئے ہم نے عام سیڑھیوں کا استعمال کیا تھا ان سیڑھیوں کو ہم نے قدرے اونچا بنوایا تھا۔ پھر ہم نے سیڑھیاں بارودی سرنگوں والی جگہ پر رکھی اور عمارت تک پہنچ گئے۔ ہم عمارت کی چھت پر پہنچے تھے۔ چھت کافی بلند تھی اور ہم نیچے نہیں کود سکتے تھے اور نہ ہی ہمارے پاس مزید سیڑھی تھی اس لئے ہم نے نیچے رسیاں لٹکائیں اور ان کے ذریعے پانچ افراد کو نیچے بھیجا۔ لیکن وہ جیسے ہی نیچے گئے ان پر نیچے موجود کچھ افراد نے حملہ کر دیا۔ انہوں نے سائنسی اسلحے سے حملہ کیا تھا جس کے باعث وہ پانچوں بے ہوش ہو گئے۔ نیچے نجانے کتنے لوگ تھے جو ہماری گھات لگائے بیٹھے ہوئے تھے اس لئے ہم وہیں رک گئے۔ جم مارک نے ایک آدمی کو گیس پسٹل لینے بھیجا جو وہ اپنی کار میں بھول گیا تھا۔ ہم اس آدمی کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ان کا ایک آدمی چھت پر آ گیا۔ اسے چھت پر آتا دیکھ کر ہم چونک پڑے اور جم مارک نے دیوار کے شیڈ کے نیچے سے نکل کر اس پر اچانک حملہ کیا اور اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر

دیا۔ ا اس آدمی کے پیچھے اور لوگ بھی اوپر آ سکتے ہیں اور ان کے پاس سائنسی اسلحہ بھی تھا اس لئے جم مارک کے کہنے پر ہم نے اس بے ہوش آدمی کو اٹھایا اور اسے لے کر سیڑھیوں سے اتر کر عمارت سے باہر اتر آئے اور پھر بارودی سرنگوں پر رکھی ہوئی سیڑھیوں سے واپس جنگل کی طرف چلے گئے۔ ہمارے ہاتھ محکمہ سراغ رسانی کا ایک افسر لگا تھا۔ ہم نے سوچا کہ آفاق زبیری کی جگہ یہ آدمی ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اس لئے فی الحال اسے لے کر نکل جاتے ہیں۔ جم مارک کے ذہن میں ایک خاص ترکیب آئی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اس آدمی کے ذریعے آفاق زبیری کو پکڑے گا''۔ ریڈ مارٹن نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کون سی ترکیب اور اب تم سب کہاں ہو''...... کرنل کاشارا نے پوچھا تو ریڈ مارٹن نے اسے بتایا کہ جم مارک اس افسر پر کیا ترکیب استعمال کرنا چاہتا ہے۔

''اور ہم بلیک ہاؤس میں ہی موجود ہیں باس''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''کیا وہ آدمی بھی تمہارے ساتھ ہے''...... کرنل کاشارا نے پوچھا۔

''یس باس''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر تک میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ جم مارک اسے کس طرح اپنے زیر اثر کرتا

ہے اور کیا وہ واقعی اس کی ہدایات پر عمل بھی کرے گا یا نہیں''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوکے۔ باس میں جم مارک کو بتا دیتا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آنے سے پہلے میں تمہیں ایک بار پھر کال کر لوں گا۔ مجھے تھوڑا کام ہے۔ کام ختم ہوتے ہی میں وہاں آ جاؤں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوکے باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ایک بار پھر سامنے پڑی ہوئی فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ پھر دو گھنٹوں تک نہ فون کی گھنٹی بجی اور نہ کوئی اندر آیا۔ وہ مسلسل فائل پڑھتا رہا اور اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ جب اس نے فائل کا آخری صفحہ پڑھ کر فائل بند کی اور میز پر رکھے ہوئے سیل فون کو اٹھا کر اس پر وقت دیکھا تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

''ارے۔ اتنی دیر ہو گئی۔ میں نے تو ریڈ مارٹن سے کہا تھا کہ میں ان کے پاس آؤں گا''...... کرنل کاشارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون میز پر رکھا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ وہ سیل فون کا کم اور سیٹلائٹ فون کا زیادہ استعمال کرتا تھا۔

''یس''...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن کی آواز سنائی دی۔

’’کرنل کاشارا بول رہا ہوں‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’اوہ۔ یس باس۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ بلیک ہاؤس پہنچ رہے ہیں‘‘...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’ہاں َ۔ میں کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’یہاں ایک بری خبر ہے باس‘‘...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا چونک پڑا۔

’’بری خبر۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا‘‘...... کرنل کاشارا نے چونک کر کہا۔

’’جس آدمی کو ہم اغوا کر کے لائے تھے اسے ہم نے تہہ خانے میں موجود ایک دیوار کے ساتھ نصب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ ریڈ مارٹن اس پر عمل کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس نے اس آدمی کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگوایا تھا تاکہ وہ اس پر ہپناٹزم کر سکے لیکن اس آدمی پر طویل مدت کے لئے بے ہوش رہنے والا انجکشن لگنے کا الٹا اثر ہوااور وہ طویل مدت کے لئے بے ہوش ہونے کی بجائے فوراً ہوش میں آ گیا۔ وہ بے حد چالاک آدمی تھا۔ اس نے جم مارک کو باتوں میں لگا لیا اور اس دوران اس نے نجانے کیسے زنجیروں کے کڑوں سے اپنے ہاتھ باہر نکال لئے اور پھر اس نے اچانک جم مارک اور اس کے دو مسلح ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں جم مارک اور اس کے دونوں ساتھی مارے گئے‘‘...... دوسری طرف

سے ریڈ مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جم مارک کی ہلاکت کا سن کر کرنل کاشارا بری طرح سے اچھل پڑا۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ جم مارک ہلاک ہو گیا ہے‘‘...... اس نے چونکتے ہوئے کہا۔ جم مارک کی ہلاکت کا سن کر اس کے چہرے پر خوف کے ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

’’یس باس‘‘...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

’’بیڈ نیوز، رئیلی بیڈ نیوز۔ جم مارک ایک عام سے آدمی کے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہو جائے گا یہ واقعی میرے لئے انتہائی حیرت انگیز بات ہے‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’اس کی موت کا مجھے بے حد دکھ ہے باس۔ میں کنٹرول روم میں تھا اور انہیں لائیو دیکھ رہا تھا۔ چونکہ جم مارک نے ابھی اس پر ہپناٹزم شروع نہیں کیا تھا اس لئے میں کچھ دیر کے لئے واش روم میں چلا گیا۔ جب واپس آیا تو وہ آدمی سب کچھ ختم کر چکا تھا اور وہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس پر لائٹم ریز کا فائر کیا اور اسے پھر سے بے ہوش کر دیا۔ جم مارک کی موت کا مجھے شدید رنج تھا۔ غصے سے میرا برا حال ہو رہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اس آدمی کو گولیوں سے چھلنی کر دوں لیکن میں نے ایسا نہیں کیا ہے اور اسے ایک بار پھر تہہ خانے میں لے جا کر باندھ دیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے ریڈ مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بہت برا ہوا ہے۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ اب تک جم مارک نے یقیناً اس آدمی پر ہپناٹائزم کر کے اسے اپنے بس میں کر لیا ہو گا لیکن تم تو مجھے کچھ اور ہی بتا رہے ہو“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”یس باس“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”وہاں تمہارے ساتھ اور کتنے افراد ہیں“...... کرنل کاشارا نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”بلیک ہاؤس میں بیس آدمیوں کا گروپ تھا باس۔ دو آدمی مارے گئے ہیں۔ اب میرے ساتھ اٹھارہ افراد باقی ہیں“...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

”مزید آدمی بھیج دوں“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ مجھے ابھی آدمیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے“۔ ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

”اب اس آدمی کا کیا کرنا ہے“...... کرنل کاشارا نے پوچھا۔

”وہی جو جم مارک اس کے ساتھ کرنا چاہتا تھا“...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا ایک بار پھر چونک پڑا۔

”تو کیا تم بھی ہپناٹائز کے ایکسپرٹ ہو“...... کرنل کاشارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ ساکال تنظیم میں جم مارک اور میں دونوں ہپناٹائز کے ماہر تھے اسی لئے تو ہم دونوں ایک ساتھ رہتے تھے اور ایک ساتھ ہی کام کرتے تھے“...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

”تو کیا یہ آدمی آسانی سے تمہاری ٹرانس میں آ جائے گا“۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

”یس باس۔ یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ میں اس آدمی کا دماغ پلٹ کر رکھ دوں گا۔ اب وہ ہمارے لئے کام کرے گا۔ میں اسے ساکال کا وفادار بنا دوں گا“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”اس کے لئے تو تمہیں پہلے اس کا سارا مائنڈ واش کرنا پڑے گا“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”یس باس۔ اس کا مائنڈ واش کرنے کے بعد ہی میں اسے ساکال کا وفادار بنا سکتا ہوں“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”کیا ایسا ممکن ہے کہ اس کا مائنڈ واش کرنے سے پہلے اسے ٹرانس میں رکھ کر یہ معلوم کیا جائے کہ آخر وہ ہے کون اور اس کا پاکیشیا کی کس ایجنسی سے تعلق ہے۔ میں نے ہر طرف انکوائری کرا لی ہے لیکن پاکیشیا میں محکمہ سراغ رسانی کا الگ سے کوئی ادارہ نہیں ہے اور نہ ہی حال میں ایسا کوئی ادارہ قائم کیا گیا ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”یس باس۔ میں اسے ٹرانس میں لے کر پہلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔ اس کے بعد ہی میں اس کا مائنڈ واش کروں گا اور پھر اس کے مائنڈ میں ساکال کی وفاداری بھر دوں گا“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”ویل ڈن۔ تم اس پر اپنا کام مکمل کرو۔ میں ایک گھنٹے بعد

تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے اس کام میں کتنے ماہر ہو''...... کرنل کاشارا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کو میرا کام دیکھ کر مایوسی نہیں ہو گی باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اٹھا اور پھر میز کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ ریڈ مارٹن نے اب تک اپنا کام مکمل کر لیا ہو گا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنی کار میں سوار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر اُڑا جا رہا تھا۔

عمران کو ہوش آیا تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ وہ ایک پرانے سے کمرے میں ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اسے سابقہ منظر یاد آ گیا کہ کس طرح وہ کھنڈر نما عمارت میں داخل ہوئے تھے جسے مجرموں نے بھوتوں کا مسکن بنایا ہوا تھا اور پھر اس کے سامنے ایک روبوٹ آ گیا تھا جس کے ایک ہاتھ میں بھاری ہتھوڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں عجیب ساخت کی گن۔ اس نے عمران ڈاج دینے کے لئے ہتھوڑا اٹھایا تھا جیسے وہ عمران پر ہتھوڑے سے حملہ کرنا چاہتا ہو اور عمران روبوٹ کے اس ڈاج میں آ گیا تھا۔ روبوٹ نے عمران پر ہتھوڑے سے حملہ کرنے کی بجائے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عجیب ساخت کی گن سے شعاع فائر کر دی تھی۔

سبز رنگ کی اس شعاع سے عمران اچھل کر دور جا گرا تھا اور پھر اسے اپنے جسم میں یکلخت آگ سی بھڑکتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ

بے ہوش ہو گیا۔ اسے اب ہوش آ رہا تھا۔ اس نے سر موڑ کر دیکھا تو ساتھ ہی ایک کرسی پر ٹائیگر کو بھی رسیوں سے جکڑا ہوا پایا۔ ٹائیگر کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی اور وہ بھی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ کمرے میں ان دونوں کے سوا کوئی نہ تھا اور نہ ہی وہاں کسی قسم کا کوئی سامان دکھائی دے رہا تھا البتہ کمرہ بے حد صاف ستھرا تھا جیسے اس کی صفائی کا خاص طور پر انتظام کیا جاتا ہو۔

''یہ کون سی جگہ ہے باس اور ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا''۔ اچانک عمران نے ٹائیگر کی آواز سنی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو ٹائیگر بھی ہوش میں آ چکا تھا اور حیرت سے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

''ہم نامعلوم دشمنوں کی قید میں ہیں اور ہمیں اس قید میں پہنچانے والا کوئی انسان نہیں بلکہ ایک روبوٹ تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس روبوٹ نے زبردست ڈاج دیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آپ پر ہتھوڑے سے حملہ کرنا چاہتا ہو لیکن پھر اس نے اچانک ریز گن سے حملہ کر دیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ روبوٹ کنٹرولڈ تھا اسے باقاعدہ کسی کنٹرول روم سے کنٹرول کیا جا رہا تھا ورنہ یہ ڈاج دینا کسی مشین کا کام نہیں ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں کمرے میں ایک آواز گونج اٹھی۔

''کرنل کاشارا۔ نئے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہے''...... یہ وہی آواز تھی جو انہوں نے عمارت سے باہر سنی تھی۔

''تو میرا اندازہ درست تھا۔ یہ تمہارا ہی ٹھکانہ ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ میرا ہی ٹھکانہ ہے لیکن عارضی ٹھکانہ۔ میرا اصل ٹھکانہ تو کہیں اور ہے''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

''مجھ سے میرے سامنے آ کر بات کرو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں جہاں ہوں وہیں ٹھیک ہوں مسٹر عمران بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''...... کرنل کاشارا کی انتہائی طنز بھری آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

''علی عمران۔ کون علی عمران''...... عمران نے جان بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ یہ تمہارا نام نہیں ہے کیا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کیا ہے تمہارا نام''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ٹمبکٹو''...... عمران نے کہا۔

''ٹمبکٹو۔ یہ کیسا نام ہے''...... کرنل کاشارا کی حیرت بھری آواز نائی دی۔

''تمہارا نام کرنل کاشارا ہو سکتا ہے تو میرا ٹمبکٹو کیوں نہیں ہو سکتا

ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”کرنل کاشارا میرا کوڈ نام ہے“...... کرنل کاشارا نے غراتے ہوئے کہا۔

”تو سمجھ لو کہ ٹمبکٹو میرا کوڈ نام ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تم مجھے اپنا اصل نام نہیں بتاؤ گے“...... کرنل کاشارا نے غراتے ہوئے کہا۔

”نام میں کیا رکھا ہے۔ کام کی بات کرو“...... عمران نے کہا۔

”چلو پھر ٹھیک ہے۔ کرو بات“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”تنویر کہاں ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”کون تنویر“...... اس نے حیران ہو کر کہا۔

”میرا ساتھی جسے تمہارے ساتھی آفاق زبیری کی رہائش گاہ سے اغوا کر کے لے آئے تھے“...... عمران نے بتایا۔

”اوہ اچھا تم اس کی بات کر رہے ہو۔ لگتا ہے کہ تم اس کے لئے پریشان ہو“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”میں پریشان نہیں ہوں۔ اپنے ساتھی کا پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ کہاں ہے وہ“...... عمران نے کہا۔

”وہ ٹھیک ہے۔ ابھی تمہارے پاس آ جاتا ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران چونک پڑا۔ اسی لمحے کمرے کی لائٹ آف ہو گئی۔ کمرہ چونکہ بند تھا اس لئے وہاں تاریکی چھا گئی

تھی۔ اس سے پہلے عمران کچھ کہتا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک انسانی سایہ گرتا پڑتا اندر داخل ہوا۔ یوں لگا جیسے اسے پیچھے سے دھکا دیا گیا ہو۔

”یہ۔ یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ مجھے کچھ دکھائی کیوں نہیں دے رہا ہے“...... اسی لمحے انہوں نے سائے کے منہ سے تنویر کی آواز سنی تو وہ چونک پڑے۔

”تنویر۔ یہ۔ یہ۔ یہ تمہیں کیا ہوا“...... عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کس کی آواز ہے۔ جانی پہچانی سی لگتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ یہ آواز کس کی ہے“...... تنویر نے چونک کر کہا۔

”یہ میری آواز ہے۔ میں ہوں عمران“...... عمران نے کہا۔

”عمران۔ کون عمران۔ میں کون ہوں۔ میں کہاں ہوں۔ آخر مجھے کچھ یاد کیوں نہیں آ رہا۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے“...... تنویر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کی بات سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”کیا ہوا ہے تنویر۔ تم اس انداز میں بات کیوں کر رہے ہو“...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم کون ہو۔ تمہاری آواز کتنی اچھی ہے۔ تمہارے لہجے میں کتنا اپنا پن ہے۔ چاہت ہے۔ شفقت ہے۔ کون ہو تم۔ مجھے بتاؤ۔ میں کون ہوں“...... تنویر نے کہا۔

''کرنل کا شارا۔ یہ میرے ساتھی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ اس طرح بہکی بہکی باتیں کیوں کر رہا ہے''...... عمران نے اس بار کرنل کا شارا کو پکارتے ہوئے کہا لیکن اس بار جواب میں کرنل کا شارا کی آواز سنائی نہ دی۔

''تنویر۔ کیا تم مجھے واقعی نہیں پہچان رہے ہو''...... عمران نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ مگر نجانے کیوں مجھے تمہاری آواز جانی پہچانی سے معلوم ہو رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے تم میرے کوئی عزیز ہو اور تم سے بڑھ کر میرا کوئی دوست نہیں ہے''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔
اسی لمحے کمرے کی لائٹ آن ہو گئی۔ تیز روشنی ہونے کی وجہ سے عمران اور ٹائیگر کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے چندھیا سی گئیں انہوں نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور پھر جب ان کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو انہوں نے دروازے کے پاس کھڑے تنویر کی طرف دیکھا۔

دوسرے لمحے وہ تنویر کو دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑے۔
عمران کا چہرہ تنویر کی حالت دیکھ کر غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ ٹائیگر بھی حیرت زدہ انداز میں آنکھیں پھاڑے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ تنویر کی آنکھوں پر ٹیپ چپکا ہوا تھا اور اس کی پیشانی پر جا بجا چھوٹے چھوٹے کٹ دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ میری آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا دور کیوں نہیں ہو رہا

ہے۔ ہر طرف گہری تاریکی کیوں ہے''...... تنویر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تمہاری آنکھوں پر ٹیپ چپکایا گیا ہے تنویر۔ ٹیپ اتارو اپنی آنکھوں سے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر کے ہاتھ بے اختیار اپنی آنکھوں پر پہنچ گئے۔ جیسے وہ اس بات سے قطعی انجان ہو کہ اس کی آنکھوں پر ٹیپ چپکا ہوا ہے۔

''ارے۔ یہ میری آنکھوں پر ٹیپ کس نے چپکایا ہے۔ میں اتارتا ہوں ٹیپ۔ میں تم جیسے مہربان دوست کو ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ نجانے میں کتنی مدت بعد تمہیں دیکھوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''کیا کہا۔ کتنی مدت بعد''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''ہاں نہ جانے کب سے میری آنکھیں بند ہیں۔ شاید ایک سال سے یا اس سے زیادہ عرصے سے''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہیں کچھ بھی یاد نہیں ہے کہ تم کون ہو۔ میں کون ہوں اور''...... عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔
تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے آنکھوں پر چپکا ہوا ٹیپ آہستہ آہستہ اتارنا شروع کر دیا۔ ٹیپ سختی سے چپکا ہوا تھا جسے اتارتے ہوئے تنویر تکلیف محسوس کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ٹیپ کھینچ کر اتار رہا تھا۔ پھر اس نے دونوں آنکھوں سے ٹیپ اتار دیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

''آنکھیں کھولو'' ...... عمران نے کہا تو تنویر نے آنکھیں کھولیں اور ان دونوں کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے انہیں دیکھ کر تنویر اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس نے انہیں انسانی روپ کی بجائے جن بھوت کے روپ میں دیکھ لیا ہو اور پھر اس کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خون ہی خون نظر آ رہا تھا۔

صفدر فوراً اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کر کے لائٹ آن کیے بغیر جولیا کو کندھے سے پکڑ کر آہستہ سے ہلایا۔ جولیا پہلے تو وہ کسمسائی پھر آنکھیں کھول دیں اور سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''کیا میری باری آ گئی ہے'' ...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں لیکن میرے سونے کی باری آتی معلوم نہیں ہوتی''۔ صفدر نے سرگوشی کی۔

''کک۔ کیوں کیا کچھ شروع ہو گیا ہے'' ...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''جہاں ہم جائیں گے۔ وہاں کچھ شروع نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے'' ...... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہوا کیا ہے۔ سب خیریت تو ہے نا'' ...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نواب سرفراز ہاشم ایک چابی کے ذریعے آفاق زبیری کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے"...... صفدر نے اسے بتایا۔

"ارے باپ رے اور تم یہاں مجھ سے باتیں کر رہے ہو۔ اگر اس نے دروازہ کھول لیا تو اندر داخل ہوتے ہی وار کر گزرے گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ایسا نہیں کرے گا"...... صفدر نے کہا۔

"کک۔ کیوں۔ کیا اس نے تمہیں بتا دیا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا"...... جولیا نے جھلا کر کہا۔ صفدر مسکرا دیا۔

"اب تک کے حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ آفاق زبیری کو ہلاک نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ انہیں اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ اغوا کرنے کے بعد یہ کیا چاہتے ہیں یہ ہمیں معلوم نہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں احتیاط تو کرنا ہو گی۔ کیا معلوم کہ وہ وار کر بیٹھے"...... جولیا نے کہا۔

"آؤ۔ ہم کمرے کے نزدیک چلتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔ وہ دونوں اندھیرے میں باہر نکلے اور دیوار سے لگ کر چلتے ہوئے آفاق زبیری کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے انہوں نے کلک کی آواز سنی۔ گویا دروازہ کھل گیا تھا۔

"سکندر حیات آ جاؤ۔ میں نے میدان مار لیا ہے"...... انہوں نے نواب سرفراز ہاشم کی سرگوشی سنی۔ دونوں نے سوالیہ انداز میں

یک دوسرے کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں۔ اب کیا کریں پھر جولیا نے اشارہ کیا کہ فی الحال تیل اور تیل کی دھار دیکھو۔ سکندر حیات جو کمرے کے دروازے کے ساتھ لگا انتظار کر رہا تھا واب سرفراز ہاشم کی آواز سن کر فوراً باہر آیا اور پھر دونوں آفاق بیری کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر صفدر تیزی سے آگے ڑھا اور دروازے تک پہنچ گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ دونوں نے اپنے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔

"اٹھا لو اسے۔ میں نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے پرے پسٹل سے کمرے میں گیس فائر کر دی تھی۔ یہ بے ہوش چکا ہے اور اب جب تک اسے اینٹی نہ لگایا جائے یہ ہوش میں نہیں ئے گا"...... نواب سرفراز ہاشم کی آواز سنائی دی۔ دونوں آہستہ واز میں باتیں کر رہے تھے۔ جلد ہی وہ دونوں آفاق زبیری کو ائے باہر آئے۔ دونوں نے مل کر اسے اٹھا رکھا تھا۔ ایسے میں ندر نے جولیا کے کان سے منہ لگا دیا۔

"اب کیا کریں"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہم چاہیں تو انہیں ایسا کرنے سے روک سکتے ہیں لیکن صفدر۔ طرح یہ معمہ حل نہیں ہو گا۔ آخر یہ لوگ آفاق زبیری کو کیوں ا کرنا چاہتے ہیں۔ موقع اچھا ہے۔ ہم آسانی سے ان کا تعاقب سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اور اگر یہ نکل گئے تو"...... صفدر نے کہا۔

”ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ہم کیپٹن شکیل، صالحہ یا فور سٹارز میں سے کسی کی مدد لے سکتے ہیں۔ ان کے آگے بھی گاڑی ہو گی۔ پیچھے ہم ہوں گے کیا اس کے باوجود یہ لوگ نکل جائیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”ایسا ہونا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں“...... صفدر نے کہا۔

”تب پھر اگر تم انہیں یہیں روکنا چاہتے ہو تو روک لیتے ہیں“...... جولیا نے کندھے اچکائے تو صفدر سوچ میں پڑ گیا۔

”ٹھیک ہے مس جولیا۔ آپ کی تجویز ہی بہتر رہے گی۔ اس طرح یہ سسپنس ختم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ انہیں اغوا کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر صرف انتقام لینا مقصد ہوتا تو یہ یہیں انہیں ختم کر سکتے تھے۔ آج تو آفاق زبیری کو ہلاک کرنے کا ان دونوں کو موقع مل بھی گیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ان کی کوشش کو بے کار بنا دیتے لیکن انہیں تو یہ بات معلوم نہیں تھی“...... صفدر نے کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے پھر ان کا تعاقب کرنا ہی بہتر رہے گا۔ دیکھتے ہیں یہ کہاں لے جاتے ہیں انہیں اور کیا کرتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔ اتنے میں وہ دونوں آفاق زبیری کو اٹھائے باہر نکل چکے تھے۔ انہوں نے فوراً باہر کا رخ کیا۔ دونوں آفاق زبیری کو اپنی کار ڈالتے نظر آئے۔ انہوں نے فوراً اپنی کار کا رخ کیا۔ کار میں بیٹھ کر شیشے چڑھا کر انہوں نے فوراً صدیقی کو کال کیا کہ وہ اپنے کسی ساتھی کو لے کر فوراً ان کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔ انہوں نے کار

اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ لائٹیں جلائے بغیر وہ کار کو باہر نکال لائے اور تعاقب شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی نے کال کر کے بتایا کہ وہ چوہان کو لے کر ان کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ جولیا نے صدیقی سے کہا کہ وہ اس سے رابطہ میں رہے تا کہ وہ اسے ان راستوں کی تفصیل بتا سکے جہاں سے آفاق زبیری کو اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے۔ جلد ہی وہ اس کار کا تعاقب کرنے لگے لیکن انداز ایسا تھا کہ تعاقب کا شبہ نہ ہو سکا۔

”صدیقی۔ تم پوری طرح ہوشیار ہو نا“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں بالکل۔ آپ فکر نہ کریں“...... صدیقی نے جواب دیا۔

”جب آپ کے سامنے آفاق زبیری کو اغوا کیا جا رہا تھا تو آپ نے اور صفدر نے اغوا کرنے والوں کو روکا کیوں نہیں“۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آفاق زبیری کو اغوا کرنے والا اس کا اپنا دوست ہے اور وہ بھی پرانا دوست۔ ہم روکنا چاہتے تو روک سکتے ہیں لیکن آفاق زبیری ہمیں کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہو رہا کہ آخر یہ لوگ ان سے چاہتا کیا ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر انہیں موقع دیا ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ آخر یہ لوگ ہیں کون اور آفاق زبیری کو اغوا کر کے کہاں اور کیوں لے جا رہے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا“...... صدیقی نے کہا۔

”ہمیں ہر حال میں ان پر نظر رکھنی ہے اور انہیں کسی بھی صورت

میں یہ شبہ نہیں ہونے چاہئے کہ ہم ان کے تعاقب میں ہیں‘‘۔ جولیا نے کہا۔

’’آپ بے فکر رہیں مس جولیا۔ انہیں کبھی پتہ نہیں چلے گا کہ ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں‘‘...... صدیقی نے جواب دیا۔

’’اب یہ لوگ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف جا رہے ہیں‘‘...... اسی لمحے چوہان کی آواز سنائی دی۔

’’تب پھر یہ بھی وہیں جا رہے ہیں۔ بلیک ہاؤس۔ یہ مسلم روڈ پر ہے نا‘‘...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

’’ہاں بالکل‘‘...... چوہان نے کہا۔

’’اب اس میں کوئی شک نہیں رہ گیا کہ یہ بلیک ہاؤس جا رہے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ عمران بھی ادھر ہی گیا ہوا ہے ٹائیگر کے ساتھ تنویر کی تلاش میں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اوہ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے‘‘...... صدیقی نے کہا۔ تعاقب کامیابی سے جاری رہا۔ ایک لمحے کے لئے بھی ان لوگوں کی گاڑی نظروں سے اوجھل نہیں ہوئی اور آخر وہ سڑک سے اترتے نظر آئے۔ اگلی کار صدیقی کی تھی۔ وہ کچھ آگے جا کر واپس آ گئی۔ اس دوران صفدر کی کار اس جگہ پہنچ گئی۔ جہاں سے وہ سڑک سے اتر رہے تھے۔ اب ان کی گاڑیاں بھی سڑک سے اتر گئیں۔ لائٹیں انہوں نے بجھا رکھی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ اب تک ان لوگوں کو تعاقب کا شبہ تک نہیں ہو سکا تھا۔ چاند کی روشنی میں انہیں بلیک

ہاؤس نظر آنے لگا۔ وہ کسی بھوت کی طرح نظر آ رہا تھا۔ نہ جانے کیوں انہیں خوف محسوس ہونے لگا۔

’’مہمان پہنچ گئے ہیں‘‘...... جنگل میں داخل ہوتے ہی انہیں ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’مہمان۔ کون مہمان۔ یہ ہمارے لئے کہا گیا ہے یا آگے والوں کے لئے‘‘...... صفدر نے سرگوشی کی۔

’’شاید آگے والوں کے لئے۔ اس لئے کہ ابھی تو عمارت کے نزدیک وہ پہنچے ہیں۔ جب ہم پہنچیں گے تو شاید ہمارے لئے بھی کہا جائے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’یہاں آتے ہی مجھے ایک انجانے سے خطرے کا احساس ہونا شروع ہو گیا ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی احساس ہو رہا ہے‘‘...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

’’یہ احساس ہمیں بھی ہو رہا ہے‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’اب جو ہو گا دیکھا جائے گا‘‘...... صفدر نے کہا تو جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’وہ دونوں آفاق زبیری کو کار سے باہر نکال رہے ہیں اور آفاق زبیری صاحب بدستور بے ہوش ہیں‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’تو وہ اور کیا کریں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’میرا مطلب ہے۔ ہمیں ذرا تیز چلنا چاہئے کہیں وہ بلیک

ہاؤس میں جا کر کہیں غائب ہو گئے تو ہم کیا کریں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو''...... صفدر نے کہا۔ جونہی وہ عمارت کے نزدیک پہنچے۔ جنگل میں مہمان پہنچ گئے کی پھر آواز ابھری۔

''اب یہ ہمارے لئے کہا گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مطلب یہ کہ ہمیں بھی دیکھ لیا گیا ہے۔ اب خود کو ان لوگوں سے کیا چھپانا۔ آؤ جلدی کرو۔ وہ اس کھنڈر نما عمارت کے اندر چلے گئے ہیں کافی لمبا چوڑا کھنڈر ہے''...... صفدر نے کہا۔ انہوں نے تیز چلنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی اس کھنڈر میں داخل ہو گئے اور پھر ٹھٹھک کر رہ گئے۔ وہ تینوں انہیں کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔

''لو بھئی۔ ہو گئے نہ وہ نظروں سے اوجھل''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے۔

''ہونہہ۔ اس قدر احتیاط کی۔ فائدہ کیا ہوا۔ اب ذرا جلدی سے اس کھنڈر میں بھاگ۔ بھاگ۔ بھاگ''...... جولیا اٹک کر رہ گئی۔

''کیا ہوا مس جولیا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔ صدیقی اور چوہان بھی جولیا کے اس طرح بولنے پر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''وہ دیکھو۔ بھوت''...... جولیا نے کانپ کر کہا۔

''بھوت''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ سامنے دیکھو''...... جولیا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

اب انہوں نے سامنے دیکھا۔ پہاڑ جیسا ایک بھوت ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے دھڑ کے اوپر صرف سر موجود تھا۔ درمیان میں گردن نہیں تھی۔ آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن میں سے سرخ روشنی نکل رہی تھی۔

''یہ۔ یہ تو شاید روبوٹ نما کوئی چیز ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو کیا تمہیں اس سے خوف محسوس نہیں ہو رہا''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

''بالکل ہو رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''...... جولیا نے روبوٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ روبوٹ کے ایک ہاتھ میں بڑا اور بھاری ہتھوڑا تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کی کھلونے نما گن دکھائی دے رہی تھی۔ روبوٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسی لمحے روبوٹ نے گن اٹھائی۔ اس نے گن کا بٹن پریس کیا۔ گن سے سبز روشنی کی دھار نکلی اور دوسرے لمحے انہوں نے صدیقی اور چوہان کو چیختے ہوئے اچھل کر پیچھے گرتے دیکھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی دیو نے انہیں اٹھا کر پوری قوت سے پیچھے اچھال دیا ہو۔ فرش پر گرتے ہی وہ کچھ دور تک پھسلتے چلے گئے اور پھر دیوار سے ٹکرا کر رک گئے اس دوران وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

''مم مم۔ میں اس پر فائرنگ کروں گی''...... جولیا نے کھوئے

کھوئے انداز میں کہا۔ اسی لمحے روبوٹ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھتا نظر آیا۔

"ارے باپ رے۔ یہ ہماری طرف آ رہا ہے۔ بھاگو"۔ صفدر نے چلا کر کہا۔

"کیا کہا۔ بھاگو۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو صفدر، کیا بھول گئے۔ یہ لوگ آفاق زبیری کو یہاں لائے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ہم بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اور عمران بھی تنویر کی تلاش میں ٹائیگر کو لے کر یہاں آیا تھا۔ اس کے بعد سے ہمارا اس سے رابطہ نہیں ہوا ہے۔ گویا وہ بھی یہیں کہیں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا۔ ان کا سامنا بھی ان روبوٹ سے ہوا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"میں نہیں جانتی۔ ملاقات ہو گئی تو پوچھ لینا۔ فی الحال تو اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ ہماری طرف کسی نیک ارادے سے ہرگز نہیں آ رہا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ یہ آ کر ہم سے ہاتھ نہیں ملائے گا"...... صفدر نے کہا۔ دونوں الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگے۔

"ارے۔ ارے بھائی۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔ بس منہ اٹھائے چلے آ رہے ہو۔ کچھ تو کہو۔ ارادے کیا ہیں۔ تم بولنا بھی جانتے ہو یا پھر تم گونگے بہرے قسم کے روبوٹ ہو"...... صفدر نے بوکھلائے

ہوئے انداز میں کہا۔ روبوٹ مسلسل ان کی طرف بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ دیوار کے پاس آ گئے اور پھر ان کی کمریں دیوار سے لگ گئیں۔ روبوٹ ان سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا۔ اس کا گن والا ہاتھ اوپر اٹھا۔ اس سے پہلے کہ روبوٹ ان پر گرین ریز فائر کرتا جولیا اور صفدر نے مشین پسٹل سے اس پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی لیکن روبوٹ فولاد کا بنا ہوا تھا۔ اس پر گولیاں تواتر سے برستی ہوئی اچٹ رہی تھیں۔ روبوٹ نے ابھی تک ان پر گرین ریز فائر نہ کی تھی۔ اس کی سرخ سرخ آنکھیں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس پر تو گولیوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا ہے"...... صفدر نے برا سا منہ بنایا۔ اسی لمحے جولیا بری طرح سے چونک پڑی۔

"کیا ہوا"...... صفدر نے جولیا سے پوچھا۔

"میں نے ایک چیخ سنی ہے اور میں......" جولیا کہتے کہتے رک گئی۔

"اور میں کیا"...... صفدر نے پوچھا۔

"اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں۔ وہ چیخ ضرور تنویر کی تھی۔ گویا وہ اس کھنڈر میں ہی کہیں موجود ہے اور عمران اور ٹائیگر بھی یہیں کہیں موجود ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تب۔ تب تو ٹھیک ہے لیکن ہم اس کا کیا کریں"...... صفدر نے روبوٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔

’’میں۔ میں اب اس کی آنکھوں پر فائر کروں گی‘‘...... ان الفاظ کے ساتھ ہی جولیا نے روبوٹ کی آنکھوں پر گولیاں برسانا شروع کر دیں لیکن گولیوں نے اس کی آنکھوں پر بھی کوئی اثر نہ کیا اسی لمحے روبوٹ کی انگلی گن کے بٹن پر پریس ہوتی نظر آئی۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تمہاری آنکھیں اس قدر سرخ کیوں ہے اور تم مجھے اس طرح سے کیوں گھور رہے ہو۔ کیا ہوا تمہیں تنویر‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’تم۔ تم میرے دشمن ہو۔ ہاں تم وہی ہو۔ میرے سب سے بڑے دشمن۔ مجھے بار بار تمہاری تصاویر اسکرین پر دکھائی گئی ہیں اور یہ بات ذہن میں بٹھائی گئی ہے کہ تم میرا سب سے بڑا دشمن ہو جسے مجھے ہر حال میں ہلاک کرنا ہے‘‘...... تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

’’اوہ۔ اوہ یہ کب سے ہو رہا ہے‘‘...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

’’شش۔ شاید ایک سال سے‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’شاید یہ برین واشنگ کا کوئی جدید ترین طریقہ ہے۔ انہوں نے تمہارا دماغ بالکل صاف کر دیا اور میری لئے دشمنی کے جذبات

اس میں بھر دیئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تم میرے دشمن ہو۔ مجھے تم کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اب تم میرے ہاتھوں کسی صورت بھی نہ بچ سکو گے"...... تنویر نے یکلخت چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اپنا منہ بند کرو اور ہمیں رسیوں سے آزاد کرو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ تنویر کی حالت دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ اسے ٹرانس میں لیا گیا ہے اور اس سے یقیناً کرنل کاشارا نے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہو گی اسی لئے کرنل کاشارا نے بڑے طنزیہ انداز میں نہ صرف اس کا نام لیا تھا بلکہ اس کی ڈگریوں کا بھی بتایا تھا۔ کرنل کاشارا نے تنویر کا برین واش کر کے تنویر کے دماغ میں اس کے لئے بلکہ ممکن تھا کہ اس کے تمام ساتھیوں کے لئے دشمنی کے جذبات بھر دیئے ہوں اب تنویر ایک دشمن کے روپ میں اس کے سامنے تھا اور اس سے خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو ہر صورت میں ہلاک کر دوں گا عمران"...... تنویر نے ہاتھ نچا کر کہا۔

"کیا کہا۔ تم ہمیں ہلاک کرو گے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تنویر میری طرف دیکھو۔ میں ہوں ٹائیگر۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو"...... ٹائیگر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"تم اس عمران کے ساتھی ہو۔ عمران اور اس کے سب ساتھی میرے دشمن ہیں۔ میں کرنل کاشارا کا وفادار ہوں اور اس کا حکم ہے

کہ مجھے تم سب کو ہلاک کرنا ہے۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں"...... تنویر نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم اسے چلانا جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میرے لئے ایک کھلونا ہے۔ جس کا استعمال میرے لئے نئی بات نہیں ہے۔ میں شاید ساری زندگی اس کھلونے سے کھیلتا آیا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ شاید بچپن میں جب تم فیڈر پیتے تھے اس وقت سے ہی مشین پسٹل سے کھیلتے آئے ہو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تنویر مکمل طور پر بدلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"تم دونوں کا آخری وقت آ گیا ہے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں سفاکی کی آمیزش تھی اور وہ اب واقعی ایک دشمن کے روپ میں دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا تم کچھ دیر کے لئے خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ ہم کچھ سوچنا چاہتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تنویر نے مشین

پسٹل کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔

''نہیں میں تمہیں سوچنے کے لئے وقت نہیں دے سکتا اور سب سے پہلے میں تمہیں ہلاک کروں گا''...... تنویر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔

''رک جاؤ تنویر''...... اسی لمحے دیواروں میں لگے اسپیکروں سے کرنل کاشارا کی تیز آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سنتے ہی تنویر کی انگلی ٹریگر سے ہٹ گئی۔

''حکم میرے آقا''...... تنویر نے الہ دین کے چراغ کے جن کی طرح نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسے اس انداز میں بات کرتے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''انہیں گولیاں مار کر فوراً ہلاک نہ کرو۔ تم نے بتایا تھا کہ تم ماسٹر فائٹر ہو اور عمران بھی اس معاملے میں کم نہیں ہے۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم عمران کے ساتھ دست بدست لڑو تا کہ میں تم دونوں کی فائٹ دیکھ سکوں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی میرے آقا۔ میں مار مار کر اس عمران کا بھرکس نکال دوں گا''...... تنویر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو اسے رسیوں سے آزاد کرو اور پھر اس سے مقابلہ کرو''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین پسٹل جیب میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھا۔

''کیا مجھے صرف عمران کو آزاد کرنا ہے یا اس کے ساتھی کو بھی''...... تنویر نے پوچھا۔

''دونوں کو آزاد کر دو۔ یہ ٹائیگر ہے عمران کا شاگرد۔ تم نے یہی بتایا تھا نا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ہاں آقا۔ یہ ٹائیگر ہے جو عمران کا شاگرد ہے لیکن میرے سامنے اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کھول دو اسے بھی۔ یہ تمہاری اور عمران کی لڑائی میں کوئی حصہ نہ لے گا۔ اگر اس نے ایسی حماقت کی تو میں چھت سے اس پر ریڈ لائٹ فائر کر دوں گا جس سے یہ ایک لمحے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے عمران کے عقب میں آ کر اس کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے عمران کو رسیوں سے آزاد کیا اور ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا اور اسے رسیوں سے آزاد کرنے لگا۔ عمران رسیوں سے آزاد ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ کچھ سوچ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

''رکو عمران۔ دروازے کی طرف جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے اسے لاکڈ کر دیا ہے''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی تو عمران کے اٹھتے قدم رک گئے۔

"تم اس طرح چھپ کیوں رہے ہو کرنل کاشارا۔ میرے سامنے آ کر بات کرو"...... عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے وفادار سے فائٹ کرو عمران۔ اگر تم میرے وفادار سے جیت گئے تو میں تمہارے سامنے آ جاؤں گا۔ ورنہ تم اپنے پرانے ساتھی اور میرے وفادار کے ہاتھوں اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے"...... کرنل کاشارا نے زہریلے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ میرا ساتھی ہے۔ میں اس سے نہیں لڑوں گا۔ میں کسی بھی صورت میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں میری بات ماننی ہی پڑے گی عمران۔ اگر تم نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو پھر تمہیں نہ صرف تنویر بلکہ اپنے شاگرد ٹائیگر سے بھی ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے پڑیں گے"...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اس کمرے کی دیواروں اور چھت کو غور سے دیکھو۔ تمہیں جگہ جگہ سوراخ بنے ہوئے دکھائی دے رہے ہوں گے"...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران چونک کر چھت اور دیواروں کو دیکھنے لگا۔ اسے واقعی جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے سوراخ دکھائی دیئے۔

"کیا ہے ان سوراخوں میں"...... عمران نے کہا۔

"تم اور تمہارے ساتھی جن کرسیوں سے اٹھے ہیں۔ ان کی طرف دیکھو"...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران مڑ کر ان کرسیوں کی طرف دیکھنے لگا جن پر اسے اور ٹائیگر کو باندھا گیا تھا۔ ٹائیگر بھی رسیوں سے آزاد ہو کر کرسی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ تنویر اس کے ساتھ تھا۔ ابھی عمران نے ان کرسیوں کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یکلخت چھت کے کسی سوراخ سے سرخ روشنی کی دو لکیریں سی نکل کر ان کرسیوں پر پڑیں۔ دوسرے لمحے بھک کی آواز سنائی دی اور یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں پھیل گئیں کہ دونوں کرسیاں ایک ساتھ اور ایک وقت میں فوراً جل کر راکھ بن گئی تھیں۔

"دیکھا تم نے۔ ان سوراخوں میں سرخ موت چھپی ہوئی ہے۔ جس کا کنٹرول میرے ہاتھوں میں ہے۔ میں یہی سرخ موت تمہارے ساتھیوں اور تم پر بھی نازل کر سکتا ہوں۔ اگر تم نے تنویر سے فائٹ کرنے سے انکار کیا تو پھر میں اسے اور ٹائیگر دونوں کو ہی ہلاک کر دوں گا اس کے بعد تم بھی زندہ نہیں بچو گے"...... کرنل کاشارا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو تم زبردستی مجھ سے تنویر کی فائٹ کرانا چاہتے ہو"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو"...... کرنل کاشارا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"یہ حماقت ہے۔ تم جیسا دشمن ایسی حماقت کیسے کر سکتا ہے کہ

میرے ہی ساتھی سے مجھے لڑنے کے لئے مجبور کرے‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’اگر تم اسے حماقت سمجھتے ہو تو حماقت ہی سہی۔ تمہیں تنویر سے لڑنا ہی پڑے گا۔ تنویر آگے بڑھو اور کرو اس کا مقابلہ‘‘...... کرنل کاشارا نے پہلے عمران سے اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’جو حکم میرے آقا‘‘...... تنویر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا۔ تنویر نے پوری قوت سے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران نے اسے دونوں ہاتھوں پر روکا اور ساتھ ہی اس نے تنویر کے دونوں بازو پکڑ لئے۔ تنویر بازو چھڑانے کے لئے زور لگانے لگا۔

’’آرام سے بیٹھو تنویر مجھے کچھ سوچنے دو‘‘...... عمران نے کہا لیکن تنویر نے جیسے عمران کی بات سنی ہی نہ ہو۔ وہ بدستور اپنے بازو چھڑانے کے لئے زور لگاتا رہا۔

’’یہ اس طرح نہیں مانے گا اور مسلسل ہماری پریشانی میں اضافہ کرتا رہے گا‘‘...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے تنویر کا ایک ہاتھ چھوڑا اور پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ دوسرے لمحے تنویر کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ اس کے ہاتھ پیر فوراً ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔

’’یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے‘‘...... کرنل کاشارا کی حیرت بھری

اور غصیلی آواز سنائی دی۔

’’وہی جو مجھے کرنا چاہئے تھا‘‘...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

’’میں تمہیں ہلاک کر دوں گا عمران۔ تم۔ تم......‘‘ کرنل کاشارا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔ شاید اس نے اسپیکر آف کر دیئے تھے۔

’’چلو۔ اب ہم کچھ غور کر سکتے ہیں۔ ہم اس عمارت میں داخل ہوئے تو روبوٹ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس روبوٹ نے کھلونے نما گن سے ہم پر سبز رنگ کی شعاع ماری تو ہم فوراً بے ہوش ہو گئے تھے پھر یہاں ہوش آیا‘‘۔ عمران نے گذشتہ واقعات کو دوہراتے ہوئے کہا۔

’’یس باس۔ مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ کرنل کاشارا چاہتا کیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’اس کا مقصد صرف آفاق زبیری کو اغوا کرنا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آخر کیوں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’یہی تو مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ آفاق زبیری نے جو کہانی سنائی ہے وہ من گھڑت کہانی کے سوا کچھ نہیں۔ کرنل کاشارا جس قدر سائنسی آلات کا استعمال کر رہا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق ضرور کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے۔ آفاق زبیری کے کہنے کے مطابق اس نے کافرستانی ایجنٹ کو ہلاک کیا تھا

اور اسی ایجنسی کے افراد اسے ہلاک کرنا یا پھر اغوا کرنا چاہتے ہیں جبکہ کرنل کاشارا کافرستانی نام نہیں ہے۔ یہ نام کسی افریقی ملک کا معلوم ہوتا ہے۔ یا تو اس کی تنظیم صامالیہ سے ہے یا پھر افریقہ کے کسی ملک کی کوئی مجرم تنظیم ہے جو یہاں کسی کی ایماء پر آئی ہوئی ہے اور یہ ہر صورت میں آفاق زبیری کو اغوا ہی کرنا چاہتے ہیں ہلاک نہیں“...... عمران نے کہا۔

”آفاق زبیری کے اغوا کے پیچھے یقیناً ان کا کوئی خاص مقصد ہے۔ یا تو آفاق زبیری کچھ ایسا جانتے ہیں جو یہ ان سے معلوم کرنا چاہتے ہیں یا پھر آفاق زبیری کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جسے حاصل کرنے کے لئے یہ آفاق زبیری کو اغوا کرنا چاہتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔ پھر وہ دونوں سوچ میں ڈوب گئے۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ تنویر بے ہوش پڑا تھا۔ انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالی۔ پھر عمران اٹھا اور کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ انہوں نے اس کی دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھا پھر دروازے کا جائزہ لیا۔

”میں دروازے پر ایک ٹکر مارتا ہوں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے۔ یہ کس حد تک مضبوط ہے“...... عمران نے کہا۔

”یہ کام میں کرتا ہوں باس“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر پیچھے ہٹ کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ پھر اس نے تیزی سے دوڑ کر دروازے پر اپنے کندھے سے ٹکر ماری لیکن دروازہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

”پرانی لکڑی کا دروازہ ہے اور لکڑی ہے بھی بہت موٹی“۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے کی روشنی بند کر دی گئی۔ روشنی بند ہوتے ہی وہاں سبز رنگ کی روشنی پھیل گئی۔ جیسے ہی سبز روشنی پھیلی اسی لمحے انہیں دیواروں کے سوراخوں سے ہلکی ہلکی بھاپ سی نکلتی ہوئی دکھائی دی تو وہ چونک پڑے۔

”اب یہ کیا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے اس نے کمرے کا درجہ حرارت کم ہوتا محسوس کیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی فریزر میں ہوں جو درجہ حرارت تیزی سے کم کرتا ہوا ٹھنڈک پیدا کرنا شروع ہو گیا ہو۔ اسی لمحے عمران کو اپنا ذہن تاریک پڑتا محسوس ہوا۔ اس نے سانس روکا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ وہ لہرایا اور پھر کسی خالی ہوتے ہوئے ریت کے بورے کی طرح گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے ٹائیگر کے بھی گرنے کی آواز سنی تھی۔

کرنل کاشارا بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سامنے
اسٹریچر پر آفاق زبیری بے ہوشی کی حالت میں لیٹا ہوا تھا۔اس کے
ہاتھ پاؤں سٹریچر کی بیلٹوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ کرنل کاشارا
کے ساتھ ریڈ مارٹن اور اس کا ایک اور ساتھی کھڑا تھا۔ ریڈ مارٹن
نواب سرفراز ہاشم کے روپ میں تھا جبکہ اس کا ساتھی سکندر حیات
کے میک اپ میں تھا۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن ریڈ مارٹن۔تم آخر کار آفاق زبیری
کو یہاں لے ہی آئے ہو۔ ویل ڈن''...... کرنل کاشارا نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے اغوا کرنے کے لئے ہمیں بے حد جدوجہد کرنی پڑی ہے
باس تب جا کر یہ ہمارے ہاتھ لگا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''آخر تم اس تک پہنچے کیسے اور یہ تم نے اور تمہارے ساتھی نے
کس کے میک اپ کر رکھے ہیں''...... کرنل کاشارا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کی دی ہوئی پوری فائل سٹڈی کی تھی باس جس
میں آفاق زبیری کی پوری تفصیل موجود تھی۔ اس فائل میں مجھے
آفاق زبیری کے دوستوں کے بارے میں بھی معلوم ہوا جن میں
ڈاکٹر عبدالغنی اور نواب سرفراز ہاشم کا نام بھی شامل تھا۔ ڈاکٹر عبدالغنی
کافی بوڑھا آدمی تھا۔ فائل میں اس کا نام و پتہ موجود نہ تھا ورنہ میرا
اس پر ہاتھ ڈال کر اور اسی کے روپ میں آفاق زبیری تک پہنچنے کا
پروگرام تھا۔ جب مجھے اس کا پتہ نہ ملا تو مجھے آفاق زبیری کے
دوسرے قریبی دوست نواب سرفراز ہاشم کے بارے میں سوچنا پڑا۔
اس کا بھی پتہ نہ تھا لیکن اس کا ایک فون نمبر موجود تھا۔ میں نے
اس نمبر کے ذریعے نواب سرفراز ہاشم کا ایڈریس معلوم کیا پھر میں
نے اپنے ساتھ چند ساتھیوں کو لیا اور نواب سرفراز ہاشم کے قصبے کی
طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے
نواب سرفراز ہاشم کی حویلی نما عمارت کے اندر گیس پسٹل سے
کیپسول فائر کر دیئے۔ جب سب لوگ اندر بے ہوش ہو گئے تو میں
اپنے ساتھیوں کے ساتھ حویلی میں داخل ہو گیا۔ گیس حویلی کے ہر
حصے میں پھیل گئی تھی جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو
گئے تھے۔ مجھے نواب سرفراز ہاشم کو ڈھونڈنے میں زیادہ وقت نہ
لگا۔ وہ مہمان خانے میں اپنے ایک دوست کے ساتھ موجود تھا۔
میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان دونوں کو ہی اٹھوا لیا اور پھر

ہم ان دونوں کو لے کر بلیک ہاؤس میں پہنچ گئے۔ میں نے نواب سرفراز ہاشم کو ہوش میں لا کر اس کا مائنڈ اپنی ٹرانس میں لیا اور پھر اس سے اس کے بارے میں اور اس کے آفاق زبیری کے تعلقات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دی۔ مجھے نواب سرفراز ہاشم سے معلوم ہوا کہ آفاق زبیری اس کی بے حد عزت کرتے ہیں اور اگر نواب سرفراز ہاشم ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر جائیں تو وہ ان سے ہر صورت میں ملاقات کرتے ہیں۔ اس کے ساتھی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا نام سکندر حیات ہے جو اس کے پڑوس میں رہتا ہے۔ چونکہ مجھے آفاق زبیری کو اغوا کر کے ساتھ لانے کے لئے ایک اور آدمی کی ضرورت تھی اس لئے میں نے اپنے ساتھ ایک آدمی کو تیار کیا اور پھر میں نے اپنا اور اس کا میک اپ کیا اور ہم دونوں آفاق زبیری کی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ آپ شاید نہیں جانتے کہ میں ماہر ہپنا ٹائسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی آوازوں کی نقل کرنے کا بھی ماہر ہوں۔ میں نے وہاں جا کر نواب سرفراز ہاشم کی ہی آواز میں بات کی تھی اور آفاق زبیری نے چھت پر آ کر مجھے اور سکندر حیات کو دیکھا بھی تھا اور مجھ سے باتیں بھی کی تھیں لیکن آفاق زبیری کو مجھ پر کوئی شک نہیں ہوا تھا اور وہ ہم دونوں کو رہائش گاہ کے اندر لے گیا۔ میں نے آفاق زبیری کو بتایا کہ سفر کے دوران میری طبیعت خراب ہو گئی ہے اس لئے میں رات اسی کے پاس بسر کروں گا

جس پر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ میں شام سے رات تک اس کے ہمراہ رہا۔ وہاں ایک مرد اور ایک عورت بھی تھے جن کے بارے میں تنویر کا مائنڈ ٹرانس میں لے کر میں پہلے ہی معلوم کر چکا تھا کہ وہ کسی محکمہ سراغ رسانی کے لئے کام نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میں نے ان پر کوئی توجہ نہ دی۔ میں اپنے ساتھ ماسٹر کی لے گیا تھا۔ جب تنویر کے ساتھی جولیا اور صفدر اپنے کمروں میں چلے گئے تو میں نے پوری عمارت کا جائزہ لیا اور پھر اپنے کمرے میں آ گیا۔ رات کے وقت میں نے اپنے ساتھی کو ساتھ لیا اور پھر ہم دونوں نے آفاق زبیری کے کمرے کے دروازے کا لاک ماسٹر کی سے کھولا اور اسے نکال کر باہر لے آئے۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ صفدر اور جولیا بھی جاگ رہے ہیں اور وہ ہمیں یہ سب کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان پر کوئی توجہ نہ دی تھی لیکن میں تیار تھا۔ اگر وہ میرے خلاف ایکشن میں آتے تو میں ان کے ایکشن کا جواب دینے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ میرے ہاتھ میں شیشے کا ایک کیپسول تھا جسے میں زمین پر مار کر توڑ دیتا تو وہاں ہر طرف تیز گیس پھیل جاتی جس سے وہ دونوں اور عمارت میں موجود آفاق زبیری کے تمام مسلح افراد بھی بے ہوش ہو جاتے لیکن میں جان بوجھ کر انہیں موقع دے رہا تھا تاکہ وہ ہمارے پیچھے آئیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ جب ہم آفاق زبیری کو لے کر نکلے تو وہ دونوں ہمارا تعاقب کرنا

شروع ہو گئے۔ وہ چونکہ سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے انہوں نے کار
کی ہیڈ لائٹس آف کر دی تھیں اور نہایت ماہرانہ انداز میں ہمارے
پیچھے آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہم نے ایک اور کار کو اپنے سامنے
آ گے دیکھا۔ شاید جولیا یا صفدر نے کال کر کے اپنے اور ساتھیوں کو
بھی بلا لیا تھا۔ ان کا ارادہ ہم سے بھڑنے کا نہیں تھا بلکہ وہ ہمارا
پیچھا کر کے یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ہم آفاق زبیری کو کہاں لے جا
رہے ہیں۔ جب ہم بلیک ہاؤس پہنچے تو وہ بھی ہمارے پیچھے آ گئے
اور پھر میں نے فوراً کنٹرول روم میں آتے ہی کنٹرولنگ مشین کو
سنبھال لیا اور ماسٹر روبوٹ کو ان کے سامنے لے آیا۔ اب وہ بھی
آفاق زبیری کی طرح ہماری قید میں ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پوری
تفصیل سناتے ہوئے کہا۔

”بگ باس نے ہمیں جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچنے کی
ہدایات دی تھی ہم الٹا انہی کے چکر میں الجھ کر رہ گئے ہیں اگرچہ
اب وہ ہماری قید میں ہیں لیکن انہیں زندہ چھوڑنا ہمارے حق میں
ٹھیک نہ ہو گا۔ اس لئے انہیں فوراً ہلاک کرنا ضروری ہے“...... کرنل
کاشارا نے کہا۔

”کیا ضرورت ہے باس انہیں ہلاک کرنے کی۔ میں نے جس
طرح سے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لے کر ساکال کا وفادار بنا دیا ہے
اسی طرح ان سب کو بھی ٹرانس میں لے کر ساکال کا وفادار بنا دوں
گا“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ یہ کام تم ابھی شروع کر دو“۔
کرنل کاشارا نے کہا۔

”میں ان کے مزید ساتھیوں کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں
باس۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی کال کر
کے بلیک ہاؤس کے بارے میں بتا دیا ہو اور وہ یہاں پہنچنے ہی
والے ہوں۔ وہ سب آ جائیں تو میں ان سب کو ایک ساتھ اپنی
ٹرانس میں لے کر پہلے ان کے مائنڈ واش کروں گا اور پھر ان کے
مائنڈ میں ساکال کی وفاداری بھر دوں گا۔ اس کے علاوہ مجھے ایک
اور کام بھی کرنا ہے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”کون سا کام“...... کرنل کاشارا نے چونک کر کہا۔

”میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سن
رکھا ہے۔ مجھے ان کے پراسرار چیف کے بارے میں بھی معلوم ہے
کہ اس کا نام ایکسٹو ہے لیکن یہ ایکسٹو سات پردوں میں چھپا ہوا
ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ بھی ایکسٹو
کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جب تنویر نے بتایا کہ اس کا
تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو میں نے اس سے پوچھنے کی
ہت کوشش کی کہ ایکسٹو اصل میں کون ہے لیکن وہ واقعی ایکسٹو کے
رے میں کچھ نہیں جانتا تھا البتہ اس نے عمران اور اپنے دوسرے
اتھیوں کے نام اور تفصیل بتا دی تھی۔ میں ان سب کو باری باری
انس میں لے کر ان سے ایکسٹو کا راز جاننا چاہتا ہوں۔ آخر ان

مین کوئی تو ایسا ہو گا جو ایکسٹو کی حقیقت سے واقف ہو گا۔ مجھے ایکسٹو کی حقیقت جاننے کا بے حد تجسس ہو ہے“...... ریڈ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ ان احمقانہ چکروں میں نہ پڑو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تم نہیں جانتے کہ وہ مر کر بھی زندہ ہونے کا فن جانتے ہیں۔ ایک بار انہیں ہوش آ گیا تو پھر انہیں قابو کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تنویر کو تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ اس نے کیسے تمہارے ساتھی جم مارک اور اس کے دو مسلح ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا جبکہ جم مارک نے اسے زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہوا تھا۔

”جم مارک اپنی حماقت سے مارا گیا ہے باس۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ تنویر کو ہوش میں آنے ہی نہ دیتا اور اسے بے ہوشی کی ہی حالت میں اپنی ٹرانس میں لے لیتا لیکن اس نے تنویر کو بے ہوشی کی حالت میں مزید بے ہوش کرنے والا انجکشن لگوا دیا جس کا نتیجہ الٹ ہوا اور تنویر طویل مدت کے لئے بے ہوش ہونے کی بجائے ہوش میں آ گیا اور پھر جم مارک نے یہ بھی چیک نہ کیا تھا کہ تنویر کو زنجیروں کے جن کڑوں میں باندھا گیا تھا وہ کڑے اس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اس لئے اس نے آسانی سے ہاتھوں کو کڑوں سے باہر نکال لیا تھا۔ میں ایسی کوئی حماقت نہ کروں گا۔ نہ انہیں ہوش میں لاؤں گا اور نہ ہی انہیں ایسا کوئی موقع دوں گا کہ وہ میری قید سے آزاد ہو سکیں“...... ریڈ مارٹن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے جو کرنا ہے کرو لیکن میرے یہاں سے جانے کے بعد۔ ابھی تو مجھے آفاق زبیری کے بارے میں بگ باس سے بات کرنی ہے تاکہ اس کے بارے میں مزید احکامات لئے جا سکیں“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ آپ یہاں آ کر خود اس کا آپریشن کر کے اس کے جسم سے ایم ون نکالیں گے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”بگ باس نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آفاق زبیری کا آپریشن وہی سائنس دان کرے گا جس نے اس کے جسم میں ڈیوائس کو چھپایا تھا۔ بگ باس، آفاق زبیری کی ہلاکت کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”تو پھر اس کا کیا کرنا ہے“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”ہمیں اسے طویل مدت کے لئے بے ہوش کرنا ہے اور یہاں سے میرا مطلب ہے پاکیشیا سے باہر نکالنا ہے۔ ایک بار یہ پاکیشیائی حدود سے باہر نکل جائے تو پھر ہم اسے جہاں بگ باس پہنچانے کا حکم دے گا وہاں پہنچا دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ بگ باس اسے اسی حالت میں گریٹ لینڈ کے حوالے کرنا چاہتا ہو تاکہ گریٹ لینڈ والے خود ہی اس کا اس ڈاکٹر سے آپریشن کروا سکیں جس نے اس کے جسم میں ڈیوائس لگائی تھی“...... کرنل کاشارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے یہاں سے نکال کر لے جانا ہمارے لئے مشکل ثابت ہو گا۔ کیونکہ اس معاملے کی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لگ چکی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف اس معاملے کے بارے میں یہاں آنے والے ایجنٹ ہی جانتے ہوں۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں سے رابطہ نہ ہو گا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو انہیں اور آفاق زبیری کو تلاش کرنے کے لئے زمین آسمان ایک کر دے گا اور وہ پورے ملک میں اپنے ایجنٹ پھیلا دے گا تا کہ ہم کسی طرح بھی آفاق زبیری کو پاکیشیا سے نکال کر نہ لے جا سکیں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا اور اس لئے ہمیں کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا تا کہ یہ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے پھر ہم اسے یہاں سے نکال کر لے جا سکتے ہیں''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تب تک میں عمران اور اس کے ساتھیوں پر اپنا کام کرتا ہوں۔ اگر وہ میری ٹرانس میں آ گئے تو ہمارے لئے آسانی ہو سکتی ہے ہم ان کے ذریعے آفاق زبیری کو یہاں سے نکال کر لے جائیں گے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''وہ کیسے''...... کرنل کاشارا نے چونک کر کہا۔

''اس کے لئے ہمیں عمران کے کسی ساتھی کو ہلاک کرنا پڑے گا۔ عمران اور اس کے باقی ساتھیوں کو میں اپنی ٹرانس میں رکھوں گا اور

آفاق زبیری کو بھی اپنی ٹرانس میں لے کر عمران کے کسی ساتھی کا اس پر میک اپ کر دوں گا۔ پھر یہ عمران کے ساتھیوں کے ساتھ نقلی آفاق زبیری کو بازیاب کرانے کے لئے جہاں ہم کہیں گے وہاں پہنچ جائیں گے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ واقعی نیا اور انوکھا طریقہ ہو گا کہ عمران کے ساتھیوں میں آفاق زبیری بلکہ ہم بھی شامل ہو جائیں اور پھر وہ ہمیں خود پاکیشیا سے نکالنے کا انتظام کر دے گا۔ تمہیں عمران کو اس انداز میں کنٹرول کرنا ہو گا کہ اگر اس کی چیف ایکسٹو سے بھی بات ہو تو وہ اسے مطمئن بھی کرتا رہے اور ہمارا کام بھی کرتا رہے''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ میرے ذہن میں بھی یہی آئیڈیا موجود ہے''...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر جاؤ اور جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی ٹرانس میں لو اور انہیں مکمل طور پر ساکال کا وفادار بنا دو''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کو ہوش آیا تو وہ اسی کمرے میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ٹائیگر بھی پڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران چونک پڑا کہ تنویر وہاں سے غائب تھا البتہ اس کی بجائے اب وہاں جولیا، صفدر، صدیقی اور چوہان بھی پڑے دکھائی دے رہے تھے لیکن یہ سب ابھی بے ہوش تھے۔

"اوہ۔ تو یہ لوگ بھی ان کے ہاتھ لگ گئے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سب ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آ کر وہ خود کو اس کمرے میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ البتہ عمران کو دیکھ کر ان کے چہروں پر قدرے سکون آ گیا۔

"چلو۔ اچھا ہوا کہ انہوں نے ہمیں سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اب ہم مل کر ان لوگوں کے خلاف قدم اٹھائیں گے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ پھر

اچانک وہاں ایک بار پھر ہلکی سبز روشنی پھیل گئی اور اسی لمحے عمران کو عجیب سا احساس ہوا۔

"یہی تو مشکل ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کس مشکل کی بات کر رہے ہو"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ ہم سب مل کر بھی ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... جولیا نے کہا اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

"صدیقی اور چوہان سے پوچھو"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ صدیقی اور چوہان سے میں کیوں پوچھوں۔ تم کیوں نہیں بتا دیتے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ان کا شعبہ ہے۔ یہی بتائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ہم بھلا کیا بتا سکتے ہیں عمران صاحب"۔ چوہان نے کہا۔

"جو دل میں آتا ہے بتا دو۔ تمہارے کچھ بھی بتانے پر ہم میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیوں جولیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔ کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔ یہ تم کس قسم کی باتیں

کر رہے ہو عمران"...... جولیا نے کہا۔

"ان حالات میں اسی قسم کی باتیں کی جا سکتی ہیں"...... عمران نے کراہ کر کہا۔

"ہونہہ۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں صرف ایک بات بتا سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کون سی بات"...... صفدر نے پوچھا۔

"مجرم بے حد شاطر اور ذہین ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ہمیں پکڑ لیا ہے بلکہ آفاق زبیری بھی ان کے ہاتھ لگ گیا ہے اور ہم واقعی اس وقت ان مجرموں کے سامنے بے بس ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو"...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کے لہجے سے مایوسی ٹپک رہی تھی جبکہ سب جانتے تھے کہ عمران نے مایوس ہونا سیکھا ہی نہ تھا۔ وہ مشکل سے مشکل اور خطرناک سے خطرناک سچویشن میں بھی اپنی اور دوسروں کی ہمت بندھائے رکھتا ہے اور ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے تیار رہتا ہے لیکن اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے عمران کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو گئیں ہوں اور وہ ان حالات میں خود کو واقعی بے بس محسوس کر رہا ہو۔

"اس وقت تو ایسی ہی سچویشن ہے۔ بعد میں کسی وقت صورتحال بدل گئی تو اور بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کچھ مجھے بھی تو بتا دیں۔ اس وقت کیا بات ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"اپنا دایاں بازو اٹھاؤ۔ اوپر تک اٹھاؤ"...... عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ یہ لیں"...... صدیقی نے کہا اور بازو اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے بازو کو معمولی سی ہی حرکت دے سکا۔

"ارے۔ یہ۔ یہ میرے بازو کو کیا ہو گیا"...... صدیقی نے کہا۔

"تم صرف بازو کی بات کر رہے ہو۔ یہ کہو میرے پورے جسم کو کیا ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں عمران۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ میرا تو پورا جسم ہی حرکت نہیں کر رہا"...... جولیا نے کہا۔ اس کی بات سن کر سب نے اپنے جسموں کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن ایسا لگتا تھا کہ کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھروں کے بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔

"اب سوچو۔ اگر مجرم یہاں آ گئے تو اس حالت میں ہم بھلا ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جبکہ وہ چاہیں تو آسانی سے ہمیں نہ صرف اسی حالت میں گولیاں بھی مار سکتے ہیں اور ہمارے دھڑوں سے ہمارے سر بھی الگ کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ مارے گئے پھر تو"...... چوہان نے بوکھلا کر کہا۔

"فی الحال یہی کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"یہ کہ مارے گئے پھر تو"...... عمران نے ہنس کر کہا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ ہمیں ہوا کیا ہے۔ ہوش میں آ کر تو ہم اٹھ کر بیٹھ گئے تھے لیکن اب ہمارے جسموں میں جیسے جان نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمرے میں پھیلی سبز روشنی کو دیکھ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں کیوں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ اسی روشنی کی وجہ سے ہے۔ یہ روشنی جسمانی طاقت سلب کرنے والی ریز کمرے میں پھیلا رہی ہے۔ جب تک یہ روشنی موجود ہے ہم اپنی جگہ سے معمولی سی بھی حرکت نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا۔

"آخر یہ مجرم ہیں کون اور یہ ہم سے چاہتے کیا ہیں۔ انہیں آفاق زبیری چاہئے تھا جو انہیں مل گیا ہے پھر انہوں نے ہمیں اس طرح کیوں قید کر رکھا ہے"...... صفدر نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ ہمارے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کھیل۔ کیسا کھیل"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"کرنل کاشارا کوئی چھوٹا موٹا یا عام سا مجرم نہیں ہے۔ وہ شاید ہپنا ٹائز کا ماہر ہے۔ اس نے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لے کر اس سے اس کے بارے میں اور ہمارے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ تنویر اب کرنل کاشارا کا وفادار ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ ہم اس کے دشمن ہیں اور اس نے ہر صورت میں ہمیں ہلاک کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر کے وہاں آنے اور اس سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں انہیں تفصیل بتا دی۔ جولیا اور اس کے ساتھی یہ سب سن کر حیران رہ گئے کہ تنویر مجرم کی ٹرانس میں ہے اور اب وہ انہیں اپنا دشمن سمجھ رہا ہے۔ جولیا نے بھی اپنی یہاں تک آنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

"تمہیں یہ رسک نہیں لینا چاہئے تھا۔ نواب سرفراز ہاشم اور ان کے ساتھ آنے والے آدمی سکندر حیات جب آفاق زبیری کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے تو تمہیں انہیں روکنا چاہئے تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہم ان کا اصل مقصد اور ان کے ٹھکانے کے بارے میں پتہ کرنا چاہتے تھے لیکن یہ سائنسی انتظامات سے اس قدر لیس ہوں گے اس کا ہمیں کوئی اندازہ نہ تھا۔ یہ تو ہمیں اس کھنڈر میں آنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ انہوں نے یہاں ایک طاقتور روبوٹ بھی

رکھا ہوا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بہرحال جو ہوا ہے برا ہوا ہے۔ اب وہ آفاق زبیری کو لے کر نکل جائیں گے اور ہم یہاں ساکت بیٹھے اپنی موت کا انتظار کرتے رہ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ''...... سب کے منہ سے نکلا۔

''اب کیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب ہماری وجہ سے ہوا ہے عمران۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں۔ مجھ سے واقعی حماقت ہوئی ہے''...... جولیا نے افسردہ انداز میں کہا۔

''اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہمیں آگے کا سوچنا ہوگا۔ آفاق زبیری کو اغوا کرنے کا کیا چکر ہے اس چکر کے بارے میں بھی ہم ابھی تک لاعلم ہیں۔ نجانے آفاق زبیری ہم سے کیا چھپا رہے ہیں اور مجرم انہیں کیوں اغوا کر کے لئے گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے آفاق زبیری کو بہت کریدنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اسی بات پر اڑے ہوئے تھے کہ یہ اسی کافرستانی ایجنٹ کے ساتھی ہیں جس کو انہوں نے موت کی سزا دی تھی اور وہ اب ان سے اپنے ساتھی کی موت کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''جبکہ اصل معاملہ کچھ اور ہے۔ اگر انہوں نے آفاق زبیری

سے بدلہ ہی لینا ہوتا تو نواب سرفراز اور سکندر کے روپ میں یہ لوگ انہیں وہیں ہلاک کر دیتے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا تم بھی اس بات کا اندازہ نہیں لگا پائے ہو کہ اصل معاملہ ہے کیا اور آفاق زبیری کیا چھپا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ میری آفاق زبیری سے مختصر سی ملاقات رہی ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا تھا اس سے بس مجھے اسی بات کا اندازہ ہوا تھا کہ معاملہ کچھ اور ہے اور بس''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب ہوگا کیا۔ ہم تو ہاتھ پیر ہلانے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ مجرم کا سامنا کس طرح کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا۔ یہ روشنی آ کہاں سے رہی ہے۔ کیونکہ نہ تو کمرے میں کوئی سبز بلب روشن ہے۔ نہ یہ روشنی کسی سوراخ سے نکل رہی ہے۔ تب پھر آخر یہ کمرے میں کیسے پھیلی ہوئی ہے۔ عمران صاحب کیا آپ اس پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ کمرے میں جو بلب جل رہا ہے۔ وہ تو عام روشنی والا ہے۔ اس سے تو عام رنگ کی روشنی پھوٹ رہی ہے پھر یہ سبز روشنی کیسی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''میں تو پہلے ہی اس پر غور کر رہا ہوں۔ لہٰذا تم فکر نہ کرو جونہی اس غور کا نتیجہ نکلا۔ میں بتا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ غور کا نتیجہ''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''کیوں کیا ہوا''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عجیب سی بات لگی ہے غور کا نتیجہ اس لئے پوچھ لیا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"شکر کرو کہ میں نے نتیجے کا غور نہیں بولا ورنہ تم سب اس پر ہی بحث کرنا شروع ہو جاتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"یہ تنویر کہاں ہے۔ وہ ہمیں تو کہیں نظر نہیں آ یا کیا وہ دشمنوں کے ساتھ ہی ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ دشمنوں کی ٹرانس میں ہے تو وہ ان کے ہی ساتھ ہی ہو گا ہمارے ساتھ رہ کر اس بے چارے نے کیا کرنا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ پھر وہ سب خاموش ہو گئے اور عمران غور سے کمرے میں پھیلی ہوئی سبز روشنی کا منبع تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میں نے کسی کو کچھ سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی ہے پھر تم اپنے آپ کیسے سمجھ گئے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"مجھے سبز روشنی کا راز پتہ چل گیا ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو وہ سب چونک پڑے۔

"سبز روشنی کا راز"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو بتاؤ۔ کیا ہے اس سبز روشنی کا راز"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں کرومسنگ گیس پھیلی ہوئی ہے جو بے رنگ اور بے بو ہوتی ہے۔ کمرے میں جو عام سا بلب جل رہا ہے اس کی روشنی کی وجہ سے گیس کا رنگ بدل گیا ہے اور وہ سبز رنگ کی ہو گئی ہے اور صرف کرومسنگ ہی ایسی گیس ہے جو روشنی میں سبز رنگ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور اس میں سانس لینے والا مکمل طور پر بے حس حرکت ہو جاتا ہے البتہ گردن سے اوپر کا حصہ کام کرتا رہتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ واقعی کرومسنگ گیس ہے۔ اب جب تک یہاں یہ گیس رہے گی ہمارے جسموں میں کوئی حرکت پیدا نہ ہو گی اور کرومسنگ گیس ہوا میں اسی طرح ایک ہی جگہ ٹھہرنے والی گیس ہے۔ اسے ختم ہونے میں کئی گھنٹے لگ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اس وقت تک ہم یہاں ایسے ہی بیٹھے رہیں گے"۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں۔ جب تک یہ گیس ختم نہیں ہو جاتی یا یہ بلب نہیں بجھ جاتا ہم حرکت نہیں کر سکیں گے"...... عمران نے کہا پھر وہ چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... اسے چونکتے دیکھ کر صفدر نے پوچھا لیکن عمران

نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر کچھ دیر بعد اچانک یہ دیکھ کر وہ سب چونک پڑے کہ عمران کے جسم میں نہ صرف حرکت پیدا ہوگئی بلکہ وہ اٹھ کر کھڑا بھی ہوگیا۔ اسے اس طرح اچانک اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاشارا نے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کرنل کاشارا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سپیشل کال ہے۔ ٹی ون آن کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ ٹی ون کا سن کر کرنل کاشارا بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور فون سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے چند نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''کرنل کاشارا بول رہا ہوں''...... اس بار کرنل کاشارا نے

نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بگ باس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

''یس بگ باس''...... کرنل کاشارا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے پاکیشیا سے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔ آفاق زبیری کا کیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے بگ باس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آفاق زبیری ہمارے ہاتھ لگ چکا ہے بگ باس اور میں نے اسے ایک محفوظ مقام پر پہنچا دیا ہے۔ بہت جلد میں اسے پاکیشیا سے بھی روانہ کر دوں گا''...... کرنل کاشارا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم نے آفاق زبیری کو اغوا کر لیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ تم نے آخر کار وہی کر دیا ہے جس سے میں نے تمہیں خاص طور پر منع کیا تھا''...... دوسری طرف سے بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا کیا ہے بگ باس''...... کرنل کاشارا نے بگ باس کا غصیلا لہجہ سن کر یکلخت بوکھلائے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرنے کا کہا تھا اور تمہیں خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں کہ تم یہ معاملہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

کے علم میں نہ آنے دو گے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کود چکی ہے اور عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ حرکت میں آ گیا ہے۔ اب جلد ہی اسے نہ صرف ساکال تنظیم کے بارے میں معلومات مل جائیں گی بلکہ اس نے ساکال کے خلاف کام بھی کرنا شروع کر دینا ہے''...... بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بگ باس۔ میں نے عمران اور اس کے بیشتر ساتھیوں کو بھی پکڑ لیا ہے اور وہ اس وقت ریڈ مارٹن کی قید میں ہے۔ ریڈ مارٹن نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک رکن کو اپنی ٹرانس میں لے کر اسے ساکال کا وفادار بنا دیا ہے۔ اب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر کام کر رہا ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی اپنی ٹرانس میں لے کر ساکال کا وفادار بنا دے گا اور چیف۔ میں نے دیکھا ہے یہ ریڈ مارٹن اپنی ذہانت اور کارکردگی میں یکتا ہے۔ اس کا ساتھی جم مارک اگر نہ مارا جاتا تو یہ دونوں واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے موت کے فرشتے ثابت ہوتے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یہ ریڈ مارٹن کیا حماقت کر رہا ہے کرنل کاشارا۔ میں نے تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوری تفصیلات پر مبنی فائل بھیجی تھی۔ کیا تم نے اس کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور ریڈ مارٹن کو ان کے بارے میں نہیں بتایا تھا''...... بگ باس نے اسی طرح بے

حد غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سس۔ سوری بگ باس۔ مصروفیات کے باعث میں آپ کی بھیجی ہوئی فائل نہ پڑھ سکا تھا۔ میں نے اسے اپنی رہائش گاہ کے سیف میں رکھ دیا تھا کہ فرصت ملتے ہی میں اس کا مطالعہ کروں گا لیکن......" کرنل کاشارا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا کہ تم نے اس فائل کو دیکھا ضرور ہو گا لیکن اس کا مطالعہ نہ کیا ہو گا۔ اگر تم اس فائل کا مطالعہ کر لیتے تو تمہیں عمران کے بارے میں پتہ چل جاتا کہ وہ کس قدر خطرناک انسان ہے"...... بگ باس نے کہا۔

"سوری چیف۔ رئیلی ویری سوری"...... کرنل کاشارا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب سوری کرنے سے کیا ہوتا ہے نانسنس۔ تم نہیں جانتے تم نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چھیڑ کر شیروں کی کچھار میں اپنا اور ریڈ مارٹن کا سر دے دیا ہے۔ اب وہ جلد ہی تم دونوں کے سر تمہارے دھڑوں سے الگ کر دیں گے۔ عمران کے ساتھیوں کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن عمران کے بارے میں سن لو۔ جم مارک اور ریڈ مارٹن بہترین ہپنا ٹائسٹ ہیں لیکن ان کے مقابلے میں اس فیلڈ میں عمران کئی گنا آگے ہے۔ وہ نہ صرف ہپنا ٹائز کے بہترین ماہرین میں سے ایک ہے بلکہ اس نے جدید ٹیلی

پیتھی کے علم پر بھی خاصا عبور حاصل کر رکھا ہے۔ اگر ریڈ مارٹن نے اسے ٹرانس میں لینے کی کوشش کی تو وہ الٹا عمران کے زیر اثر آ جائے گا اور پھر عمران اس کے ذریعے نہ صرف تمہاری بلکہ اسے ساکال کی بھی حقیقت سے آگاہ ہو جائے گا۔ یہی نہیں ریڈ مارٹن ساکال کے اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی جانتا ہے اور اسے اس بات کا بھی علم ہے کہ ساکال کا بگ باس کون ہے۔ یہ باتیں اگر عمران کے علم میں آ گئیں تو ساکال کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے بگ باس نے اسی طرح بے حد غصیلے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کرنل کاشارا چونک پڑا۔

"اوہ اوہ۔ یہ بات میرے علم میں نہ تھی بگ باس کہ عمران بھی ہپنا ٹائزم کا ماہر ہے"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"اگر تم اس فائل کا مطالعہ کر لیتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا نانسنس۔ بہرحال اگر ریڈ مارٹن نے عمران کو ٹرانس میں لینے کی کوشش نہیں کی ہے تو اسے روکو۔ فوراً روکو۔ اس سے کہو کہ وہ کسی بھی صورت میں عمران کے سامنے جانے کی کوشش نہ کرے اور اگر عمران اور اس کے ساتھی حقیقت میں تمہارے قبضے میں ہیں تو ابھی جاؤ اور جا کر انہیں فوراً سے پہلے ہلاک کر دو۔ ان کی ہلاکت ہماری سب سے بڑی جیت ہو گی"...... بگ باس نے کہا۔

"اوہ۔ یس بگ باس۔ میں ابھی جاتا ہوں اور عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیتا ہوں"...... کرنل کاشارا نے

کہا۔

''یہ کام تم اپنے ہاتھوں سے کرنا کرنل کاشارا اور اس ایجنٹ کو بھی نہ چھوڑنا جسے ریڈ مارٹن نے اپنی ٹرانس میں لیا ہے۔ عمران ہی نہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایک ممبر اپنی مثال آپ ہے اور یہ اپنے ملک وقوم کی بھلائی کے لئے اپنی جانوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر وہ ایجنٹ ایک بار بھی ریڈ مارٹن کی ٹرانس سے نکل گیا تو وہ بھی اس کے لئے، تمہارے اور ساکال تنظیم کے اتنا ہی خطرناک ثابت ہو گا جتنا کہ عمران ہو سکتا ہے''...... بگ باس نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے انہیں کرومسنگ گیس سے بے حس کر رکھا ہے۔ وہ بلیک ہاؤس میں قید ہیں اور میں نے ریڈ مارٹن سے کہا تھا کہ میں چند ضروری کام نپٹا کر بلیک ہاؤس آؤں گا تب وہ انہیں میرے سامنے اپنی ٹرانس میں لے تاکہ میں انہیں اپنی آواز کے تحت کنٹرول کر سکوں۔ مجھے یقین ہے کہ ریڈ مارٹن ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے نہ گیا ہو گا بلکہ میرا منتظر ہو گا۔ میں اسے کال کر کے ہدایات دے دیتا ہوں اور پھر انہیں جاتے ہی گولیوں سے چھلنی کر دیتا ہوں''...... کرنل کاشارا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو کرنل کاشارا۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر اتفاق سے تمہارے قبضے میں ہیں تو انہیں ہلاک کرنے کا

اس سے اچھا موقع تمہیں پھر کبھی نہیں ملے گا''...... بگ باس نے اسی انداز میں کہا۔

''یس بگ باس۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا۔

''بلیک ہاؤس پہنچ کر اور ان سب کو ہلاک کر کے جلد واپس آ کر مجھے رپورٹ دینا۔ میں بے تابی سے تمہاری کال کا انتظار کروں گا کہ تم نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... بگ باس نے کہا۔

''یس بگ باس۔ میں ایک گھنٹے میں سارا کام ختم کر کے واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاؤں گا اور پھر یہاں آتے ہی میں آپ کو کال کروں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا تو دوسری طرف سے بگ باس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ کرنل کاشارا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ آفس میں اے سی چل رہا تھا لیکن اس کے باوجود بگ باس سے بات کرتے ہوئے کرنل کاشارا کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔

''یہ عمران اس قدر خطرناک ہے اس کے بارے میں تو مجھے ذرا بھی اندازہ نہ تھا''...... رسیور رکھ کر کرنل کاشارا نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اگرچہ اس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن اس نے واقعی بگ باس کی بھیجی ہوئی فائل نہیں پڑھی تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس

نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"بلیک ہاؤس"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل کاشارا بول رہا ہوں"...... کرنل کاشارا نے کرخت آواز میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے اس بار بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ریڈ مارٹن کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ"...... کرنل کاشارا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس ریڈ مارٹن تو قیدیوں کو دیکھنے گئے ہیں باس"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو کرنل کاشارا بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ روکو۔ جا کر روکو اسے۔ جلدی۔ جاؤ۔ دوڑ کر جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے۔ جاؤ جاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے واپس"...... کرنل کاشارا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس باس"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس کے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور پھر کرنل کاشارا نے رسیور میں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ریڈ مارٹن کو کہا بھی تھا کہ جب تک وہ خود نہیں آ جاتا وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے لیکن اس کے باوجود ریڈ

مارٹن قیدیوں کے پاس چلا گیا تھا اور اب کرنل کاشارا کو خوف محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ کہیں ریڈ مارٹن وہاں جا کر عمران کو اپنی ٹرانس میں لینے کی حماقت نہ کر بیٹھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بگ باس کے مطابق وہ الٹا عمران کی ٹرانس میں چلا جائے گا جس سے اچھی خاصی مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اسے رسیور میں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

"باس"...... دوسری طرف سے اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ کہاں ہے ریڈ مارٹن۔ تم نے اسے روکا ہے یا نہیں۔ بولو۔ جلدی"...... کرنل کاشارا نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ کمرے تک پہنچ چکے تھے باس۔ میں نے انہیں روک لیا ہے۔ وہ واپس آ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاشارا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے فوراً فون کر کے ریڈ مارٹن کو روک لیا تھا۔ اگر اسے تھوڑی اور دیر ہو جاتی تو اب تک ریڈ مارٹن عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے چلا گیا ہوتا اور پھر وہی ہوتا جس کا بگ باس نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

عمران نے اٹھتے ہی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے کمرے میں روشن بلب کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ کمرے میں گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بلب بجھ گیا۔ جیسے ہی بلب بجھا وہاں پھیلی ہوئی سبز روشنی بھی ختم ہو گئی۔

"یہ کیا۔ تم کیسے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کیا تمہارا جسم ساکت نہیں ہوا تھا"...... اندھیرے میں جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جب مجھے اس گیس کا نام بتایا تو مجھے یاد آ گیا کہ اگر چند لمحوں کے لئے سانس روک لیا جائے تو جسم میں سرایت کرنے والی اس ریز کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا اور ایسا کرتے ہی میرے جسم میں توانائی آ گئی تھی اور میں اٹھنے میں کامیاب ہو گیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اور جیسے ہی آپ نے بلب کو توڑا ہے یہاں سے سبز روشنی بھی

ختم ہو گئی ہے اور سبز روشنی کے ختم ہوتے ہی میرے جسم میں جیسے جان آ گئی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میرا جسم بھی متحرک ہو گیا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر باری باری صدیقی اور چوہان نے بھی یہی اعلان کیا کہ اب وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

"اب ہمیں اس کمرے سے باہر نکلنا ہے۔ اگر ہم یہاں قید رہے تو دشمن کسی بھی وقت یہاں آ کر ہمیں گولیاں مار سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن ہم اس کمرے سے نکلیں گے کیسے۔ کمرے کا دروازہ بند ہے اور یہاں کوئی کھڑکی اور روشن دان بھی موجود نہیں ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے بس"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اندھیرے میں ہم کیا کر سکیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس دروازے کو اُڑا سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ میرے جوتے کی ایڑی میں ریڈ کیپسول موجود

نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''بلیک ہاؤس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل کاشارا بول رہا ہوں''...... کرنل کاشارا نے کرخت آواز میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم''...... دوسری طرف سے اس بار بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ریڈ مارٹن کہاں ہے۔ میری اس سے بات کراؤ''...... کرنل کاشارا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''باس ریڈ مارٹن تو قیدیوں کو دیکھنے گئے ہیں باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو کرنل کاشارا بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ روکو۔ جا کر روکو اسے۔ جلدی۔ جاؤ۔ دوڑ کر جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے۔ جاؤ جاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے واپس''...... کرنل کاشارا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس باس''...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس کے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور پھر کرنل کاشارا نے رسیور میں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ریڈ مارٹن کو کہا بھی تھا کہ جب تک وہ خود نہیں آ جاتا وہ قیدیوں کے پاس نہ جائے لیکن اس کے باوجود ریڈ

مارٹن قیدیوں کے پاس چلا گیا تھا اور اب کرنل کاشارا کو خوف محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ کہیں ریڈ مارٹن وہاں جا کر عمران کو اپنی ٹرانس میں لینے کی حماقت نہ کر بیٹھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بگ باس کے مطابق وہ الٹا عمران کی ٹرانس میں چلا جائے گا جس سے اچھی خاصی مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اسے رسیور میں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

''باس''...... دوسری طرف سے اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ کہاں ہے ریڈ مارٹن۔ تم نے اسے روکا ہے یا نہیں۔ بولو۔ جلدی''...... کرنل کاشارا نے چیختے ہوئے کہا۔

''وہ کمرے تک پہنچ چکے تھے باس۔ میں نے انہیں روک لیا ہے۔ وہ واپس آ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاشارا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے فوراً فون کر کے ریڈ مارٹن کو روک لیا تھا۔ اگر اسے تھوڑی اور دیر ہو جاتی تو اب تک ریڈ مارٹن عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے چلا گیا ہوتا اور پھر وہی ہوتا جس کا بگ باس نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

عمران نے اٹھتے ہی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے کمرے میں روشن بلب کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ کمرے میں گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بلب بجھ گیا۔ جیسے ہی بلب بجھا وہاں پھیلی ہوئی سبز روشنی بھی ختم ہوگئی۔

''یہ کیا۔ تم کیسے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کیا تمہارا جسم ساکت نہیں ہوا تھا''...... اندھیرے میں جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جب مجھے اس گیس کا نام بتایا تو مجھے یاد آ گیا کہ اگر چند لمحوں کے لئے سانس روک لیا جائے تو جسم میں سرایت کرنے والی اس ریز کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا اور ایسا کرتے ہی میرے جسم میں توانائی آ گئی تھی اور میں اٹھنے میں کامیاب ہو گیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور جیسے ہی آپ نے بلب کو توڑا ہے یہاں سے سبز روشنی بھی

ختم ہوگئی ہے اور سبز روشنی کے ختم ہوتے ہی میرے جسم میں جیسے جان آ گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا جسم بھی متحرک ہو گیا ہے''...... جولیا نے کہا اور پھر باری باری صدیقی اور چوہان نے بھی یہی اعلان کیا کہ اب وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

''اب ہمیں اس کمرے سے باہر نکلنا ہے۔ اگر ہم یہاں قید رہے تو دشمن کسی بھی وقت یہاں آ کر ہمیں گولیاں مار سکتا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''لیکن ہم اس کمرے سے نکلیں گے کیسے۔ کمرے کا دروازہ بند ہے اور یہاں کوئی کھڑکی اور روشن دان بھی موجود نہیں ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے بس''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن اندھیرے میں ہم کیا کر سکیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس دروازے کو اڑا سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میرے جوتے کی ایڑی میں ریڈ کیپسول موجود

ہے۔ میں اس سے دروازہ تباہ کر سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو دیر کس بات کی ہے۔ اپنا کام شروع کرو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم سب دروازے سے پیچھے ہٹ جاؤ''...... عمران نے کہا اور خود بھی دروازے سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ آگ کا شعلہ سا چمکا اور کمرے میں روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی دروازے کی طرف سے آئی تھی جو زور دار دھماکے سے تباہ ہو کر دوسری طرف جا گرا تھا۔ ٹائیگر نے جوتے کی ایڑی سے ریڈ کیپسول نکال کر دروازے پر مار دیا تھا اور اس کیپسول میں موجود بلاسٹر نے دروازے کو چوکھٹ سمیت الگ کر کے باہر پھینک دیا تھا۔

''آؤ''...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے لپکے اور پھر وہ سب کمرے سے باہر نکل آئے۔

''سب پھیل جاؤ اور پورا کھنڈر چیک کرو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہہ اور خود تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ کھنڈر سے باہر نکلتے ہی عمران کھلے آسمان تلے آ گیا۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ چاند کی روشنی میں کھنڈر اور بھی بھیانک لگ

رہا تھا۔ عمران نے کھنڈر کے اردگرد کا راؤنڈ لگایا لیکن وہاں مجرموں کی کوئی کار موجود نہ تھی۔ ٹائیگر، جولیا اور صدیقی کی کاریں موجود تھیں لیکن سب کاروں کے ٹائروں کو گولیاں مار کر برسٹ کر دیا گیا تھا۔

''تو وہ یہاں سے نکل چکے ہیں''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ واپس کھنڈر میں آیا اور کھنڈر کے اندرونی حصے کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے ساتھی بھی ہر طرف گھوم پھر رہے تھے لیکن وہاں مجرموں کا اب نام و نشان تک موجود نہ تھا۔

''یہ کیا۔ وہ سب تو لگتا ہے یہاں سے نکل چکے ہیں''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ انہوں نے جاتے ہوئے ہماری کاروں کے ٹائر بھی برسٹ کر دیئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن اب وہ کہاں گئے ہوں گے۔ یہ تو ان کا محفوظ ترین ٹھکانہ تھا۔ وہ اسے کیوں چھوڑ گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہمارے آنے کے بعد یہ ٹھکانہ ان کے لئے اب غیر محفوظ ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ہمیں قید کیا اور یہاں سے نکل گئے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا وہ تنویر اور آفاق زبیری کو بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے باہر مکمل چیکنگ کی ہے۔ باہر کوئی بھی موجود نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اور یہاں کھنڈر میں بھی کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے"۔ جولیا نے کہا۔ وہ سب کھنڈر سے نکل کر باہر آ گئے۔ اسی وقت چاند بادلوں کے پیچھے چھپ گیا اور کھنڈر تاریکی میں ڈوب گیا۔ ایسے میں وہاں بہت خوفناک قسم کی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے سینکڑوں بدروحیں گلا پھاڑ کر چیخ اور چلا رہی ہوں لیکن وہ ان آوازوں سے ڈرنے والے کہاں تھے بھلا۔ جانتے تھے یہ آوازیں ریکارڈ کی گئی ہیں۔ پھر ان آوازوں میں دھما چوکڑی کی کان پھاڑ دینے والی آوازیں شامل ہو گئیں۔ اب تو کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے کانوں کے پردے آج ضرور پھٹ جائیں گے۔ کوئی اور لوگ ہوتے تو ان آوازوں سے ڈر کر کب کے بھاگ گئے ہوتے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران۔ اگر وہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو پھر یہ آوازیں"...... جولیا نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے تیز آواز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے یہ شور تھم جائے۔ پھر ہم کام شروع کریں گے"۔ عمران نے کہا۔ اچانک چاند نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی شور رک گیا۔

"یہ کیا۔ کیا شور کا تعلق صرف تاریکی سے ہے"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"ایسا ہی لگتا ہے۔ آؤ۔ کہیں چاند پھر بادلوں میں نہ چھپ جائے اور پھر شور شروع ہو جائے"...... عمران نے کہا۔ انہوں نے بغور کھنڈر کا جائزہ شروع کیا۔ یہ کام انہوں نے اس کمرے سے شروع کیا۔ جس میں انہیں قید کیا گیا تھا۔ اس پورے کھنڈر میں درست حالت میں بس یہی ایک کمرہ تھا۔ باقی سارے کھنڈر میں اینٹیں اور روڑے بکھرے پڑے تھے۔

"کسی وقت یہ بلیک ہاؤس رہا ہو گا اور اس کا رنگ روغن چونکہ سیاہ ہو گا اس لئے اس کا نام بلیک ہاؤس مشہور ہو گیا ہو گا۔ میرا خیال ہے ہمیں اس عمارت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنا ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب۔ اب تو اس جگہ کو مجرموں نے اپنا اڈا بنا رکھا ہے اور بس"...... صدیقی نے کہا۔

"معلومات تو حاصل کرنا ہوں گی کہ کب سے یہ کھنڈر بلیک ہاؤس کے طور پر مشہور ہوا ہے۔ اس طرح سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ مجرموں نے اس جگہ کو کب سے اپنا اڈا بنا رکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اس قسم کے معاملات میں آپ کا ذہن خوب چلتا ہے۔ ہم صرف یہ سوچ سکے کہ کچھ جرائم پیشہ لوگوں نے اس جگہ کو اپنا اڈا بنا رکھا ہے لیکن آپ نے اس سے آگے کی بات سوچ لی"...... چوہان نے خوش ہو کر کہا۔

”ہمارے پیشے میں چھوٹی سے چھوٹی بات کو جب تک ہم اہمیت نہ دیں گے۔ اس وقت تک کامیاب سراغرساں نہیں بن سکیں گے اور دوسرا اصول یہ ہے کہ شک سے بری کسی کو بھی نہ سمجھا جائے“...... عمران نے کہا۔

”بالکل ٹھیک ہے۔ تمہاری انہی باتوں پر عمل کر کے ہمیں بہت موقعوں پر کامیابی حاصل ہوئی ہے“...... جولیا نے کہا۔

”یہ سب اللہ کا کرم ہوتا ہے۔ بعض اوقات اصول بھی دھرے رہ جاتے ہیں۔ جب تک اللہ نہ چاہے۔ اصول بھی کامیابی نہیں دلا سکتے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ تو سب سے پہلی بات ہے“...... جولیا نے کہا۔

”یہ اچھا ہوا ہے کہ انہوں نے ہماری تلاشی نہیں لی تھی اس لئے ہمارے مشین پسٹل اور ہمارے سیل فون ہمارے پاس ہی ہیں“...... عمران نے جیب سے سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہلے ہی سیل فون تھے جن کی ٹارچوں کی روشنی میں وہ کھنڈر میں گھومتے پھرتے رہے تھے۔ عمران کے کہنے پر ہر کمرے کے فرش اور دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھا گیا کہ کہیں کسی کمرے میں کسی تہہ خانے کا راستہ نہ ہو۔ ایک کمرے میں دیواروں اور فرش کو ٹھونک بجا کر دیکھا تو اس کمرے میں فرش پر ایک جگہ کھوکھلا پن محسوس ہوا۔ عمران نے کئی بار اس جگہ کو چیک کیا تو اسے یقین ہو گیا کہ وہاں تہہ خانے کا راستہ ہے۔

”ٹائیگر تمہارے پاس سٹون کٹر خنجر ہو گا۔ اس سے فرش کو کاٹو اور یہاں سوراخ بناؤ۔ یہاں ضرور تہہ خانے میں جانے کا کوئی راستہ موجود ہے“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر اندرونی جیب سے ایک نوکیلا خنجر نکالا۔ یہ خنجر ٹھوس پتھروں کو بھی موم کی طرح کاٹ دیتا تھا۔ وہ عمران کی بتائی ہوئی جگہ پر آیا اور اس نے خنجر کی نوک ٹھوس فرش پر مارنی شروع کر دی۔

”آہستہ۔ اگر نیچے افراد موجود ہوں تو انہیں چھت کے کٹنے کا پتہ نہیں لگنا چاہئے“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر آہستہ ہاتھ چلانا شروع کر دیا۔ خنجر موم کی طرح فرش کو کاٹ رہا تھا۔ پھر ٹائیگر نے خنجر کی نوک سے فرش کا ایک حصہ اکھاڑنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر پر جوش سا طاری ہو گیا اور اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

”شاید ہم وہ جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جہاں مجرم موجود ہیں“...... ٹائیگر نے تیز تیز کھودتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ سوراخ ہوتے ہی انہیں پتا چل جائے گا“...... چوہان نے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ ٹائیگر بہت احتیاط سے کام کر رہا ہے“۔ عمران نے کہا۔ ٹائیگر آہستہ آہستہ ہاتھ چلاتا رہا پھر جونہی چھوٹا سا سوراخ ہوا۔ اس نے ہاتھ روک لیا۔ اس سوراخ میں سے روشنی اوپر آنے لگی تھی۔ اس نے جھک کر اس سوراخ پر آنکھ لگا دی لیکن کچھ نظر نہ

آیا۔

"کچھ اور بڑا کرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تب پھر نیچے موجود لوگوں کو پتا چل جائے گا"...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جو ہوگا۔ دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سوراخ کو بڑا کرنے لگا۔ یہاں تک کہ سوراخ ایک انچ قطر کے برابر ہو گیا۔ اب اس نے سوراخ سے آنکھ لگا کر دیکھا۔ نیچے اسے ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ہال میں روشنی تھی۔ اس لئے وہ صاف طور پر اس کا جائزہ لے سکتا تھا۔

"اوہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب ہمیں کیا معلوم کہ تم کیا دیکھ رہے ہو۔ پیچھے ہٹو مجھے دیکھنے دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے جھک کر سوراخ میں جھانکا اور پھر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ نیچے اسے آفاق زبیری بندھے ہوئے نظر آئے۔ ان کے ہاتھ پیر بہت مضبوطی سے باندھے گئے تھے۔ ان کے اردگرد چھ مسلح آدمی موجود تھے۔

ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے۔ چھت میں اس سوراخ کے ہونے کا انہیں ابھی تک پتہ نہیں چلا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ

ٹائیگر نے بہت احتیاط سے کام لیا تھا اور کوشش کی تھی کہ سوراخ بننے سے زیادہ مٹی نیچے نہ گرے۔ مٹی کسی حد تک ضرور گری تھی لیکن اس کا انہیں احساس نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ ہال کے درمیان میں بیٹھے تھے جبکہ سوراخ دیوار کے قریب کونے میں بنا تھا انہیں تو پتہ اس صورت میں لگتا جب مٹی ان کے سروں پر گرتی لیکن ایسا ہوا نہیں تھا۔ پھر سب نے باری باری نیچے ہال کا جائزہ لیا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں جلد از جلد اس ہال کا دروازہ تلاش کرنا ہے کہیں یہ لوگ آفاق زبیری صاحب نقصان نہ پہنچا دیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"یہی تو مشکل ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مشکل ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"یہ ہال نما کمرہ کھنڈر کے نیچے ہے۔ کھنڈر کے اوپر صرف یہ کمرہ صحیح حالت میں موجود ہے۔ باقی تمام کمرے گر چکے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کمرہ نیچے کہیں واقع ہے۔ شاید یہ اس وقت تہہ خانہ رہا ہو گا۔ لہٰذا نہ جانے اس کا راستہ کہاں ہو گا۔ اس حالت میں وہ راستہ تلاش کرنا آسان نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تب پھر کیا ہم آفاق زبیری کو ان کا نشانہ بننے دیں"۔ چوہان نے منہ بنایا۔

"نہیں خیر یہ تو مناسب نہیں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا لیکن

ہم کیا کریں اور یہ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ وہ اس وقت بہت دبی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔

''اس سوراخ کو تھوڑا سا اور بڑا کر کے ہم ان پر فائرنگ تو کر سکتے ہیں تاکہ یہ اپنے ارادوں سے باز رہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''میرے خیال میں ان حالات میں ہم یہی کر سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کیوں نہ کریں کہ یہ لوگ آفاق زبیری سے چاہتے کیا ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''انتقام لینا''...... صدیقی نے فوراً کہا۔

''اگر معاملہ صرف انتقام کا ہوتا۔ تو یہ انہیں کب کا ہلاک کر چکے ہوتے۔ لہٰذا میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ انتقام لینے کے چکر میں نہیں ہیں۔ معاملہ کچھ اور ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ خیال مجھے بھی آیا تھا عمران صاحب لیکن پھر میں نے سوچا آخر آفاق زبیری صاحب کو کچھ چھپانے یا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بعض اوقات کسی وجہ سے انسان کوئی بات چھپانے پر مجبور ہوتا ہے انہوں نے یہی بتایا تھا نا کہ کافرستان کے ایک ایجنٹ کو انہوں نے سرحد پار کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا تھا اور پھر اسے گولی مار

کر وہیں دفن کر دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں بالکل یہی بتایا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''لہٰذا اس سلسلے میں کئی باتیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جو نہ بتائی جا سکیں اصل سوال یہ ہے کہ دس سال پہلے کا واقعہ اب پھر سے کیوں شروع ہو گیا۔ اگر یہ اس قدر اہم مسئلہ تھا۔ تو یہ اس وقت کیوں ختم ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس ایجنٹ کے بارے میں کا پہلے فرستان کو پتا نہ چل سکا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''تب پھر دس سال بعد کس طرح پتا چل گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں یہ سوال بہت اہم ہے۔ اگر ہمیں اس سوال کا جواب معلوم ہو جائے تو پھر ہم اس کھیل کی اصل حقیقت کا پتہ چلا سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔ اس وقت جولیا نے سر نیچے کیا اور سوراخ سے نیچے تہہ خانے میں جھانکنے لگی اور پھر وہ اچانک بری طرح سے اچھلی۔

''کیا ہوا۔ تم تو ایسے اچھلی ہو جیسے اس سوراخ سے کوئی سانپ نکل آیا ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نیچے وہ لوگ آفاق زبیری پر تشدد کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ ایک آدمی دو گرم سلاخیں لایا ہے جیسے وہ آفاق زبیری کی آنکھوں میں وہ سلاخیں ڈال کر انہیں اندھا کر دینا چاہتا

ہو“...... جولیا نے کہا۔

”اوہ۔ پیچھے ہٹو“...... عمران نے کہا تو جولیا پیچھے ہٹ آ گئی۔

عمران جھکا اور سوراخ سے نیچے تہہ خانے میں دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ ان کا پروگرام تو واقعی خطرناک معلوم ہوتا ہے ۔ اب تو کچھ کرنا ہی ہو گا“...... عمران نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تب پھر آپ ہی کچھ کریں۔ہمیں تو کچھ نہیں سوجھ رہا“۔ صفدر نے بے چینی سے کہا تو عمران نے فوراً اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کی انگلیوں میں سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول موجود تھا۔

”یہ کیا ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بی ایکس گیس کیپسول۔ مجھے اسے نیچے گرانا ہو گا۔ یہ نیچے گرتے ہی دھماکے سے پھٹ جائے گا اور نیچے موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کیپسول سوراخ سے نیچے چھوڑ دیا۔ سفید رنگ کا کیپسول تیزی سے نیچے گیا اور پھر انہوں نے نیچے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنی۔ عمران فوراً سوراخ سے پیچھے ہٹ آیا۔

”کچھ دیر کے لئے اپنے سانس روک لو ورنہ اس سوراخ سے باہر آنے والی گیس کا تم سب پر بھی اثر ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔ سوراخ سے سفید دھواں نکلتا رہا پھر اس کی مقدار کم ہو گئی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے

کچھ دیر توقف کیا اور پھر آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔ اب کمرے سے گیس کا اثر زائل ہو چکا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے ایک بار پھر سوراخ سے آنکھ لگا دی اور پھر یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا کہ نیچے صرف آفاق زبیری کا سر ڈھلکا ہوا نظر آ رہا تھا جبکہ مسلح افراد ہوش میں تھے۔ البتہ کیپسول کا دھماکہ سن کر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کمرے میں پھر رہے تھے۔

”لگتا ہے انہوں نے گیس سے بچنے کے لئے اینٹی ڈوز لے رکھی ہے۔ گیس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ وہ سب ہوش میں ہیں“...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”اوہ۔ پھر اب“ ...... جولیا نے کہا۔

”اب ان کے ساتھ دوسرا طریقہ ہی آزمانا پڑے گا“...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اسے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔

ریڈ مارٹن کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی ٹرانس میں لینے جا رہا تھا۔ وہ ابھی اس کمرے تک پہنچا ہی تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی قید تھے کہ ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا آیا۔ وہ 'باس۔ باس' کہتا ہوا چیخ رہا تھا۔ اس کی آواز سن کر ریڈ مارٹن رک گیا۔ اس آدمی نے آ کر اسے بتایا کہ کرنل کاشارا کی کال آئی ہے اور اس نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کمرے میں جانے سے منع کیا ہے اور اسے فوراً فون پر آنے کا کہا ہے۔

ریڈ مارٹن مڑ کر فوراً کنٹرول روم میں پہنچا اور پھر اس نے کرنل کاشارا سے بات کی تو کرنل کاشارا نے اسے سختی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس جانے سے منع کر دیا۔ کرنل کاشارا نے اسے بتایا کہ اسے بگ باس کی کال آئی تھی اور یہ ہدایات اسی نے دی ہیں کہ ریڈ مارٹن عمران کے پاس نہ جائے۔ کرنل کاشارا نے اسے

اس بات کی وجہ بھی بتا دی تھی۔ یہ سن کر ریڈ مارٹن کو بے حد غصہ آیا کہ عمران اس کی ٹرانس میں نہیں آئے گا بلکہ اگر وہ اس کے سامنے گیا تو وہ الٹا اس کی ٹرانس میں چلا جائے گا۔ اگرچہ ریڈ مارٹن نے کرنل کاشارا کی بات مان لی تھی لیکن وہ غصے سے کھول رہا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ بگ باس اور کرنل کاشارا مجھے عمران سے کم تر سمجھ رہے ہیں جبکہ میری طاقتیں عمران کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔ وہ میرا ہپنا ٹائزم میں مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ نجانے اس کرنل کاشارا اور بگ باس کو کیا ہو گیا ہے جو وہ عمران جیسے معمولی انسان سے اتنا ڈرتے ہیں۔ اگر وہ مجھے نہ روکتے تو میں اب تک عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو اپنی ٹرانس میں لے چکا ہوتا اور وہ سب ساکال کے وفادار بن چکے ہوتے''...... ریڈ مارٹن نے غصے سے کھولتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے دھمک کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ دھمک کیسی ہے''...... ریڈ مارٹن نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''دھمک۔ کیسی دھمک باس۔ میں نے تو کوئی آواز نہیں سنی''۔ اس آدمی نے چونک کر جواب دیا جو نجانے کن خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی بات سن کر ریڈ مارٹن غرا کر رہ گیا۔

''بہرے ہو۔ میں نے صاف دھمک کی آواز سنی ہے جیسے اوپر کوئی کودا ہو اور تم کہہ رہے ہو کہ تم نے کوئی آواز نہیں سنی۔

نانسنس‘‘...... ریڈ مارٹن نے کرنل کاشارا کا غصہ اس پر نکالتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بوکھلا گیا۔

’’مم۔ مم۔ میں دیکھ کر آتا ہوں‘‘...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور فوراً کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

’’کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹھے رہو یہیں‘‘...... ریڈ مارٹن نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’یس باس‘‘...... اس آدمی نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’کرنل آفاق زبیری کس کمرے میں ہے‘‘...... چند لمحے توقف کے بعد ریڈ مارٹن نے اس سے پوچھا۔

’’وہ راہداری کے آخری کمرے میں ہے باس‘‘...... اس آدمی نے کہا۔

’’اس کے ساتھ کتنے مسلح افراد موجود ہیں‘‘...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

’’چھ افراد ہیں باس۔ سب مسلح ہیں‘‘...... اس آدمی نے جواب دیا۔

’’آفاق زبیری نے زبان کھولی ہے یا نہیں‘‘...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

’’نو باس۔ اس سے سختی سے پوچھ گچھ کی گئی ہے لیکن وہ کوئی بھی بات بتانے کے لئے تیار نہیں ہے‘‘...... اس آدمی نے جواب دیا۔

’’ہونہہ۔ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ دیکھتا ہوں وہ کیسے کچھ نہیں

بتاتا‘‘...... ریڈ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر نوجوان بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

’’کیا نام بتایا تھا تم نے اپنا‘‘...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

’’میرا نام ہاشو ہے باس‘‘......نوجوان نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے ہاشو۔ میں جا کر آفاق زبیری کو دیکھتا ہوں۔ تب تک تم ایک کام کرو‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’حکم کریں باس‘‘...... ہاشو نے کہا۔

’’لوہے کے دو راڈز لو اور ان کے سروں کو آگ پر گرم کرو۔ راڈز اتنے گرم ہونے چاہئیں کہ ان کے سرے سرخ ہو جائیں۔ پھر ان راڈز کو لے کر اس کمرے میں آ جانا جہاں پر آفاق زبیری موجود ہے‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’کیا آپ آفاق زبیری پر تشدد کرنا چاہتے ہیں باس‘‘...... ہاشو نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ کیوں‘‘...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

’’کرنل کاشارا نے اس پر تشدد کرنے سے منع کیا ہوا ہے باس۔ کرنل کاشارا نے کہا تھا کہ جب وہ آئے گا تو وہ خود اس سے پوچھ گچھ کرے گا‘‘...... ہاشو نے کہا۔

’’اس وقت میں تمہارا باس ہوں۔ نانسنس۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ کرنل کاشارا کو کیا جواب دینا ہے یہ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ جاؤ دفع ہو جاؤ اور جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔ ورنہ

میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ نانسنس''...... اس کی بات سن کر ریڈ مارٹن نے اور زیادہ بھڑکتے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس باس''...... ہاشو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اور سنو''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو ہاشو رک گیا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''یس باس''...... اس نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

''میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جس ممبر کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا۔ کیا نام تھا اس کا۔ ہاں۔ اس کا نام تنویر ہے۔ کہاں ہے وہ''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''کرنل کاشارا اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں باس۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ اسے اپنے ساتھ رکھیں گے تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ کس حد تک ان کا محکوم ہے''...... ہاشو نے جواب دیا تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ یہ کرنل کاشارا یہاں کچھ زیادہ ہی پاؤں پھیلا رہا ہے۔ اس سے بہتر کارکردگی تو میری ہے اور بگ باس نے مجھے اس کرنل کاشارا کا محکوم بنا دیا ہے۔ کوئی بھی کام اس کی اجازت کے بغیر کیا ہی نہیں جا سکتا ہے۔ نانسنس۔ جاؤ۔ تم میرا منہ کیوں دیکھ رہے ہو۔ جاؤ جا کر راڈز گرم کر کے لاؤ''...... ریڈ مارٹن نے پہلے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ہاشو پر پڑیں تو وہ اس پر بری طرح سے دہاڑنے لگا۔ اس کی دہاڑ سن کر ہاشو وہاں سے مڑ کر

اس تیزی سے بھاگا جیسے اسے ڈر ہو کہ اگر وہ ایک منٹ بھی کمرے میں رکا تو ریڈ مارٹن اسے سچ مچ گولی ہی مار دے گا۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ ریڈ مارٹن غصے سے کچھ دیر تک دروازے کو دیکھتا رہا پھر وہ دانتوں سے ہونٹ چباتا ہوا تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ راہداری میں آ کر وہ آگے بڑھا اور راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''کون ہے''...... اندر سے ایک آدمی کی تیز آواز سنائی دی۔

''ریڈ مارٹن۔ دروازہ کھولو''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو اندر سے لاک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ریڈ مارٹن کو اپنے ایک ساتھی کا چہرہ دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر وہ سائیڈ میں ہٹ گیا۔ ریڈ مارٹن اندر داخل ہوا تو کمرے میں ایک کرسی پر آفاق زبیری بیٹھا ہوا تھا۔ اسے کرسی پر رسیوں سے باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔ وہ ہوش میں تھا اور اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ کمرے میں آفاق زبیری کے ساتھ چھ مسلح افراد بھی تھے۔

آفاق زبیری کی حفاظت کے یہ انتظامات کرنل کاشارا نے کئے تھے اور اس نے سختی سے ان مسلح افراد کو ہدایات دی تھیں کہ وہ کرنل آفاق زبیری کو کسی بھی صورت میں اکیلا نہ چھوڑیں اور جب تک وہ خود یا ریڈ مارٹن آ کر مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دے کر

ان سے بات نہ کریں وہ دروازہ نہ کھولیں۔ کرنل کاشارا نے ان چھ افراد کو خصوصی طور پر ہر قسم کی زہریلی گیس سے بچنے کے لئے گولیاں بھی کھلا دی تھیں تاکہ اگر وہاں دشمن آئیں اور بے ہوشی کی گیس پھیلا دیں تو ان پر کسی گیس کا کوئی اثر نہ ہو۔ ریڈ مارٹن اندر آتے ہی آفاق زبیری کی طرف بڑھ گیا اور اس کے سامنے آ کر اسے طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

”سنو۔ میں اس وقت بے حد غصے میں ہوں اور جب میں غصے میں ہوتا ہوں تو مجھ پر پاگل پن سوار ہو جاتا ہے۔ پاگل پن میں پھر میں دشمنوں پر تشدد کرنا شروع کر دیتا ہوں اور میرا تشدد انتہائی بھیانک اور دردناک ہوتا ہے۔ میں تم سے جو پوچھوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دے دینا ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی“...... ریڈ مارٹن نے آفاق زبیری سے مخاطب ہو کر نہایت سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا پوچھنا چاہتے ہو تم“...... آفاق زبیری نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایم ون تم نے اپنے جسم کے کس حصے میں چھپایا ہوا ہے“۔ ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”ایم ون۔ کیا مطلب۔ یہ ایم ون کیا ہے“...... آفاق زبیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو آفاق زبیری۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے جسم میں ایم ون ڈیوائس چھپی ہوئی ہے جس کا لنک تمہارے دل کے ساتھ ہے۔ مجھے بس یہ بتا دو کہ وہ ڈیوائس تمہارے سینے کی طرف ہے یا کمر کی طرف۔ جہاں بھی ہے مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”تم واقعی پاگل ہو۔ بھلا ایسی کون سی ڈیوائس ہوتی ہے جو دل کے ساتھ لنکڈ ہو۔ میرے جسم میں ایسی کوئی ڈیوائس نہیں ہے۔ سمجھے تم“...... آفاق زبیری نے منہ بنا کر کہا۔

”تو تم نہیں بتاؤ گے“...... ریڈ مارٹن غرایا۔

”جس چیز کے بارے میں مجھے علم ہی نہیں اس کے بارے میں تمہیں بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں“...... آفاق زبیری نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک آدمی داخل ہوا۔ ریڈ مارٹن کے اندر آنے کے بعد اندر موجود افراد میں سے کسی نے دروازہ بند نہ کیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

”باس“...... اس آدمی نے ریڈ مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا تو ریڈ مارٹن چونک کر اس کی طرف مڑا۔

”کیا ہوا“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”میں کنٹرول روم کے پاس سے گزر رہا تھا تو مجھے اندر سے فون کی گھنٹی کے بجنے کی آواز سنائی دی تھی۔ شاید وہاں کوئی نہیں ہے“...... اس آدمی نے کہا تو ریڈ مارٹن چونک پڑا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں جا کر“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ اس نے گھور کر آفاق زبیری کی طرف دیکھا پھر وہ جھٹکے سے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”دروازہ بند نہ کرنا۔ میں ابھی واپس آ رہا ہوں“...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کمرے میں موجود اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا جس نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا۔ ریڈ مارٹن دروازے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے میں ہاشو داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں دو راڈز تھے جن کے سرے سرخ ہو رہے تھے۔ اسے راڈز لاتے دیکھ کر کمرے میں موجود افراد چونک پڑے۔

”یہ کیا۔ تم راڈز کیوں گرم کر کے لائے ہو“...... کمرے میں موجود ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس ریڈ مارٹن کا حکم ہے“...... ہاشو نے منہ بنا کر کہا۔ وہ راڈز لے کر آفاق زبیری کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھوں میں گرم راڈز دیکھ کر آفاق زبیری کی آنکھوں میں بھی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ریڈ مارٹن بے حد غصے میں ہے آفاق زبیری۔ اس لئے وہ تم سے جو بھی پوچھے اسے اس کی ہر بات کا فوراً جواب دے دینا ورنہ وہ یہ راڈز تمہاری آنکھوں میں گھسیڑ دے گا اور تم اندھے ہو جاؤ گے“...... ہاشو نے آفاق زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ آفاق زبیری کوئی جواب

دیتے اچانک کمرے میں دھماکہ ہوا اور وہاں ہر طرف دھواں پھیل گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ کیسا دھماکہ تھا“...... ہاشو نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ مسلح افراد بھی چونک پڑے تھے۔

”کمرے میں زہریلا دھواں پھیل رہا ہے“...... ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ سب پاگلوں کی طرح کمرے میں ادھر ادھر بھاگنے لگے جیسے وہ یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ کمرے میں گیس بم کہاں سے پھینکا گیا تھا کیونکہ ان کے سوا کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔

”فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے ہر قسم کی زہریلی گیس سے بچنے کی گولی کھائی ہوئی ہے۔ اس دھویں کا ہم پر کوئی اثر نہ ہو گا“...... ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب رک گئے۔

”لیکن یہ ہوا کیا ہے۔ کمرے میں ہمارے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے پھر یہ دھماکہ کس نے کیا ہے“...... دوسرے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”معلوم نہیں“...... پہلے آدمی نے کہا۔

”ارے۔ یہ آفاق زبیری کو کیا ہوا“...... ایک آدمی نے چیخ کر کہا تو وہ سب آفاق زبیری کی طرف مڑے جس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔

”اسے چونکہ اینٹی ٹیبلٹ نہیں دی گئی تھی اس لئے اس پر گیس کا اثر ہو گیا ہے“...... ہاشو نے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ریڈ مارٹن داخل ہوا۔

”کیا ہو رہا ہے یہاں اور یہ دھواں کیسا ہے کمرے میں“۔ ریڈ مارٹن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”معلوم نہیں باس۔ اچانک کمرے میں دھماکہ ہوا اور ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہم سب نے ہی گیس سے بچنے والی گولیاں کھائی ہوئی ہیں ورنہ اس گیس کے اثر سے ہم بے ہوش ہو جاتے۔ گیس کا اثر آفاق زبیری پر ہوا ہے“...... ایک آدمی نے کہا۔

”یہ کس کی حرکت تھی۔ تم میں سے ہی کسی نے گیس کیپسول بلاسٹ کیا ہو گا۔ بولو۔ کون ہے وہ“...... ریڈ مارٹن نے ان سب کی طرف دیکھ کر انتہائی گرج دار آواز میں کہا۔

”نہیں باس۔ ہم بھلا ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ ہم تو یہاں پچھلے کئی گھنٹوں سے موجود ہیں۔ اگر ہم نے ایسا کرنا ہوتا تو یہ کام ہم نجانے کب کا کر چکے ہوتے“...... ان میں سے ایک نے کہا۔

”تو کیا گیس کیپسول یہاں کسی جن یا بھوت نے بلاسٹ کیا ہے جبکہ تمہارے علاوہ یہاں اور کوئی ہے ہی نہیں“...... ریڈ مارٹن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ دروازہ کھلوا کر دیکھیں۔ شاید دروازے کے

دوسری طرف کوئی ہو“...... ہاشو نے کہا۔

”اور اس نے گیس کیپسول کہاں سے اندر پھینک دیا۔ کیا تمہیں دروازے میں کوئی سوراخ نظر آ رہا ہے“...... ریڈ مارٹن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں باس“...... ہاشو نے کہا۔

”تب پھر دروازے کے دوسری طرف کوئی نہیں ہو سکتا اور ویسے بھی میں ابھی باہر سے ہی آیا ہوں اگر کوئی ہوتا تو مجھے نہ نظر آ گیا ہوتا۔ نانسنس“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”یس باس۔ لیکن یہاں دھماکہ ہوا ہے اور ہر طرف بے ہوشی کی گیس بھی پھیلی ہوئی ہے“...... ایک آدمی نے کہا۔

”کہیں۔ یہ حرکت آفاق زبیری نے تو نہیں کی“...... ایک اور آدمی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ رسی سے بندھا ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور میں نے اس کی تلاشی لی تھی۔ اگر اس کے پاس گیس کیپسول ہوتا تو وہ اس کی تلاشی کے دوران میں نکال چکا ہوتا“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”تو پھر آخر یہ کیپسول کہاں سے پھینکا گیا ہے“...... ریڈ مارٹن نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہم نے سارا کمرہ چھان مارا ہے باس لیکن ہمیں کہیں کچھ نہیں ملا ہے۔ ہم نے کمرے کی دیواریں بھی چیک کی ہیں کہ کسی دیوار

کے پیچھے سے کسی سوراخ سے یہاں گیس کیپسول نہ پھینکا گیا ہو لیکن کسی دیوار میں کوئی سوراخ نہیں ہے''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ یہ ضرور تم میں سے ہی کسی کی حرکت ہے۔ میں تم سب کی تلاشی لوں گا۔ تم میں سے ضرور کوئی غدار ہے''...... ریڈ مارٹن نے تلملاتے ہوئے کہا۔

''ضرور لیں باس''...... ایک آدمی نے کہا۔

''ہوسکتا ہے تم میں سے کسی نے کیپسول مشین گن میں چھپایا ہو اور فرسٹ فائر کے طور پر یہاں وہی کیپسول فائر کیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''لیکن مشین گنیں تو ہم سب کے پاس ہیں باس''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میرے لئے یہ جاننا مشکل نہیں کہ ابھی کیپسول کس مشین گن سے فائر کیا گیا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تب پھر آپ پہلے صرف مشین گنیں چیک کر لیں۔ تلاشی بعد میں لے لیں''...... ہاشو نے کہا۔

''اوکے''...... ریڈ مارٹن نے کہا اور پھر ان سب کی مشین گنیں اس نے باری باری چیک کیں۔ ان کی گولیاں چیک کیں۔ نالیاں سونگھ کر بارود کی بو چیک کی آخر وہ ایک جگہ رک گیا۔

''نہیں۔ ان مشین گنوں میں سے کسی مشین گن سے کیپسول فائر

نہیں کیا گیا ہے۔ مجھے تم سب کی تلاشی ہی لینی ہو گی''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''یس باس''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''اوہ۔ تمہارے ہاتھوں میں راڈز ہیں۔ آفاق زبیری کو ہوش میں لاؤ۔ یہ گرم راڈز اس کے بازو پر لگا دو۔ جب اس کا بازو جلے گا تو اسے فوراً ہوش آ جائے گا''...... ریڈ مارٹن نے ہاشو کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے راڈز دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاشو نے اثبات میں سر ہلایا اور گرم راڈز لے کر آفاق زبیری کی طرف بڑھا۔

''تم اس کے بازو سے اس وقت تک سلاخ نہیں ہٹاؤ گے۔ جب تک کہ سلاخ اس کے خون سے ٹھنڈی نہ ہو جائے یا اسے ہوش نہ آ جائے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''یس باس۔ آپ فکر نہ کریں''...... ہاشو نے کہا۔ اس کا گرم راڈز آفاق زبیری کے بازو کی طرف بڑھا۔ پھر جونہی اس نے راڈز آفاق زبیری کے بازو کی طرف بڑھایا۔ یکے بعد دیگر دو فائر ہوئے اور ہاشو کے ہاتھوں سے راڈز جھٹکے سے نکل کر دور جا گرے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ اپنا ہاتھ پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ سے خون دھار کی صورت نکل رہا تھا۔ ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہاشو کی طرف دیکھ رہے تھے جس پر نجانے کہاں سے فائر کئے گئے تھے۔ پھر ریڈ مارٹن کی نظریں یکلخت چھت کی طرف اٹھ گئیں اور پھر اس کی نظریں دیوار کے

پاس چھت میں بنے ہوئے ایک سوراخ پر جم گئیں جہاں سے ایک مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا جو کسی انسانی ہاتھ میں تھا۔

''تو یہ فائر اوپر سے کیا گیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دیا جو اس نے کمال پھرتی سے جیب سے نکال لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ چھت کی طرف کر کے فائر کرتا چھت سے نظر آنے والے مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ شعلے نکلے اور کمرہ یکلخت تیز انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

حصہ اول ختم شد